آفتابِ زمانہ

(اِثباتِ غیبت امامِ زمانہ (عج)

تالیف: شیخ صدوق (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم: سید محمد حسن عابدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆اس کتاب کے جملہ حقوق ناشر کے حق میں محفوظ ہیں☆

کتاب کا نام: آفتابِ زمانہ اثباتِ غیبتِ امامِ زمانہ (عج)

مولّف: شیخ صدوق (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم: سید محمد حسن عابدی

کمپوزنگ: سید محمد ہادی عابدی

ناشر: ادارہ مصباحُ الہُدیٰ پبلکیشرز

تعداد: ۵۰۰۰

قیمت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ موضوعات

غیبتِ امام میں ایمان محفوظ رہنے کے لئے اہم ترین دعاء ۹

مقدمہ: ۱۰

'خلیفہ' خلقت سے قبل ۱۴

خلیفہ کی اطاعت کا واجب ہونا ۱۵

اللہ کے علاوہ کسی کو خلیفہ انتخاب کرنے کا اختیار نہیں ہے ۲۱

ہر دور میں ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے ۲۲

خلیفۂ الٰہی کا معصوم ہونا ضروری ہے ۲۳

اللہ کا آدمؑ کے آگے سجدہ کروانے کا فلسفہ ۲۸

امام زمان (عج) کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے ۳۸

اثبات غیبت اور اس کی مصلحت ۳۹

ایک اعتراض اور اس کا جواب ۴۳

انبیاء واوصیاء علیہم السلام کی آپس میں شباہتوں پر دلیل ۴۶

ایک اعتراض اور اس کا جواب ۵۰

مسئلہ غیبت اور اس کے بارے میں مختلف فرقوں کی آراء ۵۳

فرقہ کیسانیہ ۵۴

محمد بن حنفیّہ کی وفات کے بارے میں روایات ۶۰

غیبت کے مسئلہ میں ناووسیہ اور واقفیہ والوں کے عقیدہ کا باطل ہونا ۶۲

امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) کی وفات کے سلسلہ میں روایات ۶۲

غیبت امام حسن عسکری (علیہ السلام) کے بارے میں واقفیہ والوں کا ادّعا ۶۵

امام حسن عسکری (علیہ السلام) کی شہادت کے بارے میں روایات ۶۵

ایک عجیب واقعہ ۶۷

اثباتِ غیبت ۶۹

ایک اعتراض اور اس کا جواب ۷۰

ایک اعتراض اور اس کے جواب ۷۲

ابن بشّار کا اعتراض ۷۶

ابن قِبہ کی طرف سے مذکورہ اعتراض کا جواب ۷۷

معتزلہ مذہب والوں کے سوال اور ان کے جواب ۸۱

امام غایب کے وجود پر چند دلائل ۸۳

فرقۂ زیدیہ کے اعتراضات اور ان کے جواب ۸۷

مؤلّف کا رکن الدولہ کی محفل میں ایک ملحد سے مناظرہ ۹۷

علائمِ ظہور کے بارے میں ۱۰۲

پہلا باب :غیبتِ انبیاء کے بارے میں: ۱۰۳

ا۔حضرت ادریسؑ پیغمبر کی غیبت: ۱۰۳

حضرت نوحؑ کی نبوت کا آشکار ہونا ۱۰۹

حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر کی غیبت ۱۱۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غیبت ۱۱۴

حضرت یوسف علیہ السلام کی غیبت ۱۱۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت ۱۲۲

حضرتِ موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک اوصیاء کی غَیبت کا سلسلہ ۱۳۰

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں عیسیٰؑ بن مریمؑ کا بشارت دینا ۱۳۷

کچھ سلمان فارسیؒ کے بارے میں ۱۳۹

کچھ قیس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں ۱۴۶

کچھ تُبّع بادشاہِ یمن کے بارے میں ۱۵۰

کچھ حضرت عبد المطلب اور ابوطالب (علیہما السلام) کے بارے میں ۱۵۳

کچھ سیف بن ذی یزن کے بارے میں ۱۵۹

کچھ بحیرا راہب کے بارے میں ۱۶۴

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)کے بارے میں شام کے بڑے راہب خالد وطلیق کی شناخت---۱۷۲

ابو المویہب راہب کے بارے میں ۱۷۳

کچھ سطیح کاہن کے بارے میں ۱۷۵

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)کے بارے میں یوسف یہودی کا خبر دینا ۱۷۸

شام سے آنے والےابن حواش کی روایت ۱۸۰

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)کے بارے میں زید بن عمرو بن نفیل کا خبر دینا..... ۱۸۱

دوسراباب:امام کی ضرورت کیوں؟ ۱۸۴

حضرت آدم علیہ السلام سےلیکر قیامت تک زمین حجتِ الٰہی سے خالی نہیں ۱۹۶

عترت ،آل ،اہل ،ذریۃ ،سلالہ کے معانی ۲۲۳

تیسراباب:غیبتِ امام زمان (عجل اللہ فرجہ)کے بارے میں روایاتِ معصومین (علیہم السلام)---۲۲۹

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی روایات اپنے بعد کےاوصیاء کے بارے میں..... ۲۳۸

پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی روایات غیبتِ حضرت قائم(عج)کے بارے میں ۲۶۴

امیر المؤ منین علیہ السلام کی روایات حضرت قائم(عج) کے بارے میں ۲۶۵

فاطمہ سلام اللہ علیہاکی روایات غیبت قائم (عج) کے بارے میں ۲۷۲

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم(عج)کے بارے میں ۲۷۸

امام حسین علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم(عج)کے بارے میں ۲۸۱

امام زین العابدین علیہ السلام کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج)کے بارے میں ۲۸۲

امام محمد باقرعلیہ السلام کی روایات حضرت قائم (عج)کے بارے میں ۲۸۵

امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج)کے بارے میں ۲۸۸

اما م موسیٰ کاظم علیہ السلام کی روایات غیبت حضرتِ قائم (عج) کے بارے میں ۲۹۹

ہشام بن حکم کاسربراھان مذاہب کے درمیان اثبات حق کرنا ۳۰۰

امام رضاعلیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج)کے بارے میں ۳۰۴

امام محمد تقی علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج)کے بارے میں ۳۱۲

امام علی نقی علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم(عج)کے بارے میں ۳۱۴

امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم(عج) کے بارےمیں ۳۱۶

حضرت خضرعلیہ السلام کے بارے میں روایات ۳۱۸

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں روایات ۳۲۰

چوتھا باب: منکرین امام زمان (عج) کے سرانجام کے بارے میں روایات ۳۲۹

پانچواں باب: امام حسنؑ وامام حسینؑ کے بعد امامت کا دو بھائیوں میں جمع نہ ہونا ۳۳۲

امام زمان عجل اللہ فرجہ کی ولادت کی بشارتیں ۳۳۵

چھٹا باب: امام زمان عجل اللہ فرجہ کی مادر گرامی کے بارے میں ۳۳۶

امام زمان عجل اللہ فرجہ کی ولادت کے بارے میں روایات ۳۴۲

ساتواں باب: امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ) سے جن لوگوں نے ملاقات اور گفتگو کی ۳۵۰

امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی غیبت کے علل واسباب ۳۷۵

آٹھواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) اور لوگوں کے درمیان ردو بدل ہونے والے خطوط--- ۳۷۶

نواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی غیبت میں دعا ۳۸۲

دسواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی طولانی عمر کے بارے میں ۳۸۷

گیارواں باب: حدیثِ دجال ۳۸۹

بارواں باب : ۳۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیبتِ امام میں ایمان محفوظ رہنے کے لئے اہم ترین دعاء

اصول کافی اور بحارالانوار میں نقل ہے کہ غیبتِ امامِ زمان(عج) میں اپنےایمان کو محفوظ رکھنے کے لئےاس دُعاء کوہر نمازکے بعد مسلسل پڑھتے رہنا چاہیّ:"اَللّٰھمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَکَ فَاِنّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِی نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیّکَ،اَللّٰھمّ عَرِّفْنِی رَسُوْلَکَ فَاِنّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِی رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجّتَکَ،اَللّٰھمّ عَرِّفْنِی حُجّتَکَ فَاِنّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِی حُجّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِکَ "

ترجمہ:اے اللہ تو مجھے اپنے آپ کی معرفت کرا، کیوں کے اگر تونے اپنے آپ کی معرفت نہیں کرائی تو میں تیرے رسول کو نہیں پہچان سکتا ہوں، اے اللہ مجھے اپنے رسول کی معرفت کرا، ،کیوں کے اگر تونے اپنے رسول کی معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجّت کو نہیں پہچان سکتا ہوں، اے اللہ مجھے اپنی حجّت کی معرفت کرا، کیوں کے اگر تونے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کرائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا''(اصول کافی ج ا ص ۳۳۷، بحار الانوار ج ۱۴۶ ح ۷۰)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مقدمہ:

تمام حمد وثناء اس اللہ کے لئے جو تمام کائنات کا پالنے والا ہے اور درود اللہ تعالیٰ ہو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کی آلِ اطہار پر تمام حمد اسی واحد اور تنہا اللہ کے لئے جو دوسروں سے بے نیاز ہے اور زندہ وطاقتور اور عالم وحکیم ہے جو بلند مرتبہ رکھنے والا مخلوقات کی صفات سے بالاتر، جلالت واکرام، فضل وانعام والا (اپنی مصلحت کو نافذ کرنے والا) اور کامل ارادہ رکھنے والا ہے جس کا کوئی مثل نہیں جو سننے والا دیکھنے والا ہے دیکھنے والی آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں مگر وہ سب کو دیکھ رہا ہے وہی بندوں پر مہربان اور ان کی خبر رکھنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں، جو ہر چیز کا خلق کرنے والا اور ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کو اپنی جگہ قرار دینے والا اور ہر چیز کو ایجاد کرنے والا ہے اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے وہی حق کا حکم کرنے والا اور عدالت کے تحت فیصلے کرنے والا ہے جو رشتہ داروں کے ساتھ بھی عدالت ونیکی کرنے کا حکم کرتا ہے اور ہر برائی وبدی اور ستم سے منع کرنے والا ہے کسی کو بھی اس کی قدرت سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتا ہے، کسی کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہیں ڈالتا وہی حجت بالغہ ہے اگر وہ تمام لوگوں کو ہدایت کرنا چاہے تو سلامتی کی طرف بلالیتا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت کرتا ہے، حجت قائم کرنے سے پہلے اور ڈرانے والی آیات بھیجنے سے پہلے عذاب نہیں کرتا ہے بندوں کو ایسی چیزوں کی طرف بلانے سے پہلے اس کی حقیقت

کو واضح کرتا ہےاور بندوں کو اس نے ان کے اپنے حال پر بھی نہیں چھوڑا،اس نے زمین پر اپنی خلافت کو معین کرنا لوگوں کے اختیار میں نہیں دیا ہے بلکہ وہ اپنا خلیفہ خود معین کرتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)اس کے بندے اوراس کے امین رسول ہیں اوراسی کی طرف سے تبلیغ کرنے والے اور وعظ ونصیحت کے ذریعے اس کی طرف بلانے والے ہیں اور قرآن مجید پر عمل کرنے والے ہیں انھیں کی پیروی کااس نے حکم دیاہےاور وہی قرآن وعترت سے تمسک رکھنے کاحکم دینے والے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدانہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پران سے جاملیں، مسلمانوں کے لئے ان دونوں چیزوں سے تمسک کرنا واضح وروشن دلیل اور سیدھی راہ ہے جن کے لئے رات دن کی طرح روشن اور باطن ظاہر کی طرح روشن ہے،آپ (ص) نے امت کو اندھیرے وگمراہی میں نہیں چھوڑااور کسی طرح کی بھی ہدایت ونصیحت کوامت سے پوشیدہ نہیں رکھا کسی بھی برہان اور حجت کو فراموش نہیں کیا مگر یہ کہ اسے واضح کیااوراس پر دلیل قائم کی تاکہ رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت باقی نہ رہے تاکہ جو ہلاک ہو وہ بھی ہدایت کو جاننے کے بعد ہو اور جو ہدایت پائے وہ بھی ہدایت کو جاننے کے بعد ہو۔

اورمیں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ کسی بھی مرد وزن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ورسول کے امر کے خلاف اپنی مرضی سے عمل کرے،بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور چن لیتا ہےاورمیں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ جو بھی کسی حلال کو حرام یاحرام کو حلال کرتا ہے یا کوئی بدعت انجام دیتا ہے تولوگ اس سے آگاہ ہو جاتے ہیں بیشک

ایسا شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتا ہے اور جو اس کی اطاعت کرتا ہے وہ اسی کی ربوبیت کا قائل ہے اور گویا اس نے اسے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا یا لہٰذا ایسے افراد غضب اللہ تعالیٰ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، اور ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے بیشک ایسے ہی لوگ آخرت میں نقصان و خسارے میں رہیں گے ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود ہو محمد وآل محمد پر۔

مؤلف: میں (ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی) جب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی زیارت سے نیشاپور لوٹا تو مجھ سے ملنے آنے والے لوگوں کی آمد و رفت بڑھی تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ امام زمانہ (عج) کی غیبت کے بارے میں حیران و پریشان اور شبہات کے شکار ہیں اور راہ راست سے منحرف ہو رہے ہیں اور اپنی آراء و قیاس آرائیوں پر اعتماد کرنے لگے ہیں لہٰذا روایات پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی مدد سے میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا اسی اثنا میں میرے پُرانے دوست بخارا سے میری ملاقات کو آئے جن سے ملاقات کا میں عرصہ سے مشتاق تھا ان کا نام شیخ نجم الدین محمد بن حسن بن احمد بن علی بن صلت تھا میرے والد ان کے جد سے یعنی محمد بن احمد بن علی ابن صلت سے روایت کرتے تھے کہ انھوں نے محمد بن حسن صفار سے ملاقات کی تھی اور ان سے روایات کو نقل کیا کرتے تھے ،لہٰذا میں نے ان دوست کی آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، ایک دن شیخ بزرگوار نے مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے بخارا کے فلسفی و منطقی شخص کا کلام نقل کیا کہ وہ امام زمانہ (عج) کے بارے میں حیران وپریشان تھا۔

حضرت کی طولانی غیبت اوران سے ملاقات کے سلسلہ کے منقطع ہونے سے شک و تردد میں گرفتار ہو چکا تھالہٰذا میں نے حضرت کے وجود کو ثابت کرنے اور ان کی غیبت کو بیان کرنے کے لئے اس کے سامنے پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ اطہار سے کچھ روایات نقل کیں تو اس کو آرام ہوا اور اس کے دل سے شک وتردید کی کیفیت ختم ہوئی اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اس سلسلے میں کوئی کتاب لکھوں، لہٰذا میں نے ان کی اس درخواست کو قبول کر لیا اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں سفر سے واپس (شہر ری) آکر اس سلسلے میں لکھنا شروع کروں گا، اسی دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ میں ہوں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اور ساتویں طواف میں جب حجر اسود کے پاس پہنچا تو اسے چوما اور دعا کی کہ یہ مجھ پر امانت تھی جس کو میں ادا کر رہا ہوں اسی دوران میں نے امام زمانہ (عج) کو دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں، میں اسی دوران پریشان حالت کے ساتھ حضرت کے نزدیک ہوا، حضرت نے میرے باطن کو پڑھ لیا میں نے نزدیک ہو کر حضرت کو سلام کیا، حضرت نے مجھے جواب دیا اور کہا کیوں تم غیبت کے بارے میں کوئی کتاب نہیں لکھتے ہو، حضرت کا یہ کہنا تھا میری پریشانی دور ہوئی، میں نے عرض کی ، یابن رسول اللہ (ص) میں کئی رسالے غیبت کے موضوع پر لکھ چکا ہوں تو حضرت نے فرمایا : نہیں اب کے سے غیبت پر ایسی کتاب لکھو جس میں انبیاء کی غیبت کا بھی تذکرہ کرو یہ کہہ کر حضرت میری نگاہوں سے غائب ہو گئے میں خواب سے بیدار ہوا اور طلوع فجر تک دعاؤں اور گریہ میں مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میں نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کیا تاکہ حضرت حجۃ بن الحسن (علیہما السلام) کے امر کی بجاآوری کر سکوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کام کے تکمیل تک پہنچنے

میں مدد طلب کرتے ہوئے اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے بیشک اسی کی عطا کردہ توفیق سے اس کام کو شروع کررہا ہوں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میری اور سب کی باز گشت ہے۔

'خلیفہ' خلقت سے قبل

اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ''جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں '' (سورہ بقرہ آیت ۳۰) اللہ تعالیٰ کا یہ کلام خلقتِ آدم سے پہلے کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے خلیفہ بھیجنے کی مصلحت تمام مخلوق کی خلقت سے مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے یعنی جو مہم موضوع کو عمومی امور پر مقدم رکھتا ہے یہی وہ بات ہے جس کی تصدیق امام جعفر صادق (ع) کے اس قول سے ہوتی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی حجت اس کی مخلوق سے پہلے بھی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھی ہے اور مخلوق کے بعد بھی ہے '' کیونکہ مصلحت و حکمت پروردگار اس بات کا تقاضیٰ نہیں کرتی ہے کہ مخلوق کو بغیر خلیفہ کے رکھے اسی لئے اس نے مخلوق کی خلقت سے پہلے اس کے لئے خلیفہ کا بندوبست کردیا، کیونکہ حکمتِ اللہ تعالیٰ سب کے لئے ہے لہٰذا اس کی اطاعت بھی سب پر واجب ہے اور کیونکہ سلسلہ نبوت پیغمبر اکرم (ص) پر ختم ہوا لہٰذا ضرورت اس بات کی رہ جاتی ہے کہ کوئی خلیفۂ برحق ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑ سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی جیسی چیز سے محبت کرتی ہے اور اپنی ضد سے بچتی ہے اور اگر عقل رسولوں کے بھیجے

جانے کا انکار کرتی تو اللہ تعالیٰ ہر گز پیغمبروں کو نہیں بھیجتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مثال اس طبیب کی سی ہے جو اپنے مریض کو دوا اس کی طبیعت کے مطابق دیتا ہے کہ اگر وہ اس کی طبیعت کے بر خلاف ہو تو مریض کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو ''احکم الحاکمین'' ہے جو کسی سبب کا محتاج نہیں، اگر وہ کسی ظالم بادشاہ کو اپنا خلیفہ بناتا تو لوگ اس کو بھی ظالم سمجھنے لگتے اور اگر عادل شخص کو اپنا خلیفہ بنائے گا تو لوگ اسے بھی عادل سمجھیں گے لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خلافت عصمت کا تقاضیٰ کرتی ہے اور خلیفۂ اللہ تعالیٰ سوائے معصوم کے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔

خلیفہ کی اطاعت کا واجب ہونا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اپنی خلافت کے لئے چن لیا تو آسمان والوں پر بھی ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا، سارے ملائکہ نے بحکم پروردگار آدم کے آگے سجدہ کیا سوائے ایک کے جو سجدہ نہ کرنے کے باعث قیامت تک کے لئے ذلیل ورُسوا ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ خلیفہ الٰہی وہ ہوگا جس کی خلافت پر تمام ملائکہ گواہی دیں اور پھر کیونکہ اس سلسلہ خلافتِ الٰہیہ کو قیامت تک باقی رہنا ہے اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اس خلافت سے مراد نبوت ہے جیسا کہ سورہ نور میں اس بات کا وعدہ کیا گیا کہ: وَعَدَاللهُ الَّذِينَ آمَنُوامِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَااسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي اِرْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِخَوْفِهِمْ أَمْنًايَعْبُدُونَنِي لَايُشْرِكُونَ بِي شَيْئًاوَمَنْ كَفَرَبَعْدَذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ(۵۵)اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان و

عملِ صالح سے وعدہ کیا ہے کہ اُنہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں میں سے بنائے تھے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنادے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا (تاکہ لوگ) میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک قرار نہ دیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو ایسے ہی لوگ فاسق و بد کردار ہیں۔

اگر اس خلافت سے اللہ کی مراد وہی نبوت ہوتی تو ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انبیاء کے سلسلہ کو باقی رکھتا اسی طرح یہ مطلب بھی اس آیت کے ساتھ تعارض رکھتا ہے جس میں پیغمبر اکرم (ص) کو خاتم النبیین کہا گیا ہے مثلاً: مَاكَانَ مُحَمَّدٌ أَبَاأَحَدٍمِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً(٤٠) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیا کے آخری ہیں اور اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ (سورہ احزاب)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اس خلافت سے مراد غیر از نبوت ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ خلیفہ نبی نہ ہو مگر ہر نبی کا خلیفہ ہونا ضروری ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم کے ذریعہ منافقین کے نفاق اور مخلصین کے اخلاص کو بھی پہچنوانا چاہا ہے کیونکہ حالات اور امتحانات حقیقتوں کی پردہ کشائی کرتے ہیں لہٰذا ملائکہ اور شیطان کا فرق اولِ خلقت ہی معلوم ہو گیا لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کو عام لوگوں کے سپرد کر دیتا تو ہر ایک ایسے کو انتخاب کرنے کی کوشش کرتا جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتا اس طرح ان افراد کی مافی الضمیر سے بھی کوئی آگاہ نہ ہونے پاتا اور اس طرح نفاق، اخلاص، حسد وغیرہ کا پہچانا مشکل ہو جاتا اور اس فرمان (اِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِاِنِّی جَاعِل فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة) میں توحید کے معانی

پوشیدہ ہیں جن کو اس نے عمومی طور پر بیان کیا ہے سب کے لئے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ بندوں میں جہاں اطاعت گزار ہوں گے وہاں گناہ گار بھی ہوں گے لہٰذا اطاعت گزار بندوں کے لئے ثواب و بہشت اور گناہ گاروں کے لئے جہنم کو قرار دیا لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر دور میں ایک خلیفۂ الٰہی زمین پر موجود ہو جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کو جاری کرے مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنا، زانی کو موت کی سزا سنانا یا کوڑے لگانا مظلوموں کے حقوق ظالموں سے لینا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حاکم کا کسی چیز سے روکنا قرآن کے روکنے سے زیادہ سخت ہے کیونکہ حاکم فوراً سزا دیتا ہے اور قرآن کی سزا آخرت پر موقوف ہے جیسا کہ قرآن مجید کے سورہ حشر میں ارشاد ہوا: لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ(۱۳) (اے مسلمانوں) تم لوگوں کا خوف منافقوں کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ شدید ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو سمجھتی نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے ان کے دشمنوں کے شر کو دور کرنے کے لئے ان میں اپنا خلیفہ و جانشین قرار دے اور اس عظیم منصب کا حقدار صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی گردن پر کسی کا کوئی حق نہ ہو اور وہ لوگوں کے حقوق دلوانے میں حق و انصاف سے کام لے۔

'خلیفہ' لفظِ مشترک ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد بنائے اور خود اس مسجد میں اذان نہ کہے اور اس مسجد میں کوئی مؤذن رکھے تو وہ شخص اس مسجد کا مؤذن ہے اور اگر وہ شخص کچھ عرصہ اس مسجد میں اذان بھی کہے پھر کسی مؤذن کو رکھے تو یہ مؤذن اس کا خلیفہ و جانشین کہلائے گا، عقل و عرف کے کام بھی اسی طرح کے ہیں مثلاً: کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں میرا خلیفہ و جانشین ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ خلیفہ ایک مشترک نام ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ 'خلیفۃ اللہ' کس

چیز میں اللہ کا جانشین ہے؟اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ دوستوں کا دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اس کام کو اس نے اپنے خلیفہ وجانشین کے سپرد کیا ہے البتہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ خلیفہ اس کام میں اللہ تعالیٰ کا شریک ہے اسی طرح سے یہ مطلب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے سوال کیا: کہ کیا چیز تیرے سجدہ کرنے میں مانع ہوئی؟اور پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: قَالَ يَاإِبْلِيسُ مَامَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَلِمَاخَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ (۷۵)اللہ نے کہا اے ابلیس تجھے کس چیز نے اس کے آگے سجدہ کرنے سے منع کیا جسے میں نے اپنی مشیّت سے خلق کیا، کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑے لوگوں میں سے تھا۔(سورہ ص)
گویا اللہ تعالیٰ نے اس جملے کے ذریعہ اس کے عُذر پیش کرنے کو ختم کر دیا کہ کہیں یہ گمان نہ ہونے پائے کہ آدمؑ کیونکہ خلیفۃ اللہ ہیں لہٰذا اس کی وحدانیت میں اس کے شریک ہیں ،لہٰذا کہا کہ جب تو نے یہ جان لیا کہ آدم 'خلیفۃ اللہ' ہیں تو کس چیز نے تجھے میری اس مخلوق کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے منع کیا؟

اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں دو طرح کی ہیں جن میں سے ہر ایک فراوان نعمتوں کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے جیسا کہ سورہ لقمان میں ارشاد ہوا: أَلَمْ تَرَوْاأَنَّ اللهَ سَخَّرَلَكُمْ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةًوَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِعِلْمٍ وَلَاهُدىً وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ(۲۰)کیا تم لوگوں نے ملاحظہ نہیں کیا کہ اللہ نے تم لوگوں کے لئے مسخر کیا (ان تمام چیزوں کو) جو آسمانوں و زمین میں ہیں اور تم لوگوں پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کی فراوانی دی اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے۔

پھر فرمایا (بِيَدَيَّ اِسْتَكْبَرْتَ) پھر تم نے میرے ہی سامنے تکبر کر لیا جس طرح محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ ''تم میری تلوار سے ہی مجھ سے جنگ کو اٹھ کھڑے ہو؟ یعنی یہ بہت بُرا عمل ہے

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ: وَإِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِإِنِّي جَاعِلٌ فِي الارْضِ خَلِيفَةًقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَامَنْ يُفْسِدُفِيهَاوَيَسْفِكُ الدِّمَاءَوَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُونَ(٣٠)اور (یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں جانشین قرار دینے والا ہوں تو ملائکہ نے کہا کہ کیا تو زمین میں ایسے کو قرار دے گا جو وہاں فساد کرے اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری حمد کے ذریعہ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ نے کہا کہ بیشک جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے ہو۔) یہ متشابہ آیات میں سے ہے جس کے معنیٰ میں کئی طرح کے احتمالا ت دیئے گئے ہیں مثلاً: یہ ہے کہ جاہل لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک پوشیدہ بات میں اپنی مخلوق ملائکہ سے مشورہ کر رہا ہے اس احتمال کا جواب یہ ہے کہ۔

اولاً: اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے بزرگ و برتر ہے کہ اس پر کوئی بات پوشیدہ ہو یا وہ کسی بات میں اپنی مخلوق سے مشورے کا محتاج ہو۔

ثانیاً: یہ آیت اس معنی پر دلالت کر رہی ہے کہ اس خلیفہ کی اطاعت توحیدِ الٰہی کے ساتھ سازگار ہے اور اس اطاعت سے رو گردانی گویا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے انکار کرنا ہے۔

ثالثاً: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں اس خلیفہ کی اطاعت کے امکان کو پایا ہے اسی لئے اس نے اطاعت خلیفہ کو طلب کیا ہے تاکہ وہ اپنی اور اپنے خلیفہ کی اطاعت پر لوگوں کے اجر و ثواب میں اضافہ کرے لہٰذا ایک مفکر جب اس طرح کی آیات میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ اس کی جزئیات تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی جزئیات یہ ہیں کہ اس الٰہی خلیفہ کے ذریعہ ہر ایک کے حقوق محفوظ ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو مخاطب کرکے فرمایا: وَمَاأَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ(۱۰۷) اور ہم نے تمہیں عالمین کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورہ انبیاء) اس مطلب پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو حضرت نوحؑ کے قصہ میں تھا کہ (ہم نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے جو آسمان سے مسلسل بارشیں برساتا ہے) اس کی اس نعمت سے تمام انسان اور حیوانات مسلسل فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور ان چیزوں کا سبب بھی وہ لوگ ہیں جو دینِ الٰہی کی طرف بلانے والے اور حق کی تعلیم دینے والے ہیں لہٰذا نعمتِ پروردگار بھی ان کی قدر و قیمت کے لحاظ سے نازل ہوتی ہے اور گناہ گاروں کو سزا بھی ان کے بُرے اعمال کے مطابق ہی دی جاتی ہے اسی بناء پر کائنات کی بقا اور اصلاح کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔

اللہ کے علاوہ کسی کو خلیفہ انتخاب کرنے کا اختیار نہیں ہے

آیت:اذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ اِنِّی جَاعِلٍ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً)میں کلمہ(جَاعِل) تنوین کے ساتھ ہےاوراللہ تعالیٰ کی صفت ہےیعنی خلیفہ کا معین کرنا صرف اسی کاکام ہے کسی اورکاکام نہیں ہےاس مطلب پر دلیل یہ آیت ہے(اِنِّی خَالِق بَشَرًامِنْ طِینٍ) (سورہ ص آیہ۷۱)یعنی میں نےبشر کو مٹی سے خلق کیا،اس آیت میں (خَالِق)تنوین کے ساتھ ہے لہٰذاجو یہ کہتاہے کہ میں خلیفہ کو معین کرسکتاہوں وہ پہلے بشر کو مٹی سے خلق کرکے دکھائے لہٰذاجب وہ انسان کو مٹی سے خلق نہیں کرسکتاتوخلیفہ کا معین کرنا بھی اس کا کام نہیں ہے دوسرے یہ کہ فرشتےاپنی تمام فضیلت وعصمت کے باوجودامام کومنتخب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھےاسی لئےاللہ تعالیٰ نےاس کام کوخودانجام دیااورفرشتوں کو یہ کام سپردنہ کیاگیااللہ تعالیٰ نےبہت سی آیات میں فرشتوں کی تعریف کی ہے منجملہ ان میں سے سورہ انبیاء کی یہ آیات ہیں جد میں ارشادہوا:وَقالُواااتَّخَذَالرَّحْمنُ وَلَداًسُبْحانَهُ بَلْ عِبادٌمُکْرَمُونَ(۲۶) اورلوگوں نے کہاکہ رحمٰن نے بیٹاقراردیاہے(جبکہ اللہ پاک ومنزّہ ہے)بلکہ(ملائکہ)اللہ کے محترم بندے ہیں۔

لایَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ یَعْمَلُونَ(۲۷)ملائکہ اللہ پر گفتگو میں سبقت نہیں لیتے اوراللہ کے احکام پر عمل کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ سورہ تحریم میں ارشادہوا:لاَیَعْصُونَ اللهَ مَااَمَرَهمْ وَیَفْعَلُونَ مَایُؤْمَرُونَ)یعنی ملائکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اوروہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے تحت

عمل کرتے ہیں،ایسی صورت میں انسان اپنی تمام بیوقوفی اور نادانی کے باوجود کس طرح سے امام کو منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے دوسرے احکام جیسے نماز،زکات،حج وغیرہ کو ذرا دیکھ لیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے اوپر چھوڑ دیا ہے توانسان ان میں ہی کتنی کوتاہیاں کرتے ہیں توخلافت وامامت کاانتخاب جوسب سے مہم ہے جس پر معاشرے کے تمام احکام وحقائق مشتمل ہوں اس کو کیونکر لوگوں کے سپرد کرسکتا ہے۔

ہر دور میں ایک خلیفہ کاہونا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ کالفظ(خلیفة) کواستعمال کرنا سمجھارہاہے کہ ہر دور میں ایک سے زیادہ خلیفہ نہیں ہو سکتےاور(اذقال ربک)میں بہترین دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نےاُمت پیغمبر میں اس امر خلافت کو قیامت تک کے لئے قرار دیاہے کیونکہ زمین کسی وقت بھی حجت اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں رہ سکتی ہےاگراللہ تعالیٰ کامقصد خلافت کو قیامت تک باقی رکھنانہ ہوتاتو(ربک)،کہنے کی ضرورت نہیں تھی(ربھم)کہہ دیناکافی تھا،تواللہ تعالیٰ جس طرح گذشتہ چیزوں کی مصلحتوں کوجانتاہےاسی طرح آئندہ کی مصلحتوں کو بھی جانتاہےحکمت اللہ تعالیٰ زمانےیاحالات کے بدلنے سے نہیں بدلتی ہے کیونکہ وہ عادل وحکیم ہے کسی بھی مخلوق سےاس کی کوئی رشتہ داری نہیں ہےوہ ان تمام باتوں سے بالاتر ہے۔

خلیفۂ الٰہی کا معصوم ہونا ضروری ہے

اس مطلب پر خود یہ آیت(اِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَۃِاِنِّی جَاعِل فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ) دلالت کر رہی ہے اللہ تعالیٰ سوائے پاک و پاکیزہ لوگوں کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنا سکتا کیونکہ اگر وہ کسی غلط و معصیت کار شخص کو اپنا خلیفہ بنادے تو یہ مخلوق کے ساتھ خیانت ہے کیونکہ اگر دلال کسی چھوٹے سے کاریگر کو بڑی تجارت کے لئے بھیج دے تو نہ یہ کہ وہ کاریگر خیانت کرے گا بلکہ اس میں وہ دلال بھی خائن کہلائے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ کس طرح سے اپنے بندوں کے ساتھ خیانت کر سکتا ہے؟ جبکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے(وَاَنَّ اللّٰہ لاَیَھدِی کَیْدَ الْخَائِنِینَ) (سورۂ یوسف آیہ ۵۲) یعنی اللہ تعالیٰ خیانت کار لوگوں کی چالاکی میں ان کی مدد نہیں کرتا ہے(یعنی انہیں مقصد تک پہنچنے نہیں دیتا ہے) تو جن چیزوں سے وہ دوسروں کو منع کرتا ہے خود کیونکر مرتکب ہو سکتا ہے ایک اور جگہ یہودیوں کے نفاق کے سبب ان کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے(اَتَاْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّوَتَنسَوْنَ اَنفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُونَ الْکِتَابَ فَلاَتَعْقِلُونَ) (سورہ بقرہ آیہ ۴۴) یعنی کیا لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو جبکہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہو کیوں اس میں غور و فکر نہیں کرتے؟ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کا معین کرنا اپنے ذمہ لیا تو شیطان نے اسی وقت سے اس کی نفرت نفاق کی صورت میں اپنے اندر بسالی تھی اسی لئے شیطان کو ''رجیم'' کہہ کر بہشت سے باہر نکال

دیا گیا، دوسرے مقام پر اپنے نبی کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے (وَلاَتَکُنْ لِلْخَائِنِینَ خَصِیمًا) (سورۂ نساء آیۂ ۱۰۵) یعنی خائن لوگوں کے مدافع نہ بننا۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اپنے خلیفہ کی شناخت کروائی تو انھوں نے اس کی اطاعت کو اپنے دلوں میں بسالیا اور اس کو دیکھنے کے مشتاق ہوئے برخلاف شیطان کے اسی لئے ملائکہ ترقی اور کمال کے مستحق قرار پائے اور شیطان ذلیل و رسوا ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ غائبانہ محبت اور اطاعت ثواب عظیم رکھتی ہے کیونکہ اس میں کوئی دھوکہ یا چالاکی نہیں ہوتی ہے لہٰذا پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہے "مَنْ دَعٰالِاَخِیْہِ بِظَھرِالْغَیْبِ نَادَاہُ مَلک مِنَ السَّمٰاءِوَلک مثْلاَہُ یعنی جو بھی اپنے برادر دینی کے لئے پوشیدہ طور پر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو آسمان سے فرشتہ ندا دیتا ہے تمہارے لئے بھی اسی کے دوبرابر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے دین کی لوگوں کے ایمان بالغیب کے ذریعہ سے تاکید کی ہے (ھدًی لِلْمُتَّقِینَ * الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ) یعنی یہ قرآن ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھنے والے ہیں، البتہ غیب پر ایمان رکھنا مؤمنین کے لئے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر عیب وشک سے بری ہوتے ہیں، کیونکہ اگر کوئی حاضر و موجود خلیفہ کی اطاعت کرے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ اس نے اس سے مال وثروت حاصل کرنے یا قتل کے خوف سے اطاعت کی ہے جیسا کہ دنیاوی بادشاہوں کی اطاعت میں یہی طریقہ رہا ہے لیکن غیب پر ایمان رکھنا ہر قسم کے عیوب اور گمان سے محفوظ ہے اس مطلب پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

ہے:فَلَمَّارَاَوْابَاْسَنَاقَالُوااٰمَنَّابِاللّٰہِ وَحْدَہٗ وَکَفَرْنَابِمَاکُنَّا بِہٖ مُشْرِکِیْنَ()فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیمَانُھُمْ لَمَّارَاَوْا بَاْسَنَا)(سورۂ غافرآیہ ۸۴)یعنی جب انھوں نے ہمارے عذاب کی سختی کو دیکھاتوکہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ ۓوحدہ لاشریک پرایمان لائے اورجن کو اس کاشریک ٹھہراتے تھےان کاانکار کرتے ہیں،توایسے وقت میں جب وہ ہمارے عذاب کو دیکھ کرایمان لائیں گے توان کاایمان لانا انھیں فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

لہٰذاجب غیب پرایمان رکھنااتنےزیادہ اجروثواب کاباعث ہےتواللہ تعالیٰ نےملائکہ کو بھی اس ثواب سے محروم نہیں کیاروایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم سے ۷۰۰سال پہلے یہ اعلان فرشتوں کے سامنے کیاتھااس وقت سے فرشتےآدم پرایمان رکھے ہوئے تھےاوراگر کوئی اس مدت کاانکار کرتاہےتواتناتوماننا پڑےگاکہ بہرحال یہ اعلان آدم سے پہلے ہی ہوا ہےلہٰذااگراس مختصرسےوقت میں آدم پرملائکہ کےایمان بالغیب ہونےکےسبب ان کے اجروثواب کوبڑھاسکتاہےتوپھرہمارے غیب پرایمان رکھنےکےسبب ہمارےاجروثواب میں کیونکراضافہ نہیں کرسکتا؟البتہ یہ توحضرت آدمؑ کی خلافت اورغیبت کی بات تھی قرآن کریم میں بھی بہت سےانبیاءکےغیبتوں کی خبریں دی گئی ہیں جولوگوں کے مشاہدہ میں بھی آچکی ہیں جن کے بارے میں فرشتے بالکل اطلاع نہیں رکھتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملائکہ سے خلیفہ کاغائب رہنابحکم پروردگار تھامگرغیبت امام زمانہ (عج) دشمنوں کےسبب ہےجوان کی جان کے دشمن تھے،لہٰذاجوغیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہواس

پر صبر فرشتوں کے لئے عبادت شمار ہے تو اس غیبت کے بارے میں کیا کہا جائے جو دشمنان اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو؟ جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ غیبت امام پر خلوص دل سے ایمان رکھنا عبادت ہے کیونکہ غیبت امام میں لوگوں کے حقوق کو ضایع اوران کے پیروکاروں کا خون دشمنوں کے ہاتھوں مباح اوران کے مال کو غارت اوراحکام اسلام کو پائمال کیا جارہا ہے، یتیموں پر ستم ہورہے ہیں اوراس کے علاوہ ہر قسم کے ظلم وستم اور معصیتیں انجام پارہی ہیں جواہل حق سے پوشیدہ نہیں ہیں لہٰذا جو شخص ایسے وقت میں اپنے امام غائب کی اطاعت میں زندگی بسر کرے گا تو وہ گویا ان کے ساتھ ملکر دشمنان اللہ تعالیٰ سے جہاد کرنے پر اجر وثواب رکھتا ہے اور ان کے محبوں کی محبت دل میں رکھتے ہوئے ملائکہ کے ایمان بالغیب سے ثواب کے لحاظ سے اس کا مرتبہ بڑھ جائے گا،اس غائب خلیفہ کی مثال اس بادشاہ کی سی ہے جو اپنے چاہنے والوں کو خط یا قاصد کے ذریعہ سے خوشخبری بھیجتا ہے کہ میں یا میرا وزیر عنقریب تمہارے پاس آنے والے ہیں تاکہ لوگ اس کے استقبال کے لئے آمادہ ہو جائیں اور ہدایا وغیرہ آمادہ کرلیں تاکہ اس کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ ہو اوراس طرح سے ان پر حجت بھی تمام ہو جائے اور بعد میں کسی کے لئے عذر کی کوئی گنجائش بھی باقی نہ رہے۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کی خبر دینا اس کے عظیم مقام ومنزلت کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی خلیفہ کی اس وقت تک قبض روح نہیں کی جب

تک اس کے بعد اس کے جانشین کو لوگوں کے سامنے نہ پہچنوادیا، اس مطلب پر یہ آیۂ قرآنی گواہ ہے(اَفَمَنْ کَانَ عَلَی بَیِّنَةٍ مِنْ رَبِّہِ وَیَتْلُوہُ شَاھِدمِنْہُ) (سورہ ہود آیہ ۱۷)

یعنی کیا جو شخص اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہو اور جس کی گواہی دی ہو گواہی دینے والے نے اللہ کی جانب سے...''اس آیت میں مراد پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے جانشین علی بن ابی طالب (علیہما السلام) ہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہوا''ومن قبلہ کتاب موسیٰ واماماورحمةً''یعنی اس سے پہلے کتاب موسیٰ پیشوا اور رحمت تھی، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (وَوَاعَدْنَامُوسیٰ ثَلَاثِینَ لَیْلَةً وَاَتْمَمْنَاھابِعَشْرٍفَتَمَّ مِیقَاتُ رَبِّہِ اَرْبَعِینَ لَیْلَةً وَقَالَ مُوسیٰ لِاَخِیہِ ھارُونَ اخْلُفْنِی فِی قَوْمِی وَاَصْلِحْ وَلاَتَتَّبِعْ سَبِیلَ الْمُفْسِدِینَ) (سورۂ اعراف آیہ ۱۴۲)

یعنی: ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس کو مزید دس راتوں کے اضافہ کے ساتھ تکمیل کو پہنچایا (گویا موسیٰ چالیس شب رہے) موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میرے بعد میری قوم میں میرے خلیفہ و جانشین ہو، ان کی اصلاح کرنا اور مفسد لوگوں کی پیروی نہ کرنا۔

اللہ کا آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کروانے کا فلسفہ

اللہ تعالیٰ نے آدم کے احترام کو اس حکم کے ذریعہ ثابت کرنا چاہا تھا اور ان ارواح کے احترام کو بھی ملائکہ کے سامنے پیش کرنا تھا جو صلب آدمؑ میں تھیں لہٰذا ملائکہ کا سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کی عین عبودیت اور اطاعت آدم واولاد آدمؑ ہے جو ان کے صلب میں تھے اور احترام کے حقدار تھے مگر ابلیس حضرت آدمؑ سے حسد کے سبب آدمؑ کے آگے سجدہ کرنے سے باز رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ارواح طاہرہ کو آدمؑ کی نسل میں قرار دیا تھا لہٰذا وہ نافرمانی کے سبب فاسق کہلایا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا کیونکہ وہ ان ارواح کی غیبت کا منکر تھا اسی لئے اس نے آدمؑ کے آگے سجدہ نہ کرنے کی جو دلیل بیان کی وہ یہ تھی کہ ''اسے تو نے مٹی سے خلق کیا ہے اور مجھے آگ سے'' کیونکہ وہ صرف ظاہر کو دیکھ رہا تھا لہٰذا اس نے قیاس سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہا مگر وہ اس بات سے غافل تھا کہ اس ظاہر میں کتنی باتیں پوشیدہ ہیں اور اس آدم میں کتنی پاک وپاکیزہ ارواح پوشیدہ ہیں جن کے احترام میں فرشتوں نے بحکم پروردگار آدمؑ کے آگے سجدۂ تعظیم کیا لہٰذا جو غیبت امام میں امام غائب پر ایمان رکھتا ہے وہ ان فرشتوں کی مانند ہے جنہوں نے بحکم پروردگار آدمؑ کے آگے سجدہ کر کے اللہ کی اطاعت کی اور جو لوگ غیبت امام میں ابلیس کے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی مانند ان پر ایمان نہیں رکھتے وہ اسی ابلیس کی مانند ہیں جیسا کہ ایمن بن محرز امام جعفر صادق (ع) سے اس سلسلہ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام اسماء الٰہی کی آدم کو تعلیم دی پھر ان اسماء کی ارواح کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر تم اپنے قول میں (کہ ہم تسبیح و تقدیس کے سبب خلافت کے زیادہ

حقدار ہیں) سچے ہو تو ذرا ان ارواح کے اسماء کو تو بتاؤ وہ کہنے لگے بیشک تو پاک و منزہ ہے اور ہمارے پاس تو سوائے تیرے عطا کئے ہوئے علم کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ تم ذرا بتاؤ تو انھوں نے ان ارواح پر ان اسماء کو منطبق کرتے ہوئے بتا دیا تو ملائکہ بھی جان گئے کہ حجت اللہ تعالیٰ کے اسماء وہی اس طرح سے منطبق کر کے بتا سکتا ہے جو خود حجت اللہ تعالیٰ اور خلیفۂ اللہ تعالیٰ ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے ان ارواح کو ملائکہ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھ کر ان کی محبت کو ملائکہ سے طلب کیا اور ان سے کہا کہ میں زمین و آسمان کے رازوں سے زیادہ واقف ہوں ؟اور تمہارے ظاہر و باطن سبکو جانتا ہوں؟اسی مطلب کو جعفر بن محمد عمارہ نے اپنے والد اور انھوں نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے عبادت کو طلب کیا ہے ایک حکم غیبی کے ذریعہ اس مطلب پر ایک دلیل یہ ہے کہ آیت کی ابتداء داستانِ خلافت سے ہو رہی ہے تو انتہاء بھی اسی پر ہونی چاہئیے تاکہ نظم کلام باقی رہے اور یہ بات شیعہ و سنی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ نظمِ کلام حجت ہے کیونکہ جو امامیہ مذہب کے مخالف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اسماء آدمؑ کو سکھائے تو ناگزیر طور پر اس میں اسماء آئمہ علیہم السلام بھی ہوں گے، لہٰذا ہم نے جو بات کہی اس پر تمام اُمت کا اتفاق ہے۔

دوسری دلیل: اس بات پر کہ آیت میں اسماء سے مراد اسماء آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں یہ ہے کہ جب فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اولاً: آدم

کی فضیلت ان کے سامنے روشن اور واضح ہو جائے ثانیاً: اس اطاعت حکم پروردگار کے ضمن میں وہ عبادت کے ثواب کو بھی حاصل کر سکیں چاہے اسی وقت ہو یا دوسرے وقت میں ہو، کیونکہ اوقات کا مختلف ہونا حکم وحکمت الٰہی کے متغیر ہونے کا سبب نہیں بنتا ہے اور حکم الٰہی کی حجیت کو ختم نہیں کرتا ہے کہ اول آخر اور آخر اول ہو جائے اور حکمت الٰہیہ اس بات سے بھی بری ہے کہ کسی کے ثواب سے چشم پوشی کی جائے یا فضائل آئمہ علیہم السلام میں بخل سے کام لیا جائے کیونکہ تمام آئمہ اطہار علیہم السلام کی روِش ایک ہی تھی ،اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک یا کئی رسولوں پر ایمان لایا مگر دوسرے رسولوں کا انکار کیا تو اس کا ان بعض رسولوں پر بھی ایمان لانا قابل قبول نہیں ہے لہٰذا آئمہ طاہرین علیہم السلام کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے کیونکہ سب ایک ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) کا فرمان ہے کہ ''جس نے ہمارے آخر کا انکار کیا گویا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ہمارے اول کا بھی انکار کیا، پھر فرماتے ہیں کہ ''جس نے ایک زندہ امام کا انکار کیا گویا ایسا ہے کہ اس نے تمام گذشتہ اماموں کا انکار کیا''

میں اس سلسلہ میں اس کتاب میں چند روایات کو ذکر کروں گا انشاء اللہ لہٰذا خلاصتہً یہ کہا جا سکتا ہے (وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْماءَ کُلَّها) میں اسماء آئمہ علیہم السلام مراد ہیں اور لفظ (اَسْماءَ) کے بہت سے معانی ہیں اور ان میں سے کوئی سے بھی معانی دوسرے معانی پر ترجیح نہیں رکھتے ہیں اور اگر (اَلْاَسْماءَ) سے مراد ان کے اوصاف کو لیں تب بھی ان کے اوصاف میں کوئی کسی پر برتری نہیں رکھتا ہے اور اگر (اَلْاَسْماء) کے معانی یہ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ اطہار علیہم

السلام کے تمام اوصاف کواول سے آخر تک آدمؑ کو سکھادیئے تھے مثلاً: علم ، تقوی، شجاعت، عصمت، سخاوت، وفاوغیرہ اور یہ اوصاف ہیں جو قرآن میں انبیاء کے بارے میں ذکر ہوئے ہیں جیساکہ ارشاد ہوا(وَاذْكُرْفِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًانَبِيًّا) (سورہ مریم آیہ ۴۱)

یعنی: کتاب میں ذکر ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ اللہ کے سچے نبی تھے۔

(وَاذْكُرْفِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيلَ اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِوَكَانَ رَسُولًانَبِيًّا(٥٤) وَكَانَ يَاْمُرُاَهلَهُ بِالصَّلَاةِوَالزَّكَاةِوَكَانَ عِنْدَرَبِّهِ مَرْضِيًّا(٥٥)وَاذْكُرْفِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًانَبِيًّا(٥٦)وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًاعَلِيًّا(٥٧)(سورۂ مریم آیت ۵۴تا۵۷)

یعنی: کتاب میں موجود اسماعیل کے ذکر کو بھی یاد کرو جو کہ اپنے وعدے میں سچے رسول و نبی تھے جنھوں نے اپنے گھر والوں کو نماز، زکات کا حکم دیا اور ان کا پروردگار بھی ان سے راضی تھا ،اسی طرح کتاب میں موجود ادریس کے ذکر کو یاد کرو بیشک وہ بھی اللہ کے سچے رسول تھے جن کو ہم نے بلند مقام (آسمان) پر اٹھالیا ہے۔

(وَاذْكُرْفِي الْكِتَابِ مُوسَى اِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًاوَكَانَ رَسُولًانَبِيًّا(٥١)وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِالْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا(٥٢)وَوَهبْنَالَهُ مِنْ رَحْمَتِنَااَخَاهُ هارُونَ نَبِيًّا (٥٣)(سورۂ مریم آیہ ۵۱تا۵۳)

یعنی: کتاب میں موجود موسیٰ کے ذکر کو بھی یاد کرو جو کہ مخلص انسان اور رسول و نبی تھے جن کو ہم نے کوہ طور کے دائیں جانب سے ندا دی اور ان کو اپنے نزدیک کیا مناجات کے لئے اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کو ہارون جیسا بھائی قرار دیا۔

لہٰذا ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے مختلف اوصاف حسنہ کا ذکر کیا اور ان کی اس پر تعریف کی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام انبیاء اور ان کے اوصیاء کے اسماو اوصاف کی تعلیم دے دی تھی، اور اس کام میں حکمت الٰہی یہ تھی کہ صرف سننے ہی کے ذریعہ سے ان اسماء و صفات کا حصول ممکن تھا جس کو عقل بھی درک نہیں کر سکتی تھی مثلاً اگر ایک عاقل انسان کسی شخص کو دور یا نزدیک سے دیکھے تو اس کا نام وہ نہیں بتا سکتا ہے مگر یہ کہ آسمان سے اس پر اس شخص کا نام الہام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اصل مطلب کو سماعتِ آدمؑ کے سپرد کیا، لہٰذا جب ایسا ہے تو لوگوں کا اپنی طرف سے امام یا خلیفہ کا تعین کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ انتخاب لوگوں کی آراء کے ذریعہ سے ہوتا ہے جبکہ خلیفہ کا تعین کرنا ان اوصاف باطنیہ کی وجہ سے ہے جن کی راہ صرف سماعت ہی ہے لہٰذا امامت میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اس بارے میں نص موجود ہونی چاہئیے اور اس آیت (ثُمَّ عَرَضَهمْ عَلَى الْمَلائِكَةِ) کے تحت امامت کا تعیّن، امامت کا نص پر موقوف ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کے دو طرح کے معنی ہو سکتے ہیں ایک اشخاص اور ان کی شکلوں کا پیش کرنا دوسرے اوصاف اور حسب و نسب کا پیش کرنا جیسا کہ ہمارے بعض مخالفین یہی

کہتے ہیں دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو غیب پر ایمان رکھنے کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے اور پھر فرشتوں سے یہ فرمایا: (اَنْبِئُونِی بِاَسْماءِ هؤلاءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِینَ) یعنی: ان کے اسماء مجھے بتاؤ اگر تم لوگ اپنی بات میں سچے ہو۔

اس میں کئی قسم کی حکمت الٰہی ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم اسماء کے لئے آدم کو ملائکہ سے زیادہ صلاحیت والا پایا اور پھر یہ چاہا کہ ان اسماء کو ملائکہ آدم سے سیکھیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ان اسماء کی تعلیم دیکر ملائکہ کو ان کی تعلیم دلوائی جس کے سبب آدم معلم اور ملائکہ شاگرد کہلائے بیشک قرآن مجید کی یہ آیت اسی مطلب پر تصریحاً دلالت کر رہی ہے اور یہ جو ملائکہ نے کہا (سُبْحانَکَ لاعِلْمَ لَنااِلاَّمَاعَلَّمْتَنا) یعنی تو پاک و منزہ ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں عطا کیا ہے۔

یہ واضح و روشن دلیل ہے کہ ہمارے ذکر کئے ہوئے مذکورہ مطلب پر کہ کوئی بھی تمام اسماء و اوصافِ آئمہ علیہم السلام کو بغیر تعلیم پروردگار کے نہیں بتا سکتا ہے اور نہ اپنی طرف سے ان کے نام رکھ سکتا ہے اور اگر یہ کام کسی کے لئے ممکن ہوتا تو ملائکہ سب سے زیادہ اس کے حقدار تھے اور کیونکہ ملائکہ نے اپنے جواب کے آغاز میں (سُبْحانَ اللہ) کہا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کام توحید پروردگار کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا ہے کیونکہ (سُبْحانَ اللہ) کا مطلب اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریک سے منزہ قرار دینا ہے اور قرآن مجید میں صرف منکر یا ملحد افراد کے سامنے اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کا ذکر ہوا ہے لہٰذا ملائکہ نے اس جملہ کے ذریعہ یہ بھی سمجھا دیا کہ جس

چیز کا علم نہ ہو تو اس میں اپنی جہالت کا اقرار کرنا عیب نہیں کہلاتا بلکہ یہ عین صداقت ہے بغداد میں جس کو مدینۃ السلام بھی کہا جاتا ہے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امام زمان (عج) کی غیبت کافی طولانی ہو گئی ہے اور لوگ شک میں پڑنے لگے ہیں اور ہلکے ہلکے امام غائب پر عقیدہ رکھنے سے پھر رہے ہیں؟ تو میں نے اس سے کہا کہ گذشتہ امتوں میں بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ رسول اللہ (ص) سے اس سلسلہ میں کافی روایات ہیں کہ جب حضرت موسیٰ (ع) کوہ طور پر پہنچے تیس راتوں کے وعدے پر اور پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں صرف دس راتیں اور روک لیا تو ان کی قوم گمراہ ہو گئی اور حضرت ہارونؑ تک کی بات نہیں مانی بلکہ نزدیک تھا کہ ہارون کو بھی قتل کر دیتے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر پرستش شروع کر دی تھی اور موسیٰ نے آکر ہارون کی سرزنش کی تو تعجب نہیں کہ اس امت کے نادان افراد بھی امام زمان (عج) کی طولانی غیبت کے نتیجہ میں بغیر حقیقت کو سمجھے ہوئے اپنے مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے: (اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِینَ آمَنُوااَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُھمْ لِذِکْرِاللّٰہِ وَمَانَزَلَ مِنْ الْحَقِّ وَلاَیَکُونُوا کَالَّذِینَ اُوتُواالْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمْ الْاَمَدُفَقَسَتْ قُلُوبُھمْ وَکَثِیرمِنْھمْ فَاسِقُونَ) (سورہ حدید آیہ ١٦)

یعنی کیا وہ وقت نہیں پہنچا کہ مؤمنین کے قلوب ذکر اللہ تعالیٰ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق نازل ہوا اس کے نتیجہ میں خاضع ہوں کہیں مؤمنین ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں

کہ جنہیں کتاب دی گئ اور پھران پر جب مدت طولانی ہو گئ توان کے قلوب میں قساوت آ گئ اوران میں سے اکثر فاسق ہو گئے۔

اس مدینۃالسلام والے فرد نے مجھ سے کہاکہ پھر یہ جوآیت قرآن میں ہےاس کا کیامطلب ہے؟(اَلم(۲)ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَرَیْبَ فِیہِ ھدًی لِلْمُتَّقِینَ(۳)الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ)(سورۂ بقرہ آیۂ ۲۔۳)

یعنی: یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہےاور متقین کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں تومیں نےاس شخص کے جواب میں کہاکہ اس ایمان بالغیب سے مراد عقیدہ امام زمان (عج) اوران کی غیبت ہے۔

داؤد بن کثیر رقی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (ھدًی لِلْمُتَّقِینَ()الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ) میں مراد ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام کاعقیدہ رکھنے والے ہیں یحییٰ بن ابی القاسم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:(الم()ذَلِکَ الْکِتَابُ لاَرَیْبَ فِیہِ ھدًی لِلْمُتَّقِینَ() الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ) میں (مُتَّقِینَ) سے مراد شیعیان علی ابن ابی طالب (ع) اور غیب سے مراد غیبت قائم آل محمد علیہم السلام ہےاوراس مطلب پر دلیل یہ آیت ہے: وَیَقُولُونَ

لَوْلاَاُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةمِنْ رَبِّهِ فَقُلْ اِنَّمَاالْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوااِنِّی مَعَكُمْ مِنْ الْمُنْتَظِرِينَ) (سورۂ یونس آیہ ۲۰)

یعنی: وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی ہے کہدو کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خبر دے دی کہ (الایۃ) سے مراد 'غیب' ہے اور وہی ایمان بالغیب ہی حجت ہے جس کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ کردی (وَجَعَلْنَاابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهُ آيَةً) (سورۂ مؤمنون آیہ ۵۰)

یعنی: ہم نے مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو اپنی طرف سے حجت قرار دیا۔

علی بن رئاب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہی کہ آپ نے فرمایا: (يَوْمَ يَاْتِی بَعْضُ آيَاتِ رَبِّک، لاَيَنفَعُ نَفْسًااِيمَانُهالَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) (سورۂ انعام آیہ ۱۵۸) یعنی جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو جس کو اس پر پہلے سے ایمان نہیں ہوگا تو اس وقت اس پر ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دے گا، اس میں آئمہ علیہم السلام مراد ہیں اور قائم آل محمد علیہم السلام کے انتظار کے بارے میں ہے کہ ان کے ظہور کو دیکھ کر ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا اگرچہ اس کے آباء واجداد میں اس عقیدے پر ایمان موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت یوسف (ع) کی داستان اوران کی نبوت کاذکر کیاتوان کی خبر کو بھی لفظ (غیب) سے تعبیر کیاجیساکہ اپنے پیغمبرآخرالزمان (ص) کو مخاطب کرکے ارشادفرماتا ہے: ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِالْغَیْبِ نُوحِیہِ اِلَیْکَ وَمَاکُنتَ لَدَیْھِمْ اِذْاَجْمَعُوااَمْرَھمْ وَھمْ یَمْکُرُونَ) (سورۂ یوسف آیۂ ۱۰۲) یعنی: یہ ذکر یوسف ان غیبی خبروں میں سے ہے کہ جن کو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا کیونکہ تم تواس وقت (برادران یوسف کے پاس) موجود نہیں تھے جبکہ وہ اپنے مکروفریب میں مشغول تھے۔

لہٰذااس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوسف کے لئے لفظ (غیب) کہا،اس شخص نے مجھ سے کہا کہ بعض ہمارے مخالفین (الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ) سے مراد قیامت کادن اوراس دن کے اٹھائے جانے کو لیتے ہیں؟تومیں نے اسے جواب دیاکہ یہ نادان اور گمراہ کرنے والوں کی تأویل ہے کیونکہ یہود ونصاریٰ اور بہت سے مشرکین ومخالفین اسلام بھی قیامت اوراس دن اُٹھائے جانے اور حساب وکتاب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اوراللہ تعالیٰ ان کاموں میں مؤمنین کی ہرگز مدح نہیں کرے گاجس میں کفارومشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہوں اللہ تعالیٰ فقط انہیں صفات میں مؤمنین کی تعریف کرتاہے جومؤمنین کے ساتھ مخصوص ہیں اوردوسرے ان کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔

امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے

کسی بھی مؤمن کا ایمان اس وقت تک صحیح اور کامل نہیں ہو سکتا ہے جب تک وہ اپنے زمانہ کے امام کی پوری معرفت نہ رکھتا ہو جیسا کہ قرآن میں بھی ارشاد ہے:

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ(٨٦)

اور جو لوگ اللہ کے غیر کو پکارتے ہیں وہ شفاعت کا حق نہیں رکھتے ہیں مگر وہ لوگ جنہوں نے جانتے ہوئے حق کی گواہی دی۔ (سورہ زخرف)

اسی طرح صرف امام زمان (عج) کی غیبت پر ایمان رکھنا کافی نہیں جب تک آپ کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دوسرے آئمہ علیہم السلام نے آپ کی غیبت کی خبر دی ہے اور ان کے غیبت میں رہنے کی وجوہات بھی اپنے شیعوں کے لئے بیان کیں ہیں غیبت امام سے دو سو سال پہلے آپ کی غیبت کی خبریں دی گئی ہیں، آئمہ اطہار علیہم السلام کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی اس میں غفلت نہیں برتی ہے بہت سی کتب میں اس موضوع کو ذکر کیا گیا ہے اور یہ وہی کتابیں ہیں جو (اصول) کے نام سے معروف ہیں جو آل محمد علیہم السلام کے پاس غیبت سے دو سو سال پہلے سے لکھی اور محفوظ چلی آرہی ہیں اور میں نے بھی انھیں اصولی روایات میں سے جو غیبت کے مسئلہ میں مستند روایات تھیں انہیں نکال کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے ان اصول کے پیروکاروں کا حال دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو انھیں علم غیب تھا اس غیبت کے بارے میں جو ابھی واقع نہیں ہوئی ہے اور اس کو پہلے سے اپنی کتب میں ذکر کیا یہ بات اہل علم و فکر کے نزدیک محال ہے یا (نعوذ با...) ان افراد نے اپنی طرف سے جھوٹی جھوٹی خبر دی تھی جو اتفاقاً پیش بھی آ گئی یہ احتمال بھی پہلے احتمال کی طرح محال ہے لہٰذا صرف

ایک راہ باقی رہ جاتی ہے وہ یہ کہ ان افراد نے غیبت امام زمان (عج) کی روایات کو آئمہ طاہرین علیہم السلام سے سنکر لکھا ہے جو کہ وصیتِ پیغمبر (ص) کے محافظ تھے اور آنحضرت (ص) نے امامِ زمان (عج) کی غیبت کی خبریں دیں اور ان کی صفات اور ان کے مقامات کی خبریں دیں اور اسطرح پیغمبر اکرم (ص) کے ذریعہ سے یہ سب روایات نقل ہوئی ہیں اس بات سے حق ثابت اور باطل مٹ جاتا ہے بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا، ہمارے دشمن اور مخالفین حضرات جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے درپے رہتے ہیں اور ہمارے امام زمان (عج) کی غیبت کو چھپانے اور لوگوں کے اذہان کو شک و شبہ میں ڈال کر خراب کرنا چاہتے ہیں مگر یہ بھی ایسی حقیقت ہے جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اثبات غیبت اور اس کی مصلحت

توفیقِ الٰہی کے تحت ہم اس بات کو عرض کرتے ہیں کہ امام زمان (عج) کے لئے غیبت پیش آئی ہے جس کی حکمت ثابت اور مصلحت بھی روشن اور اس کی حجت بھی ہر چیز پر غالب ہے اس دلیل کے تحت کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حکمت کے آثار و برکات کا مشاہدہ بھی کیا اور اس کو پہچانتے بھی ہیں کہ گذشتہ صدیوں میں ہر ظلم کے مقابلے میں ایک مصلح رہا ہے اور نتیجۃً ظالم افراد نابود اور مصلح افراد کو ہی کامیابی حاصل ہوئی ہے اسی طرح اس دور میں بھی جب ہر طرف ظلم و جور پھیل چکا ہے تو ایک مصلح غیبی ہے جو آکر ان تمام ظلم و جور کو ختم کرکے کائنات کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، اگرچہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہمارے مخالفین ہم سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ

گذشتہ زمانوں کی طرح اس زمانہ میں بھی اپنے زمانے کے امام کو لوگوں کے سامنے لا کر پیش کریں جس طرح پیغمبر اکرم (ص) کے بعد گیارہ امام لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے ہر ایک اپنے نام ونسب کے ساتھ ہر خاص وعام میں معروف ومشہور تھے اگر یہ امام بھی گذشتہ اماموں کی طرح ہے تو یہ کیوں ظاہر ومعروف نہ ہو وگرنہ گذشتہ گیارہ اماموں کی امامت بھی خطرہ میں پڑ جائے گی جس طرح خود امام زمان (عج) تک دسترسی نہ ہونے کے سبب ان کی غیبت کا عقیدہ رکھنا شک وشبہ کا باعث ہوا ہے توفیق الٰہی کے پیش نظر مذکورہ تمام اشکالات کے جوابات ہم اسطرح سے دیتے ہیں کہ ہمارے دشمن اللہ تعالیٰ کی حکمت کے آثار کے بارے میں نادان ہیں اور ہر زمانے میں ظالم لوگوں کے مقابل میں حجتِ الٰہی کی روش سے ناواقف ہیں کیونکہ یہ مسلم بات ہے کہ ہر زمانے میں حجتِ الٰہی کا ظاہر یا غایب ہونا اس زمانے کے لوگوں کے لحاظ سے رہا ہے لہٰذا اگر ایسا ہوتا کہ امام نے بلاواسطہ اپنے پیروکاروں کی رہبری اور تدبیر امور کو اپنے ذمہ لے لیا ہوتا تو آپ کا ظاہر رہنا ضروری تھا مگر مصلحت پروردگار آپ کی غیبت میں رہنے کے بارے میں ہے اسی طرح وفات حضرت آدمؑ کے بعد سے یہی روش رہی ہے اور آیات قرآنی سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

عبدالحمید بن ابی الدیلم نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: اے عبدالحمید! اللہ تعالیٰ کے کچھ آشکار اور کچھ پوشیدہ رسول ہیں تو جس طرح حق کے اعلانیہ ہونے کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہو اسی طرح حق کو ثابت کرنے والے کے بھی اعلانیہ ہونے کی درخواست کرو'' جس کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی

ہے:وَرُسُلًاقَدْقَصَصْناهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًالَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسى تَكْليماً(١٦٤)کچھ رسولوں کے قصے ہم نے تمہارے لئے پہلے بیان کردیئے ہیں اور کچھ کے قصے ہم نے تمہارے لئے بیان نہیں کئے ہیں اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا ۔(سورہ نساء آیہ ١٦٤)

اللہ تعالیٰ کی روِش وفاتِ حضرت آدمؑ سے لیکر ولادتِ حضرتِ ابراہیمؑ تک یہی رہی ہے کہ کچھ اوصیاء ظاہر اور کچھ غائب رہے ہیں جب حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی تواللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھااوران کولوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ اس وقت حجتِ الٰہی کے ظہور کاوقت نہیں تھالہٰذاحضرتِ ابراہیمؑ نمرود اوراس کی رعیت سے پوشیدہ زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان کی اس غیبت کازمانہ ختم ہواتب وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے اورلوگوں کے سامنے اپناتعارف کراتے ہوئے اپنی نبوت کااعلان کیا کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت کوظاہر کرناچاہاتھااوراپنے دین کو کمال بخشاتھا اورجب حضرتِ ابراہیمؑ کی وفات کاوقت پہنچاتوان کے کچھ اوصیاء تھےاللہ تعالیٰ کی طرف سےان میں سے بھی کچھ ظاہر اور کچھ پوشیدہ رہے یہاں تک کہ حضرتِ موسیٰؑ کا دورآیاتو فرعون نے کیونکہ اولادبنی اسرائیل پر ظلم وستم ڈھار کھاتھالہٰذااللہ تعالیٰ نے ولایتِ موسیٰؑ کو بھی پوشیدہ رکھااورمادرِ موسیٰؑ نے بحکم پروردگار موسیٰؑ کودریاءِ نیل کے سپرد کیاجس کی قرآن اس طرح تصدیق کرتاہے کہ(فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ)(سورہ قصص آیہ ٧)یعنی:آلِ فرعون نےاسے دریاسےاُٹھایااور موسیٰؑ نےفرعون کے دامن میں پرورِش پائی جبکہ وہ موسیٰؑ کو نہیں پہچانتاتھادوسری طرف موسیٰؑ کی تلاش میں بنی اسرائیل کی اولادوں کو قتل کررہاتھاحضرت موسیٰؑکارازتواس وقت فاش ہواجب انھوں نےاعلانیہ اپنےآپ کو پہچنوا کر اپنی رسالت کوانجام دیناشروع کیاجس کی گواہی قرآن نے بھی

دی ہےاورجب حضرت موسیٰؑ کی وفات کاوقت پہنچاتوان کے بھی کچھ اوصیاء تھےجواللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت تھےان میں بھی کچھ آشکاراورکچھ پوشیدہ رہےیہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کے ظہورکاوقت پہنچاتوان کی ولادت کوظاہرکیااوراس کے دلائل کا بھی اعلان کیاکیونکہ ان کازمانہ حجتِ الٰہی کےظاہرہونےہی کازمانہ تھاپھران کے بھی کچھ اوصیاء تھے بعض آشکاراور بعض پوشیدہ یہاں تک کہ ہمارے پیغمبراکرم(ص)کے ظہورکاوقت پہنچاتواللہ تعالیٰ نےفرمایا:(مَایُقَالُ لکَ اِلاَّمَاقَدْقِیلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِک)(سورہ فصلت آیہ ۴۳)یعنی تمہارے بارے میں نہیں کہیں گےمگروہی باتیں جوتم سے پہلےرسولوں کے بارے میں کہی گئیں ہیں پھرفرماتاہے(سُنَّۃَمَنْ قَدْاَرْسَلْنَاقَبْلَکَ مِنْ رُسُلِنَا)(سورہ اسراءآیہ ۷۷)

یعنی یہی وہ روِش ہےجوتم سے پہلےہم نےرسول بھیجےان میں بھی رہی ہےپہلےرسولوں کے بارے میں کہی جانےوالی باتیں اوران کےاوصیاءکامقررکرناوغیرہ توجس طرح گذشتہ انبیاء نے بعدوالےاپنےاوصیاء کوبحکمِ الٰہی معین کیااسی طرح پیغمبراسلام(ص)نے بھی اپنے بعدکےاوصیاء کوبحکمِ الٰہی معین کیااوران کی پہچان کروائی جن میں آخری امام حضرت مہدی(عج)ہیں اوریہ کہ آپ جب ظہورفرمائیں گےتوظلم وجورسے بھری ہوئی دنیاکوعدل وانصاف سے بھردیں گےاس قسم کی روایات کوتمام اسلامی فرقوں نے نقل کیاہےاوریہ کہ آپ کے ظہورکےوقت حضرتِ عیسیٰؑ بھی زمین پرآئیں گےاورآپکی اقتدامیں نمازپڑھیں گےاورآنحضرت(ص)کےاوصیاء کی ولادت اوران کے مقامات کوولادتِ امام زمان(عج)تک بیان کیاگیاہےاورپھرامام زمان(عج)کے ذریعہ ظلم وجورسے بھری ہوئی دنیاکوعدل وانصاف سے بھردینےکا بھی ذکرہےیہ وہی روش ہےجواس سے قبل حکمتِ الٰہی کے تحت گذشتہ انبیاءواوصیاء میں پیش آتی رہی ہےلہٰذاوقت

کے تقاضے کے پیشِ نظر امام زمان(عج) کو پردۂ غیب میں رکھا گیا کیونکہ ملت اسلامیہ تاریخ سے واقف ہے کہ امام حسن عسکری (ع) کے زمانے میں ظالم وجابر خلفاء تھے اور رحلت امام حسن عسکری(ع) تک آپکو نظروں میں رکھے ہوئے تھے اور جب امام حسن عسکری(ع) کی شہادت ہوئی تو آپکی کنیزوں کو قید

کر دیا گیا تاکہ مبادیٰ امام عسکری(ع) کا کوئی بیٹا ہو جوان کا نائب ہو اور اس کام میں امام عسکری (ع) کے بھائی جعفرِ کذاب کی بھی دخالت تھی جنہوں نے امام حسن عسکری(ع) کے بعد امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا جو کہ امام عسکری(ع) کے فرزند (امام مہدی(عج) کے ذریعہ پسپا ہوا، اس طرح آپ کے لئے غیبت کی سنت چلی جس طرح گذشتہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی حجتوں میں یہ روش رہی ہے اور آپ کی غیبت کی مصلحت بھی وہی گذشتہ انبیاء کی سی غیبت کی مصلحت تھی۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ہمارے مخالفین کا ہم پر ایک اعتراض یہ ہے کہ کیوں آپ لوگ جو کام انبیاء پر واجب تھے اپنے آئمہ علیہم السلام پر واجب جانتے ہو؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ انبیاء کے لئے غیبت میں رہنا جائز تھا لیکن آئمہ میں جائز نہیں ہے البتہ آئمہ انبیاء کی مانند تو نہیں ہیں لہٰذا آئمہ کو انبیاء سے تشبیہ نہ دیں اور اس مسئلہ میں ہمارے سامنے کوئی قانع کنندہ دلیل پیش کریں جو شأن انبیاء ورسل (ع) میں جائز ہو اور آئمہ (علیہم السلام) کی شأن میں بھی جائز ہو؟ ہم اس اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اولاً: ہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کا اعتراض

ہمارے دشمن صرف جہالت کے سبب کرتے ہیں اور اگر وہ اہل تحقیق و تفکر وتدبر ہوں اور اپنی دشمنی اور تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سوچیں تو وہ جان جائیں گے کہ تمام وہ باتیں جو انبیاء کے لئے صحیح ہیں وہی تمام باتیں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے لئے بھی واجب اور لازم ہیں کیونکہ انبیاء (ع) ان کی اصل واساس ہیں اور اوصیاء علیہم السلام ان کے جانشین اور لوگوں پر حجت اللہ تعالیٰ ہیں جب تک تکالیف الٰہی بندوں پر باقی ہیں اس وقت تک حجتِ الٰہی کا ہونا بھی ضروری ہے ثانیاً اگر ہم ان کے اس اعتراض کو بجا مانیں تو گویا معترض یہ کہنا چاہتا ہے کہ انبیاء تو حجت الٰہی ہیں مگر آئمہ حجتِ الٰہی نہیں ہیں کیونکہ آئمہ طاہرین انبیاء (ع) کی مانند نہیں ہو سکتے یا وہ یوں کہنا چاہتا ہے کہ یہ آئمہ طاہرین (ع) نہیں ہیں کیونکہ انبیاء ہی آئمہ ورہنما ہیں لیکن آئمہ انبیاء نہیں ہیں کہ ان کو نبی کہا جائے، یا وہ یوں کہنا چاہتا ہے کہ آئمہ پر جائز نہیں ہے کہ وہ رسولوں کی طرح جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تمام شرعی احکام میں دخالت کریں کیوں کہ آئمہ (علیہم السلام) رسول تو نہیں ہیں۔

اب ہم اس بات کو ثابت کریں گے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام بھی انبیاء کی مانند معنوی اوصاف میں شریک ہیں اور انبیاء کے بعد آئمہ (ع) مخلوق پر حجتِ الٰہی ہیں اور جس طرح انبیاء (ع) کی اطاعت لوگوں پر واجب تھی آئمہ (ع) کی اطاعت بھی واجب ہے جس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: اَطِیعُواالله وَاَطِیعُواالرَّسُولَ وَاُوْلِی الْاَمْرِمِنْکُمْ) (سورہ نساء آیہ ۵۹)

یعنی: اللہ ورسول اوراولی الامر کی اطاعت کرواسی سورہ میں دوسری جگہ ارشادہوا: (وَلَوْ رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُولِ وَاِلَى اُوْلِي الْاَمْرِمِنْهمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهمْ)(سورہ نساء آیہ ۸۳)

یعنی اگروہ لوگ حکم کے لئے رسول اوراولی الامر کی طرف رجوع کرتے تواہل تحقیق اس حکم کو سمجھ جاتے،اوراولی الامروہی پیغمبراکرم(ص)کےاوصیاء ہیں جن کی اطاعت کواللہ تعالیٰ نےرسول کی اطاعت کےبرابرقراردیاہےاورکیونکہ اطاعت رسول عین اطاعت اللہ تعالیٰ ہےلہٰذااطاعت آئمہ اطہار علیہم السلام عین اطاعت اللہ تعالیٰ ہے۔

کیونکہ آئمہ طاہرین علیہم السلام ان لوگوں پر حجتِ الٰہی ہیں جو پیغمبر(صلی اللہ علیہ وآلہ) کو نہ پاسکے جس طرح خود پیغمبراکرم(ص)اپنےزمانےکےلوگوں پر حجتِ الٰہی ہیں اسی طرح ہرامام اپنےزمانےکےلوگوں کے لئے حجت الٰہی ہےاگرچہ رسول اکرم(ص)تمام آئمہ علیہم السلام سے افضل ہیں مگرجس طرح رسول کی اطاعت سب پرواجب تھی امام وقت کی اطاعت بھی سب پرواجب ہےاللہ تعالیٰ نےاپنےرسولوں کو بھی امام کہاہےمثلاً:حضرت ابراہیم(ع)سے فرمایا:(اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا)(سورہ بقرہ آیہ ۱۲۴)یعنی میں نے تمہیں لوگوں کے لئےامام قراردیااوراللہ تعالیٰ نےہمیں اس بات کی بھی خبردی ہےکہ انبیاءورسولوں میں سے بعض بعض پربرتری رکھتے ہیں جساکہ ارشادہوا(تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهمْ مَنْ كَلَّمَ اللهُ)(سورہ بقرہ آیت ۲۵۳)

یعنی ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعضِ دیگر پر برتری دی ہے اور ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے تکلم کیا، پھر سورہ اسراء کی آیہ ۵۵ میں یوں ارشاد ہوا (وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ) یعنی ہم نے بعض نبیوں کو بعض دیگر پر فضیلت دی لہٰذا اگر کوئی آئمہ (ع) کو انبیاء (ع) سے شباہت دیتا ہے تو وہ اعمال وافعال آئمہ (ع) کو انبیاء (ع) سے شباہت دیتا ہے جو کہ بالکل صحیح ہے۔

انبیاء واوصیاء علیہم السلام کی آپس میں شباہتوں پر دلیل

انبیاء وآئمہ (علیہم السلام) کی آپس میں شباہتوں کے سلسلے میں جب ہم مزید تحقیق کرتے ہیں تو قرآن کی اس آیت کو ملاحظہ کرتے ہیں (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) (سورہ احزاب آیہ ۲۱) یعنی تم لوگوں کے لئے سیرتِ پیغمبر (ص) اُسوۂ حسنہ ہے (یعنی اچھی پیروی ہے) آگے چل کر قرآن نے ارشاد فرمایا: (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) (سورہ حشر آیہ ۷) یعنی جو رسول دیں اسے لے لو اور جس سے رسول منع کریں اس سے رُک جاؤ، لہٰذا اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ رسول کی صحیح طرح سے اطاعت کرو گفتار و کردار میں تو جب ہم گفتار پیغمبر (ص) کو ملاحظہ کرتے ہیں تو یہ فرمانِ پیغمبر (ص) پاتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: منزلة علی منی کمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی'' یعنی علی (ع) کی منزلت میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح ہارون کی منزلت موسیٰؑ سے تھی

فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے لہٰذا پیغمبر اکرم (ص) نے اس پیغام میں یہ بات سمجھادی کہ علی نبی تو نہیں ہیں مگر ہارون کی مانند ضرور ہیں یعنی بلا فصل خلیفہ و جانشین ہیں

عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پیغمبر اکرم (ص) کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: مَنْ ارادان ینظرالی آدم فی علمہ والی نوح فی سلمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی موسیٰ فی فطانتہ والی داؤدفی زھدہ فلینظرالی ھذا" یعنی جو آدمؑ کو ان کے علم میں نوحؑ کو ان کے صبر میں، ابراہیم کو ان کے حلم میں، موسیٰ کو ان کی ہیبت میں، اور داؤد کو ان کے زہد میں دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس شخص (علی بن ابی طالب (ع)) کی طرف نگاہ کرے، اب جو ہم لوگوں نے مڑ کر دیکھا تو علی بڑے کمال اور وقار کے ساتھ قدم اُٹھائے چلے آرہے ہیں لہٰذا جب پیغمبر اکرم (ص) ایک امام کو انبیاء سے تشبیہ دے سکتے ہیں تو ہمارے لئے بھی صحیح ہے کہ ہم تمام آئمہ (ع) کو انبیاء (ع) اور رسولوں سے تشبیہ دیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح کی غیبت حضرت موسیٰ (ع) اور تمام انبیاء (ع) کو حاصل ہوئی اسی طرح کی غیبت امام زمان (عج) کے لئے بھی ہے کیونکہ امام زمان (عج) کی غیبت بھی زمانے کے سرکش وظالم لوگوں کی وجہ سے ہے جس طرح حضرت آدم (ع) کے بیٹے شیث جن کو ''ہبۃ اللہ'' بھی کہتے تھے خلیفہ ہوئے، حضرت نوح (ع) کے بیٹے ''سام'' ان کے خلیفہ ہوئے، ابراہیم کے بیٹے اسماعیل ان کے خلیفہ ہوئے، موسیٰ کے خلیفہ یوشع بن نون ہوئے اور عیسیٰ کے خلیفہ شمعون الصفا ہوئے، داؤد کے بیٹے سلیمان خلیفہ ہوئے اگرچہ سب افراد جو خلیفہ قرار

پائے وہ پیغمبر بھی تھے مگر ہمارے پیغمبر اسلام (ص) کے اوصیاء پیغمبر نہیں تھے کیونکہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں مگر آئمہ دیگر تمام اوصاف میں تمام انبیاء کی طرح مخصوصاً پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ شریک ہیں تو جس طرح سے نبی اکرم (ص) حجتِ الٰہی ہیں اسی طرح آئمہ (ع) بھی حجتِ الٰہی ہیں کیونکہ اسی طرح کی پیغمبر اکرم (ص) نے ہمیں خبر دی ہے کہ مختلف افعالِ اوصیاء بھی آپس میں ایک دوسرے کے شبیہ ہیں مثلاً حضرتِ موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون اور زوجہ موسیٰ صفورا، حضرتِ شعیبؑ پیغمبر کی بیٹی تھیں اسی طرح علی جو کہ داماد پیغمبر (ص) بھی تھے اور وصی پیغمبر بھی، جس طرح صفورا یوشع بن نون کے مقابلے کو آئی اسی طرح عائشہ علیؑ کے مقابلے میں آئیں، اسی طرح آنحضرت (ص) کا خبر دینا کہ ہر نبی کو صرف اس کا وصی ہی غسل دے سکتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو کون آپ کو غسل دے گا؟ آنحضرت نے فرمایا: ہر پیغمبر کا وصی اُسے غسل دیتا ہے، میں نے کہا یارسول اللہ (ص) آپ کا وصی کون ہے؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: علی ابن ابی طالب، میں نے کہا یارسول اللہ وہ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے تو آنحضرت نے فرمایا: تیس سال، کیونکہ موسیٰ کے وصی یوشع نے بھی ان کے بعد تیس سال زندگی کی اور زوجہ موسیٰ صفورا بنت شعیب یوشع کے مقابل آئی اور اپنے کو برتر کہا خلافت کے لئے تو یوشع نے اس سے جنگ کی اس کے اطرافیوں کو قتل کرکے اسے اسیر کیا مگر اس کے ساتھ نیک رفتار رکھی، اسی طرح ابوبکر کی

بیٹی عایشہ بھی عنقریب میرے بعد علی کے خلاف کئ ہزار کا لشکر لیکر اُٹھے گی علی بھی اس کے اطرافیوں کو قتل کرکے اسے اسیر کریں گے اور اس کے ساتھ نیک رفتار رکھیں گے اللہ تعالیٰ نے عایشہ کے بارے میں فرمایا ہے(وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى) (سورہ احزاب آیہ ۳۲)

یعنی اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ جاہلیت کی طرح خود نمائی نہ کرو، لہٰذا اگر اس دور میں کوئی غیبتِ امام زمان (عج) کا انکار کرتا ہے تو اسے نبوتِ موسیٰ بن عمران کا بھی انکار کرنا ہوگا کیونکہ وہ بھی غائب رہ چکے ہیں لہٰذا جب غیبتِ موسیٰ ان کی نبوت کو ضرر نہیں پہنچا سکتی تو غیبتِ امام زمان (عج) بھی آپ کی امامت کے لئے مضر نہیں ہے لہٰذا جس طرح موسیٰ نے فرعون کے محل میں پرورش پائی فرعون اور اس کے اطرافی موسیٰؑ کو نہ پہچان سکے حتیٰ بنی اسرائیل بھی آپ کے ظہور سے پہلے آپ کو نہ پہچان سکے جبکہ موسیٰ کی تلاش میں فرعون نے ہزاروں بچوں کو ذبحہ کروادیا تو اسی طرح ممکن ہے امام زمان (عج) بھی غیبت میں رہتے ہوئے ہماری محفلوں میں حاضر ہوں مگر ہم اُنھیں نہیں پہچان سکیں گے اور ان کی غیبت میں ان کے چاہنے والوں پر ظلم وستم ہوں مگر جب آپ ظہور کریں گے تو یہ سب مشکلات ختم ہو جائیں گی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے''ہمارے قائم آل محمد (ع) میں موسیٰؑ، یوسفؑ، عیسیٰؑ اور پیغمبر اسلام (ص) کی کچھ شباہتیں ہیں موسیٰؑ کی شباہت ان میں یہ ہے کہ وہ بھی خائف اور منتظر اور یوسفؑ کی ان میں شباہت یہ ہے کہ ان کے بھی چاہنے والے ان سے کلام کرتے ہیں

مگر انھیں پہچان نہیں پاتے ہیں، عیسیٰ سے شباہت یہ ہے کہ آپ بھی سیاحت میں رہتے ہیں اور پیغمبر (ص) سے شباہت یہ ہے کہ آپ بھی شمشیر لیکر ظہور فرمائیں گے اور ہر ظالم کا قلع قمع کر دیں گے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: ممکن ہے ہمارے مخالفین ہم پر یوں اعتراض کریں کہ ان دونوں میں فرق ہے حضرت موسیٰؑ جب غیبت سے ظاہر ہوئے تب حجت الٰہی قرار پائے اور ان کی اطاعت لوگوں پر واجب ہوئی لہٰذا آپ کے امام بھی جب ظاہر ہوں گے تب لوگوں پر حجتِ الٰہی ہوں گے اور اسی وقت لوگوں پر ان کی اطاعت واجب ہوگی ابھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوتے لوگوں پر ان کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

جواب: ہم توفیقِ الٰہی کے پیش نظر یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے مخالفین اس بات سے جاہل ہیں کہ حجتِ الٰہی کے ظہور یا غیبت کے وقت کیا چیز ہے جو ان کی اطاعت کو واجب کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب میں ان پر حجت کو تمام کر چکا ہے لہٰذا ایسے لوگ صرف اس آیت کے مصداق ہیں (اَفَلاَ یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلَی قُلُوبٍ اَقْفَالُھا) (سورۂ قصص آیہ ۱۵)

یعنی کیوں وہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے داستانِ حضرت موسیٰؑ میں ہی بیان کر دیا کہ موسیٰؑ کے غیبت میں جانے سے پہلے انھوں نے اپنی نبوت کا اعلان بھی کیا تھا ان کے محب اور پیروکار لوگ بھی تھے جیسا کہ ارشاد ہوا: وَدَخَلَ الْمَدِینَۃَ عَلیٰ حِینِ غَفْلَۃٍ مِنْ اَھلِھا فَوَجَدَ فِیھا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلاَنِ ھذَا مِنْ شِیعَتِہِ

وَهذَامِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِی مِنْ شِیعَتِهِ عَلَی الَّذِی مِنْ عَدُوِّهِ) (سورہ محمد آیہ ۲۴) یعنی: موسیٰ جب شہر میں داخل ہوئے جبکہ لوگ ان سے غافل تھے تو انھوں نے دوافراد کو جھگڑتے ہوئے دیکھاایک ان کے پیروکاروں میں سے تھااور دوسرااان کے دشمنوں میں سے توجو ان کا پیروکار تھااس نے اپنے دشمن پر موسیٰ سے مدد طلب کی''دوسری جگہ موسیٰؑ کے پیروکاروں کے بارے میں یوں ارشاد ہوا: (اُوذِینَامِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَاوَمِنْ بَعْدِمَاجِئْتَنَا) (سورۂ اعراف آیہ ۱۲۹) یعنی انھوں نے کہااے موسیٰ قبل اس کے کہ آپ آئیں ہمیں اذیتیں دی گئیں اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیتیں دی جارہی ہیں۔

اس سے معلوم ہواکہ قبل اس کے کہ موسیٰؑ اعلان نبوت کریں اور اعلانیہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں ان کے پیروکار انھیں پہچانتے تھے اور ان کو پیغمبر مانتے تھے اگرچہ وہ لوگ اس اعلان ظاہری سے پہلے نہیں پہچانتے تھے کہ یہی شخص موسیٰؑ ہیں لہٰذا ان کے منتظر تھے اور حضرت موسیٰؑ کی نبوت حضرت شعیبؑ کے پاس سے لوٹنے کے بعد آشکار ہوئی جبکہ وہ دو افراد کا واقعہ موسیٰؑ کے شعیبؑ کے پاس جانے سے پہلے کا ہے۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بارے میں بھی ہم لوگوں کو اسی طرح کا پاتے ہیں کہ لوگ آپ کے اعلان نبوت کے پہلے سے آگاہ تھے اور آپ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بارے میں بھی آگاہ تھے جبکہ ابھی آنحضرتؐ اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ آپ کی نبوت ورسالت ہی کا اعلان ہوا تھا۔

سلمان فارسی و قیس بن ساعدہ ایادی و تبع نامی بادشاہ حمیر و عبدالمطلب وابوطالب وسیف بن ذی یزن جو کہ بادشاہ یمن تھااور بحیرانامی راہب اور شام کے بڑے راہب وابو مویہب راہب وسطیع نامی کاہن اور یوسف نامی یہودی ابن حواش جو اہل علم تھے اور شام سے آئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیل اور انہیں جیسے بہت سے دوسرے لوگ تھے جو پیغمبر اکرم (ص) کی ولادت سے پہلے سے آپ کو آپ کے نام اور پورے حسب ونسب سے جانتے تھے جس کے بارے میں شیعہ وسنی دونوں فرقوں کے یہاں روایات موجود ہیں ان روایات کو میں اس کتاب میں سلسلہ وار لایا ہوں کوئی بھی نبی ہو یا وصی ایسا نہیں ہے جس کی ولادت اور اس کے زمانے والے اس کے ماں باپ کے نسب سے ناواقف ہوں یعنی ہر زمانے میں حجتِ الٰہی کو سب جانتے تھے چاہے وہ غیب میں ہو یا ظاہر ہو لیکن منکرین اور گمراہ ودشمنی رکھنے والے ہمیشہ اس مسئلہ میں غافل رہے ہیں یہی حال اس دور کے لوگوں کا ہے جو امام زمان (عج) کے باایمان دوست ہیں وہ اہل علم ومعرفت ہیں جو آپ کی ولادت آپ کی علامات اور آپ کے پورے شجرۂ نسب وغیرہ سے واقفیت رکھتے ہیں یامزید امام کے ظہور کے وقت ان کا یقین کامل ہو جائے گا مگر جو ملحد ومنکر اور عناد رکھنے والے فراد ہیں وہ ان سب باتوں سے غافل ہیں۔

امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَيَنفَعُ نَفْسًااِيمَانُهالَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ)(سورۂ انعام آیۂ ۱۵۸) ترجمہ: جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں گی تو اس وقت کسی کا بھی ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے اس پر ایمان نہیں لایا ہوگا۔

جب امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا: (آیات) سے مراد آئمہ طاہرین (علیہم السلام) ہیں اور ان کی ایک نشانی قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جب وہ قیام کریں گے تو جو پہلے سے ان پر ایمان نہ لا چکا ہوگا تو ان کو دیکھ کر اس کا ایمان لانا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اگرچہ اس کے والدین پہلے سے ایمان لا چکے ہوں اس روایت کو علی بن رئاب اور دوسروں نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے، اس مطلب پر دلیل یہ آیت قرآنی ہے: وَجَعَلْنَاابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً (سورۂ مؤمنون آیہ ۵۰)

یعنی ہم نے مریم کے بیٹے اور ان کی ماں کو نشانی قرار دیا ہے، اسی طرح کا خطاب عزیر کو ہوا جو سو سال کی موت کے بعد زندہ ہوئے تھے ارشاد ہوا: (فَانْظُرْإِلىٰ حِمارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ) یعنی تم ذرا اپنے گدھے کی طرف دیکھو اور ہم نے تم کو لوگوں کے لئے نشانی اور حجت قرار دیا ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۹)

مسئلہ غیبت اور اس کے بارے میں مختلف فرقوں کی آراء

بطورِ عموم مسلمان مسئلۂ غیبت سے واقف ہیں جسکی پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بھی تصریح کی ہے بعض نے مسئلہ غیبت کو حجت الٰہی کے ساتھ تطبیق کرنے میں غلطی کی ہے اور اس مسئلہ میں پہل کرنے والے عمر بن خطاب ہیں کیونکہ انھوں نے جب پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت ہوئی تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نہیں مرے ہیں بلکہ غیبت میں چلے گئے ہیں

جس طرح موسیٰؑ اپنی قوم سے غیبت میں چلے گئے تھے لہٰذا عنقریب آنحضرت (ص) کی یہ غیبت ختم ہو جائے گی اور پیغمبر ظاہر ہو جائیں گے اور متواتر اسی بات کو تکرار کرتے تھے یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ دیوانے ہو گئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہو گئی ہے ایسے وقت میں ابوبکر کا ادھر سے گذر ہوا انھوں نے جو لوگوں کو عمر کے اطراف میں جمع دیکھا تو قریب آئے اور انھیں بھی عمر کی یہ بات سنکر تعجب ہوا اور عمر کو خطاب کرکے کہا: اے عمر! یہ تم اللہ کی قسم کھا کر کیا کہہ رہے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں اس بات کی خبر دی ہے (اِنَّکَ مَیِّت وَاِنَّھمْ مَیِّتُونَ) (سورۂ زمر آیہ ۳۰)

یعنی اے پیغمبر! تمہیں بھی مرنا ہے اور لوگوں کو بھی مرنا ہے یہ سنکر عمر بولے اے ابوبکر! واقعاً یہ آیت قرآن میں ہے ابوبکر نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا انتقال ہو چکا ہے، اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عمر حافظِ قرآن نہیں تھے ورنہ اتنا تو ان کو پتہ ہونا چاہیئے تھا۔

فرقہ کیسانیہ

عمر کے بعد کیسانیہ فرقہ تھا جو اس غلطی کا شکار ہوا اور ادعا کیا کہ یہ غیبت محمد بن حنفیّہ کو ہوئی ہے سید بن محمد حمیری اس گروہ کا گرویدہ ہو کر چند اشعار کہتا ہے۔

اَلا اِنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ قُرَیْشٍ---وُلاةُ الْاَمْرِ اَرْبَعة سواءُ

یعنی آئمہ چار ہیں اور سب قریش سے ہیں۔ اور چاروں کے حکم برابر ہیں۔

عَلِیّ وَالثَّلاَثَۃُ مِنْ بَنِیْہِ ---ھمْ اَسْبٰاطُنَاوَالْاَوْصِیٰاءُ

یعنی : علی اور ان کے تین فرزند ہیں۔جو ان کے بیٹے اور اوصیا ہیں

فَسِبْطُ سِبْطُ اِیمانٍ وبِرّ وَسِبْط قَد حَوَتْہُ کربلاءُ

یعنی ایک سبط ایمان و نیکی و حلم ہے۔دوسرا سبط کربلاء ہے

وَسِبْطُ لاَیَذُوْقَ الْمَوْتَ حَتّیٰ---یَقُودَالْجَیْشَ یَقْدِمُہُ اللِّواءُ

یعنی ایک سبط زندہ ہے جو قائد ہوگا۔لشکر کا پرچم اٹھائے ہوگا

یُغِیْبُ فَلاَ یَریٰ عَنَّا زَمٰاناً ---بِرَضَویٰ عِنْدَہُ غَسَل وَمٰاءُ

یعنی جب وہ غائب ہوگا تو ہمیں دکھائی نہیں دے گا،اس کے کنارے شہد اور پانی کی نہریں ہوں گی.

پھر یہی سید ان کے بارے میں کہتا ہے :

اَیا شُعْبِ رَضْویٰ مٰالِمَنْ بِکَ لایَریٰ---فَحَتّیٰ مَتیٰ یُخْفیٰ وَاَنْتَ قَرِیْب

یعنی اے وہ جگہ جہاں میرا حبیب ہے۔وہ مہدی وہادی و میرا گم شدہ تجھ میں ہے

فَلَوْغَابَ عَنَّاعُمْرَ نُوْحٍ لَاَ یْقَنّتْ ---مِنَّاالنُّفُوسُ بِاَنَّہُ سَیَؤوْبُ

یعنی اگر اس کی غیبت کو سو صدیاں گذر جائیں۔ تو آئے گا میری آنکھوں کی امید تجھ سے ہے

مزید وہ سید اشعار کہتا ہے:

اَلاَ حَتّیٰ الْمُقِیْمُ بِشُعَبٍ رَضْویٰ ----وَاَهدِ لَهُ بِمَنْزِلِهِ السَّلْامُ

یعنی اے نسیم صبح پہنچا میری طرف سے۔ میرے حبیب کو میرا سلام

وَقُلْ یَا ابْنَ الوَصِیِّ فَدَتْکَ نَفْسِیْ---اَطَلْتَ بذالِک الْجَبَلِ المُقاما

یعنی اور کہنا فدا ہوں آپ پر وصی ابن وصی۔ زیادہ ہوئی فراق وجدائی

فَمُرَّ بِمَعْشَرٍ وَالُوکَ مِنّا---وَسَمُّوکَ الْخَلِیْفَةَ وَالْاِمٰامٰا

یعنی ذرا گذر کیجئے اس گروہ سے۔ جو آپ کو جانشین رسول وامام مانتے ہیں

فَمٰاذَاقَ اِبْنَ خَوْلَةَ طَعْمَ مَوْتٍ---وَلاَ وَارَتْ لَهٗ اَرْضُ عِظٰامٰا

یعنی قبل اس کے کہ فرزند خولہ موت کا مزہ چکھے۔ اور زمین اس کی ہڈیوں کو چھپادے

لہٰذا اس طرح سید حمیری مسلسل غیبت کے مسئلہ میں گمراہ رہا اور اس کا اعتقاد یہ تھا کہ محمد بن حنفیہؑ کو غیبت حاصل ہوئی ہے یہاں تک کہ جب وہ امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں پہنچا اور ان میں علائم امامت کو پایا تو ان سے غیبت کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا بیشک مسئلہ غیبت

حق ہے لیکن یہ غیبت ہمارے بارہویں کو حاصل ہوگی اور امام نے اسے محمد بن حنفیہؒ کی وفات سے آگاہ کیا اور کہا کہ میرے بابا امام محمد باقر(ع) ان کی وفات کے وقت حاضر تھے، جب اس سید حمیری کے لئے حق واضح وروشن ہوا تو اس نے اپنے گذشتہ اعتقاد سے توبہ کرتے ہوئے مذہب حقہ امامیہ کو اختیار کیا حیان سراج کہتے ہیں کہ میں نے سید حمیری سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں پہلے غلو کرنے والوں میں سے تھا اور محمد بن حنفیہؒ کی غیبت کا اعتقاد رکھتا تھا اس گمراہی میں کافی عرصہ رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وند عالم نے مجھے امام جعفر صادق (ع) کے ذریعہ دوزخ کی آگ سے بچا کر صراط مستقیم پر لگا دیا جب میں جان چکا کہ وہ امام وقت ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے واجب کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ اے فرزند رسول! آپ مجھے مسئلہ غیبت کے بارے میں وہ روایات سنائیں جو آپ کے اجداد کے ذریعہ سے ہمارے لئے نقل ہوئی ہیں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ غیبت جس کا ذکر روایات میں ہے وہ کون سے امام کو حاصل ہوگی امام نے فرمایا وہ غیبت میرے چھٹے فرزند کو حاصل ہوگی جو رسول اللہ تعالیٰ (ص) کے بعد آئمہ طاہرین (ع) میں بارہواں ہوگا جن کے پہلے حضرت علیؑ اور آخری قائم آل محمد علیہم السلام ہوں گے جو بقیۃ اللہ وصاحب الزمان ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اگر پسِ پردہ غیبت میں عمر نوحؑ کے برابر بھی وہ رہیں تو انھیں اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ ظاہر نہ ہوں اور وہ ظاہر ہو کر جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے، سید حمیری کہتے ہیں جب یہ باتیں میں نے امام جعفر صادق (ص) سے سنیں تو انھیں کے ہاتھوں پر میں نے توبہ کی اور یوں قصیدہ کہا۔

۱۔جب میں نے دیکھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں۔تو میں بھاگا بھاگا آیا امام کی طرف

۲۔اللہ تعالیٰ کے نام کو زبان پر جاری کرتے ہوئے۔یقین کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرے گا۔

۳۔میں نے پہلے ایسے دین کو اپنایا ہوا تھا جو دین نہیں تھا۔انسانوں کے سردار جعفر نے مجھے رہا کرایا۔

۴۔میں نے کہا کہ بخش دیں مجھے۔وگرنہ دین کے مسئلے میں میری کون نصرت کرے گا

۵۔میں تائب ہوں اپنے گناہوں پر۔کہ آج پلٹا ہوں اصل دین اسلام پر

۶۔غالی نہیں رہا میں پوری عمر بھر۔اب نہیں ہوں سابقہ آئین پر زندگی بھر

۷۔اب نہیں کہوں گا کہ محمد حنفیہؑ زندہ ہیں۔مذمت کر رہا ہوں اپنی اس نادانی پر

۸۔لیکن محمد نے اپنی راہ لے لی ہے۔نہیں کہے گا اپنا گناہ مگر مجھ جیسا

۹۔جو طیب وطاہر اولیاء کے ساتھ ہوگا۔اس کا ٹھکانا بہشت کا اعلیٰ مقام ہوگا

سید حمیری کہتے ہیں میں نے مزید یہ اشعار کہے:

۱۔اے مدینہ کی جانب جانے والے۔مجھ کمینہ کا یہ پیغام سن لے

۲۔اگر تجھے اللہ ہدایت کرے جعفر صادق (ع) کے واسطہ سے۔تو ان ولی اللہ ابن المہذب سے کہنا۔

۳۔اے امین اللہ فرزند امین اللہ۔میں نے توبہ کی پروردگار سے اور پھر سے توبہ

۴۔ میں نے جانا کہ آپ امین اللہ ہیں۔ معاف کردیں میری گذشتہ خطاؤں کو

۵۔ محمد حنفیّہ کی جو امامت کا قائل تھا۔ تو آپ کو غضب میں لایا تھا

۶۔ لیکن جو روایت حضرت علیؑ سے ہوئی ہے۔ اس بیان میں صداقت جلی تھی

۷۔ تھا یہ بیان کہ ولی اللہ تعالیٰ کو غیبت ہوگی حاصل۔ پنہاں ہوگی ان کی رؤیت

۸۔ میراث امامت ہوگی تقسیم۔ ایک ہوگا ان میں سے غائب

۹۔ لیکن اس کی غیبت میں بھی امید ہے۔ کہ انتہا کو پہنچے گی یہ انتظار کی گھڑی

۱۰۔ جو نصرت حق کے ساتھ کعبہ سے آئیں گے۔ لوگوں اور سرداروں کے ساتھ آئیں گے

۱۱۔ جو دشمنوں پر آکے چھائیں گے۔ کام سب کا تمام کردیں گے

۱۲۔ پہلے میں کہتا تھا کہ محمد حنفیّہ ایسے ہیں۔ لوگوں کی دید نگاہوں سے پوشیدہ ہیں

۱۳۔ پہلے میں کہتا تھا کہ وہ قائم حق ہیں۔ عدالت ہیں ان کا سایہ محقق ہے

۱۴۔ اب آپ کی بات عین حق ہے۔ آپ کا فرمان بالکل سچ ہے

۱۵۔ اللہ کی قسم کہ آپ کا یہ کلام دلیل ہے۔ برہان ہے اور آپ کا دشمن علیل ہے

۱۶۔ میں نے جانا کہ ولی امر وہ نہیں تھے۔ میری روح اسی لئے ہمیشہ بے چین تھی

۱۷۔اس زمانے کے بعد قائم آئیں گے۔غیبت کا زمانہ امام کو پہنچے گا

۱۸۔غیبت میں رہیں گے اس وقت تک۔جب تک مالک زمین کی ہو گی مصلحت

۱۹۔ میری دین داری نے اتنا ہے جانا۔اب ہر گز نہ ہو گا دین سے پھر جانا

محمد بن حنفیّہ کی وفات کے بارے میں روایات

۱۔ حسین بن مختار نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حیان سراج امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام نے حیان سے پوچھا اے حیان! تمہارے ساتھی محمد حنفیّہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ محمد حنفیّہ زندہ ہیں امام جعفر صادق (ع) نے اپنے والد امام محمد باقر (ع) کے بارے میں کہا کہ آپ منجملہ ان افراد میں سے تھے جو محمد حنفیّہ کی عیادت کو گئے تھے اور ان کی وفات کے وقت بھی حاضر تھے اور ان کی وفات کے بعد غسل و کفن دیکر دفنانے میں بھی شریک تھے، حیان عرض کرتے ہیں یا بن رسول اللہ، محمد حنفیّہ کی مثال اس امت میں عیسیٰؑ بن مریمؑ کی سی ہے یعنی ان کی حالت بھی لوگوں کے لئے مشتبہ تھی، امام جعفر صادق (ع) نے اس سے پوچھا کہ ان کی حالت ان کے دوستوں پر مشتبہ تھی یا دشمنوں پر؟ تو اس نے کہا دشمنوں پر، امام نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد باقر (ع) اپنے چچا کے دشمن تھے؟ اس نے کہا ہر گز ایسا نہیں ہے تب امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: اے حیان! تم لوگوں

نے آیاتِ الٰہی سے منہ موڑ لیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا: (سَنَجْزِی الَّذِینَ یَصْدِفُونَ عَنْ آیاتِنا سُوءَ العَذابِ بِما کانُوا یَصْدِفُونَ)

یعنی ہم عنقریب ان لوگوں کو بُری سزا دیں گے جنہوں نے ہماری آیات سے منہ پھیر لیا اُن رُخ موڑ لینے کے سبب۔ (سورہ انعام آیت ۱۵۷)

پھر امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے فرمایا محمد حنفیّہ کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک انھوں نے علی بن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام کی امامت کا اقرار نہ کر لیا اور محمد حنفیّہ کی وفات ۸۴ ھجری قمری کو ہوئی ہے۔

حنان بن سدیر اپنے والد سے اور وہ امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں محمد حنفیّہ کے احتضار کے وقت ان کے پاس تھا میں نے ان سے کہا کہ آپ وصیت کریں تو ان کی زبان سے بولا نہیں جا رہا تھا تو میں نے ایک طشت میں نرم خاک منگوائی اور ان سے کہا کہ اس پر اپنی انگلی سے لکھیں تو انھوں نے اس خاک پر علی بن الحسین علیہما السلام کی امامت کی گواہی دی گویا لکھ کر دی۔

غیبت کے مسئلہ میں ناووسیہ اور واقفیہ والوں کے عقیدہ کا باطل ہونا

کیسانیہ والوں کے بعد ناووسیہ والوں نے مسئلہ غیبت امام میں غلطی کی کیونکہ غیبت کو حجت اللہ تعالیٰ میں صحیح جانتے تھے لہٰذا اپنی جہالت کے سبب اس غیبت کو امام جعفر صادق (ع) سے منسوب کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو امام جعفر صادق (ع) کی وفات سے باطل ثابت کیا پھر ان کے بعد امام موسیٰ کاظم (ع) کا زمانہ آیا تو ناووسیہ کے بعد واقفیہ والے سامنے آئے جنہوں نے مسئلہ غیبت کو امام موسیٰ کاظم (ع) سے منسوب کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو امام موسیٰ کاظم (ع) کی وفات اور ان کی آشکار قبر کے ذریعہ باطل کر دکھایا، اسی طرح امام علی رضا (ع) کی امامت ثابت ہوئی۔

امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) کی وفات کے سلسلہ میں روایات

عمر بن واقد کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت 'سندی بن شاہک' نے مجھے طلب کیا میں ڈرا کہ کہیں مجھے قتل تو نہیں کرنا چاہتا ہے میں نے اپنے بیوی بچوں کو وصیتیں کیں اور (اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن) پڑھکر مرکب پر سوار ہوا اور اس کے پاس گیا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا، اے ابا حفص! میں تم میں وحشت واضطراب پا رہا ہوں، میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا یہاں سوائے خیر کے کچھ نہیں ہے میں نے کہا تو پھر میرے گھر پر کسی کو میری سلامتی کا پیغام دیکر بھیجیں، اس نے کہا ٹھیک ہے پھر اس نے مجھ سے کہا تمہیں معلوم ہے میں نے اس وقت تمہیں یہاں کیوں بلوایا ہے؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم، اس نے کہا تم موسیٰ بن جعفر کو جانتے ہو؟

میں نے کہاہاں کافی عرصہ سے ہمارے اوران کے درمیان سچی دوستی ہے ،اس نے کہابغداد میں اور کون لوگ انھیں جانتے ہیں میں نے نام بتائے اور مجھے ایسالگاکہ امام موسیٰ کاظم (ع) کی شہادت واقع ہوچکی ہے،اس نے افراد کو بھیج کران تمام افراد کو بھی بلوایا جن کے میں نے نام لئے تھے پھران سے دوسرے محبوں کے نام پوچھے انھیں بلوایا یہاں تک اس نے پچاس کے قریب افراد کو جمع کیا پھر وہ اُٹھ کر گیاہم لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر وہ اپنے کاتب کے ہمراہ آیااور ہم سب کے نام اورایڈریس اور پیشے لکھوائے اور پھر مجھے اُٹھنے کو کہاجب میں اٹھاتوبقیہ افراد بھی اٹھے وہ ہم سبکو لیکرایک حجرہ میں داخل ہوااور ایک رکھی ہوئی میت سے کپڑاہٹاتے ہوئے کہاکہ دیکھویہی موسیٰ بن جعفر علیہاالسلام ہیں ہم سب نے کہاہاں اب جومیں نے دیکھاکہ امام رحلت فرماچکے ہیں اس نے قمیص ہٹاکر دکھائی کہ دیکھو کہیں ان کے جسم پر ضرب کے نشانات تونہیں؟ہم نے کہانہیں پھراس نے کہاکہ آپ لوگ یہیں رہیں اوران کو غسل وکفن دیکر دفن کریں ہم سب نے حضرت کو غسل کفن دیا پھر سندی ابن شاہک نے حضرت پر نمازپڑھائی پھر ہم سب نے حضرت کو دفن کیااوراپنے اپنے گھروں کولوٹے عمرو بن واقدی کہتے ہیں لوگ کس طرح کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جبکہ ان کے غسل ودفن میں میں خود شریک تھا۔

حسن بن عبد اللہ صیرفی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) جب سندی بن شاہک کے قیدخانے میں تھے تواسی میں آپ کو شہید کرکے ایک تابوت میں رکھ کر چارغلام اسے اٹھاکرلے چلے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ یہ رافضیوں کے امام کاجنازہ ہےاس کو پہچانو! ،سلیمان ابن ابی جعفر نے جواپنے گھر سے جھانک کر دیکھااور لوگوں کاشوروغل سنا تواپنے بیٹوں

اورغلاموں سے اس کی وجہ پوچھی توانھوں نے اصل ماجرا بتایا جب سلیمان نے یہ سنا تو اپنے بیٹوں اورغلاموں سے کہا جس طرح سے بھی ممکن ہو ان غلاموں سے اس تابوت کو حاصل کرلو، اس کے بیٹوں وغلاموں نے ان غلامون سے اس تابوت کو حاصل کر لیا پھر اعلان کرایا گیا کہ جس کو بھی طیب ابن طیب امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) کی زیارت کرنی ہے وہ آجائے، لوگ جمع ہوگئے، امام کو بڑے احترام کے ساتھ غسل وکفن دیا گیا دو ہزار پانچ سو درہم کی بردیمانی کی چادر جس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا آپ پر ڈالی گئی خود سلیمان پابرہنہ گریبان چاک کرکے گریہ کرتے ہوئے امام کی تشییع جنازے میں شریک ہوئے اور قبرستان قریش میں آپ کو دفنایا گیا پھر سلیمان نے ہارون الرشید کو نامہ لکھا کہ تمہارے وزیر سندی بن شاہک نے اتنی بڑی گستاخی کی ہے تو اس نے جواب میں لکھا کہ اے چچا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اللہ تعالیٰ کی قسم سندی بن شاہک پر اللہ لعنت کرے کہ اس نے یہ کام ہمارے حکم سے انجام نہیں دیا ہے۔

محمد بن صدقیہ عنبری کہتے ہیں ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم (علیہ السلام) کی وفات کے موقع پر آل ابوطالب اور بنی عباس اور تمام بزرگار حکومت کو بلوا کر کہا کہ یہ دیکھیں یہ موسی بن جعفر علیہاالسلام کا جنازہ ہے جو اپنی موت مرے ہیں ان کے مرنے میں میرا کوئی دخل نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کروں ۷۰ شیعوں کو بلا کر دکھایا انھوں نے بھی حضرت کے جسم پر کوئی جراحت کے نشانات بھی نہ پائے پھر وہ لوگ حضرت کے جنازے کو لیکر چلے غسل وکفن دیکر دفن کردیا، علی بن رباط کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ امام علی رضا (ع) کی خدمت میں عرض کیا یا بن رسول اللہ بعض لوگ ہم میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ کے والد (امام موسیٰ

کاظم (ع) مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں امام علی رضا (ع) نے کہا سبحان اللہ کیا رسول اللہ (ص) کو موت آسکتی ہے اور میرے والد کو موت نہیں آسکتی؟ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کا انتقال ہو چکا ہے ان کے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور ان کی کنیزوں نے شادیاں کر لی ہیں۔

غیبت امام حسن عسکری (علیہ السلام) کے بارے میں واقفیہ والوں کا ادّعا

جیسا کہ پہلے گزرا کہ ناووسیہ والوں کے بعد واقفیہ والے آئے اور انھوں نے ادعا کیا کہ امام حسن عسکری (ع) غیبت میں گئے ہوئے ہیں گویا انھوں نے جہالت کے سبب مسئلہ غیبت کو امام مہدی (عج) کے بجائے امام حسن عسکری (ع) سے منسوب کر دیا تھا مگر روایات صحیحہ کے ذریعہ سے جب امام حسن عسکری (علیہ السلام) کی شہادت کا مسئلہ واضح ہو گیا تو معلوم ہوا کہ غیبت ان کے بیٹے امام مہدی (عج) کو حاصل ہے نہ کسی اور کو۔

امام حسن عسکری (علیہ السلام) کی شہادت کے بارے میں روایات

منجملہ ان روایات میں سے جو وفات امام حسن عسکری (علیہ السلام) کو ثابت کر رہی ہیں روایتِ سعد بن عبداللہ ہے جو کہتے ہیں کہ مجھ سے بہت سے ایسے لوگوں نے جن پر جھوٹے ہونے کا الزام نہیں لگایا جاسکتا نقل کیا ہے کہ ہم سب امام حسن عسکری (ع) کے دفن میں شریک تھے پھر امام عسکری (ع) کی شہادت کے جو کہ ۲۷۸ ھج کو ہوئی، کے ۱۸ سال بعد احمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان (جو کہ پہلا خالص دشمن آل ابی طالب تھا) قم کے نواحی علاقہ میں بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی اس

کے سامنے ''سر من رای'' میں رہنے والے علویوں کا ذکر آیا تو اس نے کہا میں نے حسن عسکری (ع) کے مانند کسی بھی شیعہ کو نہیں پایا اور تمام وزراء سلطنت اور بزرگان ان کا احترام کرتے تھے پھر وہ کہتا ہے ایک دن میں اپنے باپ کی عمومی محفل میں حاضر تھا کہ دربان نے آکر کہا ''ابن الرضا'' آئے ہیں تو انھوں نے کہا کہ بلاؤ جیسے ہی وہ داخل ہوئے تو ان میں بڑی ہیبت وجلال تھی کہ میرے والد بھی انھیں دیکھ کر فورا! ان کے احترام میں اُٹھ گئے اور چند قدم ان کے استقبال کو بھی گئے ان سے مصافحہ کرکے بڑے ادب واحترام کے ساتھ لا کر اُنہیں مصلے پر بٹھایا اور خود بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کرتے ہوئے انھیں کنیت سے پکارتے تھے اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہہ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے مجھے اپنے والد کی یہ رفتار بڑی عجیب لگی اتنے میں میں نے دیکھا کہ پھر دربان نے آکر خبر دی کہ ولیعہد موفق جو خلیفہ وقت تھا آرہا ہے اس کے استقبال میں سب نے صف باندھ لی اور احترام کو کھڑے ہو گئے مگر میرے والد مسلسل امام حسن عسکری (ع) سے گفتگو میں مشغول تھے اور پھر حضرت سے معذرت طلب کرتے ہوئے میرے باپ نے غلاموں سے کہا کہ حضرت کو محل کے پچھلے دروازے سے لے جاؤ کہیں موفق خلیفہ انھیں نہ دیکھ لے، مجھے اپنے والد کی یہ بات اور عجیب لگی اور میرے تعجب میں اضافہ ہوا رات کو نماز کے بعد جب میرے والد بیٹھے تو میں نے صبح دربار میں پیش آنے والے حالات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا بیٹا وہ شخص جن کے ساتھ میں اتنے احترام سے پیش آیا وہ رافضیوں کے امام (ابن الرضا) تھے اگر بنی عباس کے ہاتھوں سے خلافت کو چھٹکارا ملے تو بنی ہاشم میں سوائے اس شخص کے کوئی خلافت کے لائق نہیں ہے

جوکہ فضیلت وعفت ورہبری وزہدوعبادت اورنیک اخلاق کےپیش نظرخلافت کے زیادہ سزاوار ہیں،احمد بن عبیداللہ کہتاہےیہ باتیں سنکرتومیرے تن بدن میں آگ لگ گئی اوران کے بارے میں جستجو کرنےلگ گیاجس سے بھی سوال کرتاوہ ان کی نیکی اورپاکیزگی کوہی بیان کرتااپنےہرایک سےان کوبزرگ وبرتر سمجھتاتھااوران کااحترام کرتاتھاتب جاکر ان کی فضیلت میرے نزدیک ثابت ہوئی کیونکہ ان کے دوست ودشمن سب ان کی تعریف کرتے ہوئے نظرآئے۔

ایک عجیب واقعہ

اللہ تعالیٰ کی قسم حسن بن علی علیہماالسلام کی وفات کے وقت خلیفہ وقت اورلوگوں کے سامنےایک عجیب واقعہ پیس آیاجوبڑا تعجب آور تھاکیونکہ جب حسن بن علی علیہماالسلام بیمار ہوئےتومیرے والدکے پاس پیغام پہنچاکہ (ابن الرضا) بیمارہیں میرےوالدفوراًاپنےمرکب پر سوارہوکرجلدی جلدی دارالخلافہ پہنچے خلیفہ کے پانچ غلام بھی ان کے ہمراہ تھےکہ ان کے حالات سے باخبر رہیں طبیب کو(ابن الرضا)کے لئے بلایاگیامگرافاقہ نہ ہوارروزبروز حضرت کاضعف بڑھتاگیایہاں تک کہ ۲۶۰ھجری کے ربیع الاول میں (ابن الرضا)کاانتقال ہواتو خلیفہ وقت نےآپ کے گھرکی جستجو کروائی کہ کہیں آپ کاکوئی بیٹانہ ہواورپھردائیوں کو بلواکرحضرت کی کنیزوں کو بھی چیک کروایاگیاکہ کہیں کوئی حضرت سےحاملہ نہ ہوایک کنیزپرحاملہ ہونےکاشک ہواتواس کوقید میں دوسال کےقریب رکھاگیاجب یقین ہوگیاکہ وہ حاملہ نہیں تھی توپھراسےآزاد کردیاگیا،خلیفہ وقت نےامام حسن عسکری (ع)کے گھرکوجو ''سرمن رای''میں تھاسیل کروادیااورپھرتمام علویوں

کو حضرت کا جنازہ دکھاتے ہوئے کہا کہ دیکھو کہیں ان کے جسم پر جراحت وغیرہ کی کوئی علامت تو نہیں ہے سب کو اس پر گواہ ٹھہرانے کے بعد حضرت کے جنازے کو لوگوں کے حوالے کیا تب لوگوں نے اپنے امام کو غسل و کفن دیکر بڑے عزت واحترام کے ساتھ دفن کیا دوسری طرف خلیفہ حضرت کے فرزند کی تلاش میں تھا کہ اس دوران میں نے عجیب واقعہ دیکھا کہ جعفر نے جو کہ امام عسکری (ع) کا بھائی تھا امامت کا دعویٰ کیا اور اپنے والد اور بھائی کی وصایت کا ادعاء کیا، خلیفہ نے اسے جھڑک کر دربار سے باہر نکال دیا اور میرے باپ نے بھی اسے بُرا بھلا کہا مگر میں نے دیکھا کہ خلیفہ وقت ہمیشہ (ابن الرضا) کے فرزند کی تلاش میں رہا کیونکہ اس نے پڑھا ہوا تھا کہ حسن عسکری (ع) کا بیٹا بارہواں اور آخری امام ہوگا جو پردہ غیب میں رہے گا، تو کیا یہ سب باتیں اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ امام مہدی (عج) کی ولادت ان کے والد ماجد کی شہادت سے کچھ سال پہلے ہی ہو چکی تھی اور امام حسن عسکری (ع) نے انھیں خاص لوگوں کے سامنے دکھا کر شناخت بھی کروائی تھی کہ یہی میرے بعد میرا خلیفہ وجانشین ہوگا تم لوگ اس سے جدا نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور یہ بھی کہا تھا کہ یاد رکھو آج کے بعد اس کو نہیں دیکھ سکوگے اور پھر ان کو چھپا دیا تھا، اسی لئے خلیفہ وقت ہمیشہ حضرت کی تلاش میں تھا۔

اثباتِ غیبت

روایت ہے کہ امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) وہ ہیں جن کی ولادت بھی پوشیدہ ہوئی اور وہ خود بھی لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور زندہ ہیں جب ظہور کریں گے تو تمام شک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور پھر جب ہم محمد حنفیہؑ اور امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام حسن عسکری علیہم السلام کی وفات کو ثابت کرتے ہیں تو جس غیبت کا ذکر پیغمبر اسلام (ص) نے اور گیارہ آئمہ (علیہم السلام) نے کیا ہے وہ امام زمان (عج) کے لئے باقی رہ جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی یہودی آکر ہم سے سوال کرے کہ کیوں آپ لوگ ظہر و عصر و عشاء کی چار چار رکعت اور صبح و مغرب کی دو اور تین رکعت پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ کیونکہ تو ہمارے نبی کی نبوت کا منکر ہے جو ان نمازوں کے احکام کو لائے اور نمازوں کی رکعات کو معین کیا، اگر ان کی نبوت باطل ہو تو یہ نمازیں بھی باطل ہیں اور پھر یہ سوال بھی بیجا ہوگا اور اگر ان کی نبوت ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ نمازوں کے وجوب اور اس کی رکعات کے بارے میں ہم اقرار کریں کیونکہ پیغمبرِ اسلام (ص) انہیں لائے ہیں اور امت نے اس پر اجماع اور اتفاق کیا ہے چاہے ہمیں اس کی علت معلوم ہو یا معلوم نہ ہو، لہٰذا جو امام زمان (عج) کے بارے میں بھی سوال کرے تو اس کا یہی جواب ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی ہم سے اعتراض کرے کہ کیوں تمہارا بارہواں امام پردۂ غیب میں ہے جبکہ ان کے اجداد جو تمہارے سابقہ امام ہیں انہیں تو کوئی غیبت حاصل نہیں ہوئی جبکہ یہ دور تو تمہارے سابقہ ادوار کی نسبت بہت بہتر ہے کیونکہ گذشتہ آئمہ علیہم السلام سے لوگ بیزاری کا اعلان کرتے تھے انھیں شہید کر دیتے تھے؟ ہم توفیق الٰہی کے تحت ان کو یوں جواب دیں گے کہ اس دور میں بھی نادان غافل لوگوں کی کمی نہیں ہے کیونکہ یہ بات تو ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں غیبت میں رہنا اور ظاہر ہونا حکمت و مصلحتِ پروردگار کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حالات پر بھی منحصر ہے اور پہلے آئمہ علیہم السلام کے ادوار میں اگر چہ آئمہ (ع) کی ولادت سے پہلے لوگ ان کے بارے میں آشنائی نہیں رکھتے تھے اور جب حقیقت کھل کر سامنے آئی اور خلفاء وقت نے انھیں اپنے خرافی عقائد اور ظلم وجور میں سدراہ پایا تو انہیں شہید کرواڈالا تو امام زمان (عج) جنکی ولادت سے پہلے سے آنحضرت (ص) اور تمام آئمہ علیہم السلام نے ان کی تمام خصوصیات کو بتادیا ہے تو کیا اب ان کے مخالفین نہیں ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ اس وقت کے دشمن سخت ہیں اور ہمیشہ ان کی تلاش میں ہیں کہ ان کو پا کر شہید کر ڈالیں، ہاں ان کے وجود سے جو ہدایت کا طلب گار ہے وہ ہدایت پائے گا اور جو ضلالت پر اُترا تو وہ یقینا گمراہ ہوا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا: مَنْ یَھدِاللّٰہ فَھوَالْمُھتَدِی وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَہُ وَلِیًّامُرْشِدًا) (سورۂ کہف آیہ ۱۷)

یعنی: جس کو اللہ نے ہدایت دی اس نے ہدایت پائی اور جس کو اللہ نے اس کی گمراہی میں چھوڑ دیا تو (اے) پیغمبر: آپ اس کے لئے کسی کو رہنما نہیں پائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا: وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهمْ مَا أُنزِلَ اِلَيْک مِنْ رَبِّک طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلاَتَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ) (سورہ مائدہ آیہ ۶۸)

یعنی: (اے) پیغمبر: جو کچھ تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے بیشک وہ بہت سے لوگوں کے کفر و طغیان کے بڑھنے کا سبب بنے گا اور آپ کافر لوگوں پر افسوس نہ کریں'' لیکن اس زمانے میں جو لوگ تفصیل سے امام زمان (عج) کے بارے میں جانتے ہیں کہ آپ تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اور ہر طرف سے ظلم و جور اور ناانصافیوں کا خاتمہ کریں گے اور جیسے حالات حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی ولادتوں کے وقت تھے کہ نمرود اور فرعون نے صرف اس لئے کہ ابراہیم اور موسیٰؑ اس دنیا میں نہ آنے پائیں ہر طرح کے ظلم و ستم ڈھا رکھے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے اپنی اس آخری حجت کو پردۂ غیب میں رکھا اور یہ شرعی مسئلہ ہے کہ والد کی میراث اولاد کی موجودگی میں ماں باپ بھائی بہن کسی کو نہیں ملتی ہے اور آپ کے پردۂ غیب میں رہنے سے شاید دشمنوں کی دشمنی میں کچھ کمی آئے اور دوستوں کی معرفت میں اضافہ ہو اور حقانیتِ مذہب امامیہ لوگوں کے سامنے زیادہ روشناس ہو تا کہ حق و باطل کھل کر سامنے آسکیں۔

ایک اور اعتراض اور اس کے جواب

اعتراض: بعض جاہل لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ ہمیں ذرا اپنے امامِ غائب کے حالات بتاؤ کیا وہ خود بھی امامت کے مدعی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا ہم ان کے پاس جاسکتے ہیں مسائل دینی پوچھنے کے لئے یا نہیں؟ اگر وہ ہمارے سوالات کے جوابات نہ دے سکیں تو وہ عام لوگوں کی مانند ہیں۔

پہلا جواب: ہم ان لوگوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ ان سے پہلے کے تمام آئمہ علیہم السلام نے جب ہمیں ان کی امامت کی خبر دے دی ہے تو اب اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ بھی آ کر اپنی امامت کا ادعا کریں مگر یہ کہ وہ بوقت ظہور اپنی امامت کو ظاہر کریں کیونکہ ان کی امامت پر پہلے سے دلائل و برہان قائم ہو چکے ہیں مزید ان کو آ کر اپنی امامت پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس طرح ہمارا عقیدہ حضرت علی (ع) کی امامت و خلافت کے بارے میں ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے پہلے ہی آپ کی امامت و خلافت کی تصریح کر دی تھی لہٰذا بعد میں حضرت علی (ع) کو مزید ادعاءِ امامت کرنے کی ضرورت نہیں تھی ہاں یہ جو سوال کرنے والوں نے کہا کہ ہم مسائل دینی کو ان سے پوچھیں تو اگر ان کا یہ پوچھنا علم و کمال حاصل کر کے ان کی امامت کے اعتراف کرنے کے لئے ہو تو یقیناً حضرت ان کے اس قسم کے ہر سوال کے جواب دیں گے اور اگر اس سوال کرنے سے ان کا مقصد جاسوسی کر کے ان کے دشمنوں کو ان کے بارے میں مطلع کرنا اور دین میں رخنہ ڈالنا ہوگا تو حضرت ہر گز ایسے لوگوں کے سوالات کے جواب نہیں دیں گے کیونکہ حضرت کے لئے اپنی جان کا تحفظ بھی ضروری ہے اور پھر جس طرح پیغمبر اکرم (ص)

کا غار میں چُھپ کر عبادتیں کرنا ان کی نبوت کے خلاف نہ تھا اسی طرح حضرت کا غیب میں رہنا ان کی امامت کے خلاف نہیں ہے وہ امام ہیں اگرچہ اپنی جان کے تحفظ کی خاطر پردۂ غیب میں رہیں۔

دوسرا جواب: جو اس بارے میں دیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہمراہ جانے والے اصحاب سے کوئی پوچھے کہ رسول تم میں سے کون ہے اور اصحاب جواب دیں کہ ہمیں نہیں معلوم یا ہمارے درمیان کوئی رسول نہیں ہے یا فلاں کی طرف اشارہ کرکے کہیں کہ وہ رسول ہے تو کیا اصحاب نے جھوٹ بولا، اگر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہاں اصحاب نے جھوٹ بولا تو آپ کا دین سے خارج ہونا لازم آئے گا کیونکہ آپ لوگ تمام اصحابِ پیغمبر (ص) کو عادل مانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اگرچہ ظاہر میں ان کا یہ کہنا جھوٹ معلوم ہو رہا ہے مگر کیونکہ حفظ جانِ پیغمبر (ص) مقصود ہے لہٰذا انھوں نے توریہ کرکے پیغمبر (ص) کی جان بچائی ہے لہٰذا یہ بہت پسندیدہ کام ہے لہٰذا جب اصحاب کا اس طرح سے جواب دینا صحابہ کی صداقت کو ضرر نہیں پہنچا سکتا تو ہمارے امام کی امامت کو چھپانا بھی ان کی امامت کو ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے جس طرح ایک مسلمان کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے اور کفار کی روش یہ ہو کہ جس مسلمان کو بھی پکڑتے ہوں قتل کر ڈالتے ہوں اور اس مسلمان سے وہ سوال کریں کہ تم مسلمان ہو؟ یہ کہے کہ نہیں یہ اسلام سے نہیں نکلا اسی طرح اگر امام بھی اپنے جانی دشمنوں کے سامنے اپنی امامت کا انکار کرے تو وہ امامت سے خارج نہیں ہوگا، اگر سوال کرنے والے مزید ہم سے کہیں کہ امام کا مسئلہ عام لوگوں سے مختلف ہے امام کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں سے پنہاں نہ

کرے تو ہم جواب دیں گے کہ ہم نے یہ نہیں کہا ہے کہ امام اپنے آپ کو تمام لوگوں سے مخفی رکھے ہوئے ہیں بلکہ امام نے صرف اپنے دشمنوں سے اپنے آپ کو مخفی رکھا ہوا ہے۔

اگر کوئی ہم سے یوں سوال کرے کہ آپ نے کہا امام اپنی جان کے خوف سے اپنی امامت کا انکار کریں ؟ تو ہم ان کے جواب میں پہلے بعض اہل حق کا یہ جواب پیش کریں گے کہ پیغمبر اور امام میں فرق ہے وہ یہ کہ پیغمبر اپنی رسالت و نبوت کو خود ہی بیان کرنے والا اور بلانے والا ہے اگر پیغمبر (ص) تقیہ کے تحت اپنی نبوت کا انکار کرے تو حجت الٰہی کا زمین سے ختم ہونا لازم آئے گا مگر امام کو پیغمبر چننے اور پہچان کرانے والے ہیں لہٰذا اگر خود امام اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کریں یا مصلحت کے پیش نظر انکار بھی کریں تو اس سے ان کی امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے کیونکہ قولِ پیغمبر (ص) ان کی امامت کے بارے میں کفایت کرتا ہے، پھر ہم اپنی طرف سے جو جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ تقیہ کا مسئلہ پیغمبر (ص) اور امام کے درمیان مساوی ہے پیغمبر (ص) جنہوں نے حکم الٰہی کے لئے قیام کیا ہے اور تبلیغ رسالت کو انجام دیا ہے اور معجزات لائے ہیں اگر وہ بھی دشمنوں میں گرفتار ہو جائیں تو اپنی حفظ جان کے لئے تقیہ کر سکتے ہیں۔

اس مطلب پر دلیل صلح حدیبیہ ،کا مرحلہ ہے جب آپ (ص) نے صلح نامہ سے اپنے نام کے ساتھ سے عنوان نبوت کو ہٹوایا تھا جب سُہیل بن عمرو حفص بن احنف آپ کی نبوت کے منکر ہوئے اور کہا کہ اگر ہم ان کو نبی مان لیتے تو جھگڑا ہی ختم تھا لہٰذا یہ نہ لکھا جائے تب آنحضرت (ص) نے علی (ع) سے کہا کہ لفظ ''نبوت'' مٹا دو صرف یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ محمد بن

عبداللہ (علیہاالسلام) کی طرف سے ہے اور پیغمبر (ص) کے اس طرح کرنے سے ان کی نبوت پر بھی کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ آپکی نبوت کے دلائل پہلے سے لوگوں کے سامنے روشن ہو چکے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عمار یاسر کے عذر کو بھی قبول کیا جب ان کو مشرکین نے قتل کی دھمکی دیکر پیغمبر (ص) کو برا بھلا کہلوایا اور عمار مشرکین سے چھٹکارا پاکر جب پیغمبر (ص) کے پاس آئے تو پیغمبر (ص) نے فرمایا: اے عمار! کامیابی مبارک ہو، انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ (ص) میں کامیاب نہیں ہوں کیوں کہ میں نے اپنے قتل کے خوف سے اپنی زبان پر آپ کے لئے بُرے کلمات جاری کئے ہیں پیغمبر (ص) نے پوچھا، کیا اس وقت تمہارا دل ایمان کے ساتھ نہ تھا؟ عمار کہتے ہیں بیشک تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (اِلاَّمَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہُ مُطْمَئِنّ بِالْاِیمَانِ) (سورہ نحل آیہ ۱۰۶)

یعنی مگر جس کو مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو۔

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ سال بلکہ ہزار سال تک بھی غیبت میں رہ سکتا ہے کیونکہ حقیقت میں مسئلہ حکمت و مصلحت پروردگار کے ساتھ بھی مربوط ہے لہٰذا مصلحت پروردگار ہوگی تو امام زمان (عج) ظہور فرمائیں گے۔

امام رضا (علیہ السلام) اپنے اجداد کے ذریعہ سے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: قسم اس اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا بیشک امام قائم (عج) میری اولاد سے ہوگا اور مجھ سے طے شدہ پیمان کے تحت اللہ تعالیٰ اس کو اتنا پردہ

غیب میں رکھے گا کہ لوگ یہ تک کہہ اُٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو اب خاندانِ محمد (ص) کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور کچھ لوگ اس کی ولادت ہی میں شک میں پڑے ہوں گے کہ وہ ابھی تک پیدا بھی ہوئے ہیں یا نہیں لہٰذا جو بھی ایسے زمانے کو پائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دین سے متمسک رہے اپنے شک کے ذریعہ شیطان کے نفوذ کے لئے راستہ نہ بنائے کہ شیطان اسے میرے دین سے اسی طرح دور کردے جس طرح تم سے پہلے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر نکال دیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بے دین لوگوں کا ولی و سرپرست قرار دیا ہے۔

ابن بشّار کا اعتراض

ابوالحسن علی بن بشار نے غیبت امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے خلاف کچھ مطالب لکھے ہیں اور ابو جعفر محمد بن عبد الرحمٰن بن قِبہ رازی نے اس کے ان مطالب کا جواب دیا ہے علی بن احمد بن بشار نے اپنی کتاب میں لکھا ہے'' باطل قرار دینے والے شخص امام کو ثابت کرنے سے بے نیاز ہیں لیکن ان پر (یعنی امامیہ والے) ضروری ہے کہ وہ وجودِ امامؑ کو ثابت کریں جو ان کی اطاعت کے واجب ہونے کے مُدعی ہیں اور وہ اس عقیدے میں باقی تمام عقائد سے ممتاز بھی ہیں کیونکہ باطل عقیدے میں زیادتی شرمندگی لاتی ہے اور عقیدۂ خیر میں زیادتی سربلندی لاتی ہے (والحمدللہ رب العالمین) پھر لکھا کہ ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ان کی اس زیادتی کو بیان کریں ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ان کے اس زائد عقائد کے بارے میں سامعین تحقیق کریں وہ یہ کہ اگر وہ ایسا کر سکیں کہ اپنے امام غایب کو ہمیں

دکھاسکیں جس کی غیبت پر عقیدہ رکھ کر اپنے عقیدے کو انھوں نے باطل کیاہےاور اگر وہ ایسانہ کرسکے توجو ہم نے کہاوہ ثابت ہو جائے گاکہ اولاًدوسرے باطل عقائد کی طرح اپنےمُدعاکوثابت کرنے سے عاجز ہیں اور پھر اپنے عقیدے کی دلیل بیان کرنے سے بھی عاجز ہیں کیونکہ بقیہ تمام باطل عقیدے رکھنے والے کم از کم اپنے عقیدہ کی علت بتاسکتے ہیں توجس بات پر دوسرے باطل عقائد والے قادر ہیں یہ اس سے بھی عاجز ہیں۔

اوروہ لوگ قائل ہیں کہ ہرزمانے میں کسی حجتِ الٰہی کاہوناضروری ہے،ہم ان کی اس بات کو قبول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذراہمیں وہ شخص دکھائیں توصحیح،ہمارےاستاداس قسم کاعقیدہ رکھنے والوں کو''لابدیہ''والے کہہ کرخطاب کرتے تھے کہ تمہارایہ توعقیدہ ہے کہ ہردورمیں کسی حجت کاہوناضروری ہےمگرتمہارےپاس اس پرکوئی دلیل نہیں ہے للذاہم بھی انہیں''لابدیت''کہتے ہیں ایسےلوگ بت پرستوں سے بھی بُرے ہیں کیونکہ وہ بت پرست بھی ایک موجودہ وجودکے قائل ہیں مگروہ ایک عدم محض کے قائل ہیں جس کاکائنات میں اصلاًوجودہی نہیں ہے۔

ابن قِبہ کی طرف سے مذکورہ اعتراض کاجواب

ابوجعفرمحمدبن عبدالرحمٰن ابن قبہ رازی،ابن بشّارکےمذکورہ اعتراض کاجواب اسطرح سے دےرہے ہیں کہ بیجااد عااورمدِمقابل پرجھوٹ منسوب کرنےسے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی ہےاورانصاف بھی کوئی چیزہےجس پردیانت دارلوگ عمل کرتے ہیں اوربغیردلیل

کے ادعا کرنا بیشک عقلمندوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اور ہم ناتواں نہیں ہیں کہ ایسے امام کی امامت کے قائل ہوں جس کے وجود پر دلیل قائم نہ کر سکیں کیونکہ ان کی امامت پر روشن دلائل موجود ہیں اب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اسے تمہارے سامنے لاکر بھی پیش کریں لہٰذا سب سے پہلی چیز جو ہمارے اور تمہارے لئے ضروری ہے وہ یہ کہ منطق واستدلال کی روِش کو ہم ہاتھ سے نہ جانے دیں اور ہم ہر گز ایسی بات نہ کریں جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں ہو جس شخص کے وجود اور امامت کے تم منکر ہو اس کے وجود اور امامت پر پیغمبر اکرم (ص) سے لیکر امام حسن عسکری (ع) سب سے روایات نقل ہوئی ہیں اور تم لوگ خود اس کے والد امام عسکری (ع) کی امامت میں شک نہیں کرتے ہو یہاں والد کے حق کو فراموش نہ کرو یعنی اگر اس امام غائب کے والد (امام عسکری (ع) حقِ امامت نہ رکھتے ہوتے تو تمہاری بات صحیح تھی مگر امام عسکری (ع) اور ان کے والد امام ہادی (ع) اور اسی طرح ان کے اجداد کی امامت میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے (کیونکہ امام کا نائب امام ہی ہوتا ہے) جبکہ ہم نے اور تم نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا تو موجودہ امام غائب کا عقیدہ رکھنے میں کیا حرج لازم آتا ہے اور پھر امام زمان (عج) کے وجود اور ان کے غیبت میں رہنے اور پھر غیبت سے ظاہر ہونے کی علامات سے بھرپور روایات ہیں جو متواتر ہیں اگر اس کے باوجود تم اپنے اس باطل نظریہ سے باز نہ آئے تو کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں پہلے سے خبر دیدی ہے: (وَاِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِاَهوَائِهِمْ بِغَيْرِعِلْمٍ) (سورۂ انعام آیہ ۱۱۹)

یعنی: بیشک بہت سے لوگ لاعلمی میں اپنی خواہشات نفسانی کے سبب گمراہ ہوگئے۔

اور یہ جو تم نے امامیہ کو ''لا بدیۃ'' کے لقب سے نوازا ہے یہ پہلے تو تم اپنے لئے رکھو کیونکہ تم خود اور تمہارے ساتھی اس بات کے قائل ہیں کہ ''لابدمن تجب بہ حجہ اللہ'' یعنی جس کی اطاعت واجب ہے اس کا موجود ہونا ضروری ہے تو جس لفظ کے ذریعہ سے تم دوسروں پر عیب لگانا چاہ رہے تھے وہ خود تمہارے اوپر صادق آرہا ہے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ''لابدیۃ'' کا مذہب تمہارے لئے تو صحیح ہو اور دوسروں کے لئے صحیح نہیں ہو، اور اگر تم یہ پوچھوگے کہ آیا ان کی ولادت بھی مخفی طور پر ہوئی؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ہاں ان کی ولادت بھی موسیٰؑ کی طرح مخفی ہوئی ہے جیسا کہ امام رضا(ع) سے روایت ہے "بابی وامی شبیھی وسمی جدی وشبیہ موسیٰ بن عمران" یعنی میرے ماں باپ اس پر فدا ہوں وہ میرا شبیہ اور میرے جد رسول اللہ (ص) کے ہمنام اور موسیٰؑ بن عمرانؑ کے شبیہ ہے اور پھر ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا شیعوں کی طرف سے ان کے امامِ غائب کے بارے میں روایات ہیں یا نہیں اگر تم نفی میں جواب دوگے تو ہم وہ روایات ہی تمہیں لاکر دکھا دیں گے اور اگر کہوگے کہ ہاں تو پھر ہم تم سے پوچھیں گے کہ جب لوگوں کا امام غائب ہوگا تو کس طرح لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہوگی؟ اگر تم کہوگے کہ اس امام کا کوئی قائم مقام ہوگا تو ہم وہی جواب دیں گے کہ امام کا قائم مقام امام ہی ہو سکتا ہے اور اگر امام اپنے بعد میں آنے والے امام کی امامت پر دلیل و حجت پیش کرے تو ہمیں بھی چاہئیے کہ اس دلیل و حجت کو مانیں۔

منجملہ ان دلائل میں سے جو جعفرِ کذاب کے جھوٹے ادعاء امامت کو باطل قرار دیتے ہیں ایک یہ ہے کہ انھوں نے ''فارش بن حاتم'' کو اپنا دوست بنایا ہوا تھا اور اسے پاک جانتے تھے جبکہ ان کے والد اس سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے یہ بات تو اپنے اور غیر سب کو معلوم تھی دوسری دلیل یہ ہے کہ انھوں نے وقت کے ظالم خلیفہ سے مدد مانگی تھی تاکہ امام حسن عسکری (ع) کی میراث حضرت کی والدۂ گرامی سے نکلوا سکیں جبکہ یہ میراث کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ ماں کی موجودگی میں میراث بھائی کو نہیں مل سکتی ہے، تیسری دلیل یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی محمد کے بعد امام ہوں، کاش وہ یہ ادعا کرنے سے پہلے سوچ لیتے کہ کون سے ان کے بھائی محمد امام تھے جو ان کے نائب قرار پائے کیونکہ ان کے بھائی محمد کا تو امام ہادی (ع) کی حیات ہی میں انتقال ہو گیا تھا تعجب ہے کہ محمد نے اپنے بعد کے لئے اپنے بھائی جعفر کو امام بنایا ہو؟ جبکہ ان کے والد امام ہادی (ع) ابھی زندہ تھے جو امام وقت اور حجت اللہ تعالیٰ تھے اور اب تک کون سے امام کی امامت کے بارے میں اس طرح کا مسئلہ پیش آیا ہو کہ ہم اس مورد کو مان لیں؟ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں سرفراز اور دشمن کو رُسوا کیا۔

اور ابن بشّار کا یہ اعتراض کہ امامیہ والے عقیدۂ غیبت یعنی عدم محض کے قائل ہیں تو ہم اس کے اس اعتراض کا جواب اس طرح سے دیتے ہیں کہ غیبت عدم کو نہیں کہتے ہیں بلکہ غیبت کے معنی یہ ہیں کہ شخص پہلے لوگوں کے درمیان ہو اور پھر غائب ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے دوستوں سے غائب نہ ہوں دشمنوں اور نادان دوستوں سے غائب ہوں اس کے دوست اس کے امر و نہی پر عمل کرتے ہوں لہٰذا جس طرح سے کچھ عرصہ کے لئے پیغمبر (ص) کا لوگوں کی

نظروں سے غائب ہوجانے سے ان کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آسکتا تو اسی طرح امام زمان (عج) کے پردۂ غیبت میں رہنے سے ان کی امامت پر کوئی حرف نہیں آسکتا ہے رہا مخالفین کا مسئلہ توجب پیغمبرِ اسلام (ص) جیسی شخصیت کے اہل کتاب، کفار، مجوس زندیق ودہری جیسے دشمن تھے اور یہ سب آنحضرت (ص) کا کچھ بگاڑ نہ سکے تو امام زمان (عج) کے مخالفین بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ امام زمان (عج) (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلَ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهوقاً) کا مصداق کامل ہیں۔

معتزلہ مذہب والوں کے سوال اور ان کے جواب

۱۔ اگر ہم سے معتزلہ مذہب والے یوں سوال کریں کہ جب امام زمان (عج) ظہور فرمائیں گے تو ہم کس طرح سے پہچانیں گے کہ یہ وہی محمد بن حسن بن علی علیہم السلام ہی ہیں؟ تو ہم ان کو دو جواب دیں گے ایک تو یہ کہ غیبت امام میں ہمارے لئے جن کے اقوال حجت ہیں وہی انہیں ہمارے سامنے پہچنوائیں گے دوسرا جواب یہ کہ خود حضرت اپنی امامت پر معجزہ پیش کریں گے جس سے سب کو یقین آجائے گا۔

۲۔ پھر معتزلہ مذہب والے اگر ہم سے یوں سوال کریں کہ کیوں حضرت علی ابن ابی طالب (ع) نے شوریٰ والے دن معجزہ دکھا کر اپنے حق کا دفاع نہ کیا؟ تو ہم جواب دیتے ہیں کہ پیغمبر اسلام (ص) ہوں یا آئمہ علیہم السلام دلائل اور براہین کو اوامر الٰہی کے تحت جہاں مصلحت ہوتی ہے

پیش کرتے ہیں جب حضرت علی (ع) کے بارے میں بارہا پیغمبر (ص) کی زبانی ان کی امامت کی تصریح ہو چکی تھی آپکی خلافت وامامت بعداز پیغمبر (ص) ثابت ہو چکی تھی تو اس وقت کسی معجزہ کی ضرورت ہی نہیں تھی بلکہ ممکن تھا اگر اللہ تعالیٰ اس وقت ان کے ذریعہ کوئی معجزہ دکھادیتا تو اکثر لوگ کافر ہو جاتے اور ان کو بھی ساحر و جادو گر کہہ دیتے۔

۳۔ معتزلہ: تو پھر آپ لوگ کس طرح سے کہتے ہیں کہ امام زمان (عج) ظہور کے وقت معجزہ دکھا کر اپنی امامت کو ثابت کریں گے کیا مذکورہ احتمال اس وقت کے بارے میں نہیں دیا جاسکتا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ ہم نے کب کہا کہ اس وقت امام زمان (عج) کے لئے معجزہ دکھانا ضروری ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اس وقت معجزہ دکھا سکتے ہیں اور پھر وہ خود اس وقت کی مصلحت کو ہم سب سے زیادہ جانتے ہوں گے اور پھر ہر وقت ہر شخص کے لئے معجزے نہیں دکھائے جاتے ہیں جس طرح پیغمبر اسلام (ص) سے اکثر لوگ معجزات طلب کرتے تھے مگر آپ (ص) بحکم پروردگار جہاں مصلحت سمجھتے تھے صرف وہاں معجزہ دکھایا کرتے تھے۔

امام غایب کے وجود پر چند دلائل

پہلی دلیل: سب سے پہلے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) کے وجود مبارک اور ان کی امامت پر دلیل آپ کے اجداد اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اقوال زرین ہیں کیونکہ مسئلہ امامت تنہا عقلی مسئلہ نہیں ہے بلکہ شرعی ضرورت بھی ہے جس کو عقل کے علاوہ کتاب وسنت سے بھی ثابت ہونا چاہئیے قرآن نے ہمیں حکم دیا (فَاِنْ تَنٰازَعْتُمْ فی شَیْءٍ (یَعْنی فی الشَّرعیّاتِ) فَرُدُّوهُ اِلَی اللهِ وَ (اِلَی) الرَّسُولِ) (سورۂ نساء آیہ ۵۹)

یعنی اگر تم لوگ کسی شرعی مسئلہ میں تنازع کرو تو اللہ تعالیٰ ورسول کی طرف رجوع کرو۔

اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا: "اِنّی تارِک فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتابَ اللهِ وَعِتْرَتی أهلَ بَیْتی، وَهمَاالخَلِیفَتانِ مِنْ بَعْدِی وَاِنَّهمَالَنْ یَفْتَرِقا حَتّیٰ یَرِدَعَلَیَّ الحُوْضَ" یعنی تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب اللہ تعالیٰ اور دوسری اپنی عترت یہ دونوں میرے خلیفہ وجانشین ہیں میرے بعد اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں، اس حدیث ثقلین کو تمام اسلامی فرقوں نے تسلیم کیا ہے، لہٰذا جب تک کتاب اللہ تعالیٰ باقی ہے عترتِ پیغمبر میں سے بھی کسی کا ہونا ضروری ہے جو اس کتاب کی تاویل وتنزیل کو اسی طرح بیان کرسکیں جس طرح پیغمبر (ص) بیان کیا کرتے تھے اور اس کا یہ علم اجتہادی واستنباطی بھی نہ ہو بلکہ مراد اللہ تعالیٰ وندی کو اس طرح سے بیان کرسکے کہ اس کا قول حجت الٰہی ہو لوگوں پر جس

طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ سے ارشاد فرمایا: قُلْ هذِهِ سَبِيلِي اَدْعُواِلَى اللهِ عَلَى بَصِيرَةٍاَنَاوَمَنِ اتَّبَعَنِي) (سورۂ یوسف آیہ ۱۰۸)

یعنی: کہدو کہ یہ میری روِش ہے میں اور میری اِتباع کرنے والے اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلانے والے ہیں، لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ عترت پیغمبر (ص) سے آنحضرتؐ کے ایسے خلیفہ وجانشین کا عقیدہ رکھیں جو قرآن کی تاویل وتنزیل کو ہمارے لئے اسی طرح بیان کرے جس طرح پیغمبر (ص) اپنے زمانے میں بیان کیا کرتے تھے ایسا شخص سوائے امام معصوم کے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔

دوسری دلیل: علماء امامیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: (اِنَّ اللهَ اصْطَفىٰ آدَمَ وَنُوحًاوَآلَ اِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ(٣٣)ذُرِّيَّةًبَعْضُها مِنْ بَعْض(٣٤) (سورۂ آل عمران آیہ ۳۳۔۳۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدمؑ ونوحؑ اور آل ابراہیمؑ وآل عمرانؑ کو کائنات والوں پر چن لیا ہے ان میں بعض کی نسل بعض دیگر سے ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک گروہ ان افراد کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے جو کہ انبیاء واوصیاء کا طبقہ ہے اور دوسرے گروہ کو حکم دیا کہ پہلے والے گروہ کی پیروی کرو لہٰذا جب تک کائنات باقی ہے یہ دونوں گروہ پائے جائیں گے اور پھر نص قرآن کے تحت ہدایت کرنے والا طبقہ آلِ ابراہیمؑ سے ہوگا کیونکہ (ذُرِّيَّةً بَعْضُهامِنْ بَعْض) ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ (ص) اور حضرت علی، امام حسن، امام حسین علیہم السلام سب

کے سب آل ابراہیمؑ کے چنُے ہوئے افراد ہیں لہٰذا ان کے بعد بھی قیامت تک ایسے ہی افراد ہونے چاہئیے ہیں جو ان کی نسل سے ہوں کیونکہ (ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُها مِنْ بَعْض) یا ممکن ہے کہ وہ ایک ہی بطن سے ہوں جیسے امام حسن وامام حسین علیہما السلام کی مثال ہے اور ممکن ہے کہ مختلف بطنوں سے ہوں جیسے امام حسین (ع) کے بعد کا سلسلہ امامت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیہ کریمہ بھی حدیث ثقلین کی تصدیق کر رہی ہے۔

تیسری دلیل: ہم پر اور ہر اس عاقل انسان پر ضروری ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ورسول اور گذشتہ پیغمبروں پر اعتقاد رکھتا ہے گذشتہ امتوں کے بارے میں تحقیق کریں ان کے حالات کے بارے میں غور وفکر کریں تو اس بات کو جان جائیں گے کہ گذشتہ اُمتیں اپنے اپنے زمانے کے نبی اور ان کے پاس آئی ہوئی آسمانی کتابوں کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہوئی ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: (قَدْ جَائَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنْ الْكِتَابِ وَيَعْفُوعَنْ كَثِيرٍ) (سورۂ مائدہ آیہ ۱۵)

یعنی بیشک تم لوگوں کی طرف ہمارا رسول آیا جس نے بہت سی ان چیزوں کو تمہارے لئے بیان کیا جو تم لوگ کتاب سے چھپایا کرتے تھے اور بہت سی چیزوں سے اس نے در گزر بھی کیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کے بارے میں ارشاد فرمایا: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْف اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا) (سورۂ مریم آیہ ۵۹)

یعنی ان کے بعد دوسرے لوگ آئے جنہوں نے نماز کو ضایع کیااور اپنی خواہشات کی پیروی کی عنقریب وہ اپنی گمراہی کے انجام کو پہنچیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس اُمتِ پیغمبر (ص) کو مخاطب کرکے ارشادفرمایا: وَلاَیَکُونُواکَالَّذِینَ اُوتُواالْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهمْ) (سورہ حدید آیہ ١٦)

یعنی وہ لوگ بھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے آسمانی کتاب بھی دی گئی اور ان کو طویل مدت دی گئی پھر ان کے قلوب سخت ہوگئے، روایت میں ہے "أَنَّهُ یَأْتی عَلَی النّاسِ زَمَان لایَبْقیٰ فِیهِمْ مِنَ الِاسْلامِ اِلاَّاسْمُهُ،وَمِنَ القُرْآنِ اِلَّارَسْمُهُ" یعنی: بیشک لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہ جائے گی۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ارشاد ہے "اِنَّ الِاسْلامَ بَدأَغَریباًوَسَیَعُودُغَریباً، فَطُوبیٰ لِلْغُرَباءِ" یعنی اسلام کا غربت کے ساتھ آغاز ہوا اور عنقریب اسلام دوبارہ غریب ہو جائے گا پس نیک بشارت ہو غریبوں کو، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں نبیوں کو بھیجا تاکہ احکام الٰہی زندہ ہوتے رہیں جن کو گزرِ زمان کے ساتھ ساتھ لوگ بھلاتے جاتے تھے، دلائل عقلی بھی اس مطلب پر دلالت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلۂ نبوت پیغمبر اسلام (ص) تک پہنچا اور خود پیغمبر (ص) نے فرمایا کہ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میں اس اُمت کو بھی ایسا پارہا ہوں کہ باطل کو حق پر اور گمراہی کو ہدایت پر اہمیت دی جارہی ہے لہٰذا پیغمبر (ص) کے بعد خلافت اور وصایت کا سلسلہ شروع ہوا اُمت کی ہدایت کے لئے اور ہم یعنی امامیہ

والےاورزیدیہ ومعتزلہ اوراکثر دیگر مسلمان اسی بات کے قائل ہیں کہ امام کاعادل اورظاہر الصلاح ہونا ضروری ہےورنہ اتحاد بین المسلمین کاخاتمہ اورمال مسلمین غارت ہو جائےگااورظالم وستمگرلوگوں کی حاکمیت چھاجائےگی جس کے نتیجے میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے دوری اختیار کرنے لگیں گے۔

لہٰذاجب ہم روایاتِ پیغمبر(ص)میں زیادہ غوروفکر کرتے ہیں توملاحظہ کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایاکہ''ہماراآخری قائمِ آلِ محمدجب ظہور کرےگاتوظلم وجورسے بھری ہوئی زمین کوعدل وانصاف سے بھردےگا،عنقریب ہم اس سلسلہ میں پیغمبراکرم(ص)اور آئمہ علیہم السلام کی احادیث کوبھی پیش کریں گےجوبارہویں امام کی امامت اوران کے ظہورسے پہلے ہونے والے حوادث کے بارے میں ہیں۔

فرقۂ زیدیہ کے اعتراضات اوران کے جواب

پہلااعتراض:فرقہ زیدیہ والےکہتے ہیں کیوں آپ لوگ امام جعفرصادق(علیہ السلام)کے بیٹےاسماعیل کی امامت کوتسلیم نہیں کرتے ہیں اوراسماعیلی مذہب والوں کی ردمیں آپ کے پاس کیادلیل ہےجو''اسماعیل''کوامام مانتے ہیں؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ اولاً:اسماعیل کاامام جعفرصادق(علیہ السلام)کی زندگی میں ہی انتقال ہوگیاتھاثانیاً:وہ روایات جوبارہ اماموں کی امامت کے سلسلہ میں نقل ہوئی ہیں کسی میں

بھی''اسماعیل''فرزندامام جعفرصادق(ع)کی امامت کاذکرنہیں ہےبلکہ امام موسیٰ کاظم (ع)کی امامت کاذکرہےثالثاً:عبیدبن زرارہ نقل کرتے ہیں کہ میں نےایک مرتبہ امام جعفرصادق(ع)سےآپ کےبیٹےاسماعیل کےبارےمیں پوچھاتوآپ نےفرمایا:''اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں میری کوئی بھی شباہت نہیں ہےاور نہ میں اپنےاجدادمیں سے کسی کی کوئی نشانی اس میں پاتاہوں۔

دوسرااعتراض:زیدیہ والوں کاایک اعتراض یہ ہےکہ اگربارہ اماموں کی امامت والی روایات صحیح ہوتیں تولوگ امام جعفرصادق(ع)کی وفات کےبعدامامت کےمسئلہ میں شک وتردد کاشکارنہ ہوتےکہ ایک گروہ موسیٰ بن صادق علیہماالسلام کواوردوسراگروہ اسماعیل بن صادقؑ کوامام مانتاللہذاجس نےجس کوزیادہ اہل پایااس نےاس کوامام مان لیااور زرارہ بن اعین کےمرتےوقت ان کےسینہ پرقرآن تھااوریہ کہتےہوئےانھوں نےجان دی کہ اللہ تعالیٰ یامیں امام جعفرصادق(ع)کےبعداس شخص کی امامت کومانتاہوں جس کی امامت کویہ قرآن ثابت کرے؟ہم ان لوگوں کوجواب دیتےہیں کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں کیونکہ ہم اس بات کےمُدعی نہیں ہیں اس دورمیں بھی لوگ بارہ اماموں کو جانتےتھےبلکہ ہم یہ کہتےہیں کہ رسول اللہ(ص)نےخبردی ہےکہ ان کےبعد بارہ امام ہوں گےلہٰذاممکن ہےکہ ایک یادویا کئی شیعوں تک یہ حدیث نہ پہنچی ہواوریہ جوآپ لوگوں نےزرارہ بن اعین کےبارےمیں ذکرکیاتوان کےبارےمیں تویہ ہےکہ انھوں نےامام جعفرصادق(ع)کےپاس کسی کو بھیجاکہ وہ امام صادق(ع)کےبعدوالےامام کےبارےمیں تحقیق کرکےآئےاس شخص کےواپس لوٹنےسے

پہلے جب ان کا انتقال ہوا تو انھوں نے موت سے پہلے سینہ پر قرآن رکھ کر یہ بات کہی تھی جو آپ نے ذکر کی اگرچہ زرارہ پہلے سے امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام کی امامت کے قائل تھے صرف لوگوں کے لئے ثابت کرنے کے لئے انھوں نے اپنے بیٹے ''عبید'' کو امام صادق (ع) کے پاس بھیجا تھا تاکہ امام صادق (ع) سے یہ سوال کرے کہ کیا آپ کے بعد موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کا ہم اظہار کر سکتے ہیں یا ان کی امامت کو چھپاتے ہوئے تقیہ کی زندگی بسر کریں۔

ابراہیم بن محمد ہمدانی کہتے ہیں میں نے امام رضا (علیہ السلام) سے سوال کیا یابن رسول اللہ: ذرا مجھے زرارہ کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ آپ کے والد امام موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کے قائل تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' میں نے کہا تو پھر کیوں انھوں نے اپنی رحلت کے وقت اپنے بیٹے عبید کو امام صادق (ع) کے پاس بھیجا اور کیوں یہ پچھوایا کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا؟ امام رضا (ع) نے جواب دیا: زرارہ میرے والد کی امامت کا قائل تھا اور میرے والد کی امامت پر جو نص ان کے والد امام صادق (ع) کی طرف سے تھی اس کو بھی وہ جانتا تھا صرف اس نے اپنے بیٹے کو اس لئے بھیجا تھا کہ امام صادق (ع) سے اجازت طلب کرے کہ کیا آپ کے بعد امام کاظم (ع) کی امامت کو ظاہر کرنا صحیح ہے یا ہم ان کی امامت پوشیدہ رکھ کر تقیہ کی زندگی گذاریں؟ اور کیوں کہ اس کے بیٹے کو لوٹنے میں دیر ہوئی تو لوگوں نے آکر اس سے اصرار کیا کہ وہ میرے بابا کی امامت کے بارے میں کوئی بات کہتے تو اس نے نہ چاہا بغیر امام صادق (ع) کے حکم کے کوئی بات کہے لہٰذا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ یا میرا امام جعفر بن محمد علیہما السلام کی اولاد میں سے وہ ہے جس کی امامت کو یہ قرآن ثابت کرے۔

فضل بن عبد الملک امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: چار افراد تمام خلائق میں میرے نزدیک محبوب ترین افراد ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ، ا۔ برید عجلی ۲۔ زرارہ بن اعین ۳۔ محمد بن مسلم ۴۔ احول یعنی محمد بن النعمان البجلی جن کو مؤمن الطاق بھی کہتے تھے، تو اگر زرارہ امام جعفر صادق (ع) کے بعد امام کاظم (ع) کی امامت کے قائل نہ ہوتے تو کیوں آپ ان کو ان چار افراد میں سے قرار دیتے؟

تیسرا اعتراض: زیدیہ کہتے ہیں امامیہ والوں کے درمیان بھی اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں حسن بن علی علیہما السلام کی وفات کے وقت ان کے فرزند سات سال کے تھے بعض کہتے ہیں بالکل شیر خوار تھے تو اتنا کم سن بچہ کیسے امام ہو سکتا ہے اور کس طرح دشمنوں سے مقابلہ کر سکتا ہے؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کیا بھلا دیا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کی داستان میں ہے کہ انھوں نے گہوارہ میں لوگوں سے یوں سے خطاب کیا: اِنِّی عَبْدُاللهِ آتَانِی الْکِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا(۳۰)وَجَعَلَنِی مُبَارَکًااَیْنَ مَاکُنتُ) (سورۂ مریم آیۂ ۳۰۔۳۱) یعنی: بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی اور اسی نے مجھے نبی بنایا اور میں جہاں بھی رہوں مجھے مبارک قرار دیا ہے، تو آپ لوگ ذرا بتائیں کہ بنی اسرائیل والے ان پر ایمان لائے یا نہیں؟ اور اس وقت بنی اسرائیل والے دشمن کے مقابل میں عیسیٰ کو کیا کرتے تھے؟ اسی طرح کی داستان حضرت یحییٰ (ع) کے بارے میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے بچپنے میں ہی انہیں بھی نبوت عطا کی ہے لہٰذا اگر آپ لوگ ان باتوں کا انکار کرتے ہیں تو گویا آپ نے کتابِ الٰہی کا انکار کیا۔

چوتھا اعتراض: یہ ہے کہ آپ لوگوں کے اس بارہویں امام کے نسب کے بارے میں لوگوں نے شک کیا ہے کہ آیا وہ حسن بن علی علیہما السلام کے فرزند بھی تھے یا نہیں؟

ہم انھیں جواب دیتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے بھی حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں شک کیا تھا اور مادرِ عیسیٰ مریم (علیہا السلام) سے آکر کہا (لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا) (سورہ مریم آیہ ۲۷)

یعنی تم نے بڑا عجیب کام کیا ہے مگر حضرت عیسیٰؑ گویا ہوئے اور اپنی ماں کی پاک دامنی کو بیان کیا اور فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی قرار دیا ہے'' تو اہل علم و فکر جان گئے کہ اللہ تعالیٰ ہر گز ایسے افراد کو اپنی رسالت کے لئے انتخاب نہیں کرتا ہے جن کا نسب صحیح نہ ہو، اسی طرح جب ہمارے بارہویں امام ظہور فرمائیں گے تو ایسے دلائل و براہین پیش کریں گے کہ لوگ جان لیں گے کہ یہی فرزند حسن بن علی علیہما السلام ہیں، پھر اگر ہم سے کوئی کہے کہ امام حسن عسکری (ع) کے بعد ان کے بھائی جعفر اور ان کی والدہ کے درمیان میراث کے جھگڑے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھا کیونکہ بیٹا ہونے کی صورت میں میراث اسی کو ملتی ہے؟ تو ہم جواب دیں گے کہ آئمہ (ع) کے مسئلہ میں بعض اوقات عادت کے برخلاف بھی تدبیر اللہ تعالیٰ قرار پاتی ہے جس طرح حضرت عیسیٰ (ع) کا مسئلہ عادت کے برخلاف تھا، ثانیاً امام زمان (عج) کی مثال موسیٰؑ کی سی ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے مادرِ موسیٰؑ کو وحی کی (فَاِذَاخِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي اِنَّارَادُّوهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنْ الْمُرْسَلِينَ) (سورۂ قصص آیہ ۷) یعنی جب بھی تم موسیٰ کے بارے میں خوف محسوس کروتواس کو دریامیں ڈالدواور خوفزدہ ومحزون نہ ہو بیشک ہم اسے تمہاری طرف پلٹادیں گےاوراس کو پیغمبر قرار دیں گے'' پھراگرہم سے کوئی کہے کہ اس وقت موسیٰؑ حجتِ الٰہی نہیں کہلائے مگرآپ لوگ اسی وقت سے اپنےامام کو حجتِ الٰہی کہتے ہیں لہٰذاانہیں نظرآناچاہیئےتوہم اُنہیں جواب دیں گےکہ حضرت یوسف(ع) کی غیبت سے بڑھکر تعجب آورواقعہ توہونہیں سکتاہےکہ حضرت یوسفؑ کے بارے میں ان کے والدیعقوبؑ کو معلوم نہیں تھاکہ کہاں ہیں تو یہ مصلحتِ اِلٰہی تھی کہ وہ اس غیب سے بے خبر رہیں وہ برادرانِ یوسف تھےجویوسف کے پاس پہنچےتو یوسف انہیں پہچان گئےبرادران یوسف اُنہیں نہیں پہچان سکے۔

پھرجب ہم لوگ امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی طویل عمرکواصحابِ کہف کی عمرسے شباہت دیتے ہیں توہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ اس واقعہ پرتودلیل ہےکہ وہ واقعہ توہواہےمگرآپ لوگوں کی اس بات پرکیادلیل ہے؟توہم انہیں جواب دیتے ہیں کہ ہماری یہ بات نہ یہ کہ محال نہیں ہےبلکہ ممکن ہےاوراس پردلیل یہ ہےکہ ہمیشہ قرآن کےساتھ ساتھ عترت پیغمبر(ص) میں سے کوئی ہوناچاہیئےجوہمارےلئےحلال وحرام، محکم ومتشابہ کی پہچان کرواسکے،دوسری دلیل وہ روایات پیغمبر(ص) ہیں جوہم نےاس کتاب میں ذکرکیں ہیں،اگرکوئی ہم سے کہے کہ

کس طرح تمسّک کیا جا سکتا ہے جبکہ ہمیں ان کی جگہ کے بارے میں نہیں معلوم اور نہ کوئی ان تک پہنچ سکتا ہے؟ تو ہم ان کو جواب دیں گے کہ ان کے وجود اور ان کی امامت کا اقرار کرنا ان سے تمسک اختیار کرنے کے لئے کافی ہے اور جو صدقِ دل سے ان کی زیارت کا مشتاق ہوتا ہے تو وہ خود اس کی ملاقات کو پہنچتے ہیں۔

بعض زیدیہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ واقفیہ والے اور دوسرے حق رکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کے بارے میں وہ باتیں کہیں جو عیسائیوں کے بارے میں کہیں گئیں کیونکہ آپ لوگ اپنے امام کو حضرت عیسیٰؑ سے شباہت دیتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں ارشاد فرمایا: (وَمَاقَتَلُوهُ وَمَاصَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهمْ) (سورۂ نساء آیہ ۱۵۷) یعنی انھوں نے نہ عیسیٰؑ کو قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا لیکن یہ امر ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا تھا، مگر عیسائی قوم اپنے مشاہدہ کے تحت قائل ہے کہ عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکا کر قتل کر دیا گیا ہے لہٰذا اسی طرح کا مسئلہ آپ لوگوں کے گیارہ اماموں کی شہادت اور بارہویں کی غیبت کا ہے، تو ہم اُنہیں جواب دیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہمارے آئمہ علیہم السلام کا مسئلہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا سا نہیں ہے کیونکہ یہودی عیسیٰؑ کے قتل کے مُدعی تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جُھٹلایا کہ وہ قتل نہیں کئے گئے اور نہ صلیب پر لٹکائے گئے بلکہ ان کے لئے یہ مسئلہ مشتبہ ہوا ہے ہمارے آئمہ علیہم السلام کے بارے میں اس طرح کی کوئی بات قرآن میں ذکر نہیں ہوئی (کہ وہ مرے نہیں ہیں اور زندہ ہیں) بلکہ بعض غالی لوگوں نے اسطرح کی بات کہی ہے وگرنہ پیغمبر (ص) نے علیؑ کی شہادت بلکہ

خود حضرت علی(ع) بھی اپنی شہادت کی خبر دے چکے تھے اسی طرح امام حسن(ع) وامام حسین(ع) کی خبر جبرئیل پیغمبر اسلام(ص) آکر سنا چکے تھے اور خود دونوں نے بھی اپنی شہادت کی خبر دی تھی اسی طرح امام عسکری(ع) تک ہر امام نے اپنی شہادت کی خبر دی اور ہر امام اپنے بعد آنے والے امام کے بارے میں خبر دیتا اور گذشتہ امام کی بھی باتیں بتاتا رہا مگر عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے مرنے کی اطلاع دینے والے خود یہودی تھے اور آئمہ علیہم السلام کی دی ہوئی خبروں میں جھوٹ کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ تمام امام معصوم ہیں جبکہ یہودیوں کی گفتار میں جھوٹ کا امکان تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر بیان کر دیا۔

دوسری دلیل: ہم یہ دیتے ہیں کہ آج امام غائب کی مثال پیغمبر اکرم(ص) کے زمانے کی سی ہے جس طرح آنحضرت مکہ میں ہوتے تو مدینہ میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور جب مدینہ میں ہوتے تھے تو مکہ میں حاضر نہیں ہوتے تھے، جب مسافرت میں ہوتے تو شہر میں نہیں ہوتے اور جب شہر میں ہوتے تو مسافرت میں نہیں ہوتے تو جس طرح چاہے پیغمبر(ص) کہیں حاضر ہوں یا نہ ہوں ان کا حجت اللہ تعالیٰ ہونا باقی رہتا تھا ہر جگہ کے لوگوں پر ان کی اطاعت واجب تھی اسی طرح آج امام غائب کی مثال ہے کہ ان کی غیبت کے باوجود سب پر ان کی اطاعت واجب ہے اور وہ سب پر حجت الٰہی ہیں اور اکثر احکامِ اسلام تعبدی ہیں اور امام کی غیبت کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت پر ایمان رکھنے والوں کی قرآن میں تعریف کی ہے قبل اس کے کہ لوگوں کی تعریف ان کی نماز یا انفاق یا آخرت کی تصدیق پر کی جائے جیسا کہ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں ارشاد ہوا: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَمِمَّا

رَزَقْناهُمْ يُنْفِقُونَ(۳) جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو رزق ہمنے اُنہیں دیا ہے اُس میں سے انفاق کرتے ہیں۔

وَالَّذينَ يُؤْمِنُونَ بِماأُنْزِلَ إِلَيْكَ وَماأُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ(٤) جو ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر جسے تمہاری طرف نازل کیا گیا اور اُن پر جو تم سے پہلے والوں پر نازل کی گئیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

أُولئِكَ عَلى هُدىً مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(٥) ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ (سورۂ بقرہ آیہ ۵، ۴، ۳)

عمرو بن ثابت امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا ہے اور نہ پیغمبر (ص) پر وحی نازل ہوتے دیکھا مگر ان پر پیغمبر (ص) کی اطاعت واجب ہے کہ نہ دیکھے ہوئے اللہ تعالیٰ پر بھی اعتقاد رکھیں اور پیغمبر (ص) کی طرف سے بیان شدہ غیبی باتوں کی بھی تصدیق کریں اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر بھی عمل کریں اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ قولِ قرآن نہ ہو: مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّلَدَيْهِ رَقيبٌ عَتيدٌ (۱۸) انسان جو بھی تلفظ کرنا چاہتا ہے تو اُس پر نگہبان فرشتہ اسے لکھنے کے لئے موجود رہتا ہے۔ (سورۂ ق آیہ ۱۸)

دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہوا: (وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ(۱۰) كِرَامًا كَاتِبِينَ(۱۱) يَعْلَمُونَ مَاتَفْعَلُونَ(۱۲) (سورہ انفطار آیہ ۱۰۔۱۱۔۱۲) یعنی: بیشک تمہارے اوپر محافظ مقرر ہیں جو کہ کرام کاتبین ہیں، جو کچھ وہ لوگ انجام دیتے ہیں اسے وہ جانتے ہیں۔

جبکہ ہم نےان فرشتوں کو نہیں دیکھاہے لیکن اگر ہم ان کی تصدیق نہ کریں توہم دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھٹلایا جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں وسوسہ شیطانی سے ہوشیار کرتے ہوئے ارشادفرماتاہے: یَابَنِی آدَمَ لاَیَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ کَمَااَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنْ الْجَنَّةِ) (سورۂ اعراف آیہ ۲۷)

یعنی: اے بنی آدم! شیطان تم لوگوں کو (وسوسہ) میں نہ ڈالے جس طرح تمہارے والدین (آدم وحوا) کووسوسہ کرکے جنت سے نکلوادیا''توہم نے شیطان کو نہیں دیکھاہے مگر ہم پر واجب ہے کہ اس کے وجود پر یقین رکھتے ہوئے اس سے بچتے رہیں، اسی طرح پیغمبرِ اسلام (ص) نے ہمیں قبر کے سوال وجواب کے بارے میں بتایا کہ جب مردہ قبر میں منکر ونکیر کے سوال کے صحیح جواب نہیں دے پاتاہے تواسے عذابِ الٰہی کاایسا گُرز لگاتے ہیں کہ سوائے جن وانس کے تمام ذی روح ان کی چیخ وپکار کو سنتے ہیں مگر ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آرہاہوتا ہے نہ ہمیں کچھ سنائی دے رہاہوتا ہے مگر ہمارے لئے ان سب پر اعتقادرکھناواجب ہے یامثلاً: جوخبر دی گئی کہ "مَنْ زارَأخاهُ فی اللهِ عَزَّوَجَلَّ شَیَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلکٍ یَقُولُونَ أَلاطِبْتَ وَطابَتْ لکَ الجَنَّةُ" یعنی جواللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر برادر مؤمن کی ملاقات کو جائے توستر ہزار ملائکہ اس کے ہمراہ چلتے ہیں اوراس سے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں کہ توکتنانیک انسان ہےاور تجھے بہشت مبارک ہو، جبکہ ہم ان فرشتوں کو نہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اوران کے کلام کو سن نہیں رہے ہوتے ہیں

لہٰذااس روایت اوراسی طرح کی دوسری روایات کوجواسلامی مسلمہ باتوں کے بارے میں ہیں اگران کوہم نہ مانیں تودائرہ اسلام سے ہی نکل جائیں گے۔

مؤلّف کارکن الدولہ کی محفل میں ایک ملحد سے مناظرہ

ملحدین میں سےایک شخص نے بادشاہ سعیدرکن الدولہ کی محفل میں مجھ کومخاطب کرتے ہوئے کہاکہ تمہارےامام پرواجب ہے کہ وہ خروج کریں کیونکہ عنقریب رومی لوگ مسلمانوں پرغلبہ پالیں گے میں نےاس کے جواب میں کہاکہ پیغمبراکرم(ص)کےزمانے میں کفار بھی بہت زیادہ تھے مگرپھر بھی آنحضرت(ص)نے حکم پروردگارکے تحت چالیس سال تک اپنی نبوت کومخفی رکھااس کے بعد تین سال تک بھی جن پرآپ کوپوراعتمادتھا صرف ان کے سامنےاپنی نبوت کوظاہرکیاباقی دوسروں سے پھر بھی مخفی رکھے رہےمگرپھر بھی کفارِقریش نےآپ(ص)کواورتمام بنی ہاشم کوشعب ابوطالب میں تین سال تک قید وبندرکھاتواگرکوئی کہنے والاکہتاہے کہ کیوں محمد(ص)خروج نہیں کررہے جبکہ مشرکین مسلمانوں پرغالب آرہے ہیں تواس وقت بھی ہماراجواب یہی ہوتاکہ رسول اللہ(ص)حکم پروردگارکے تحت شعب ابوطالب میں گئے ہیں اورجب حکم پروردگارہوگاتوظاہرہوں گےلہٰذاکچھ ہی عرصہ بعد پیغمبر(ص)کووحی ہوئی کہ اس صلح نامہ کودیمک کھاگئی ہے صرف اللہ کانام باقی رہ گیاہے۔

ابوطالب نےمکہ آکرقریش کوخبردی اگرچہ قریش والے یہ سمجھے کہ ابوطالبؑ اپنے بھتیجے کوہمارے حوالے کرنےلائے ہیں اسی لئےانھوں نے حضرتِ ابو طالبؑ کاگرم جوشی کے ساتھ استقبال

کیامگرابوطالب نے بیٹھتے ہی کہاکہ اے قریش والوں میں نے آج تک اپنے بھتیجے محمد (ص) سے کوئی جھوٹ نہیں سنااوراس نے مجھے بتایاہے کہ اس کے پروردگارنے اسے وحی کی ہے کہ اس عہد نامہ کو دیمک کھاگئی ہےاور جوکچھ اس میں قطع رحمی کے بارے میں لکھاتھاوہ سب ختم ہوچکاہے صرف اسماءِالٰہی باقی رہ گئے ہیں اب جوانھوں نے جاکر دیکھاتو صحیح نکلایہ دیکھ کر بعض قریش والے ایمان لے آئےاور بعض لوگ اپنے کفرپر باقی رہے، پیغمبر (ص) اور بنی ہاشم مکہ لوٹ آئے،امام زمان عجل اللہ فرجہ کی صورتحال بھی اسی طرح کی ہےجب تک اللہ تعالیٰ ان کواذن ظہور نہیں دےگاوہ ظاہر نہیں ہوں گےاور دوسرا جواب یہ ہے کہ کفارکے خاتمہ کے لئے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھتاہےتواگرکہنے والاکہے کہ پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کومہلت دی ہوئی ہے کیوں اُنھیں نابود نہیں کردیتا؟توہماراجواب یہ ہوگاکہ اولاً: اللہ تعالیٰ وقت کے گزرنے سے نہیں ڈرتاہے تاکہ انھیں جلدی سے سزادےاوران کے کردارکے بارے میں سوال بھی نہ کرےاورثانیاً: ہم اس کے کاموں میں نہیں کہہ سکتے کہ اس نےایساکیوں کیا؟ اور کیوں ایسانہیں کیا؟امام غائب کےظاہر کرنےکامسئلہ بھی اسی طرح کاہےجب وہ مصلحت سمجھےگاتوامام غائب کو اذنِ ظہوردےگاتب امام ظاہرہوں گے، ملحد کہنے لگا میں توجب تک امام کو نہ دیکھوں ان پرایمان نہیں لاؤں گااورجب تک انھیں نہ دیکھوں ان کی حجت مجھ پر تمام نہیں ہوگی، میں نے اسے جواب دیاکہ پھر تواللہ تعالیٰ کے بارے میں کہوکہ اس کی حجت تم پر تمام نہیں ہے کیونکہ تم نے اسے نہیں دیکھاہےاور رسول اللہ (ص) کی حجت بھی تم پر کامل نہیں ہے کیونکہ تم نےان کو نہیں دیکھاپھر میں نے سعید رکن الدولہ کی طرف رُخ کرکے کہاکہ دیکھ لیں اس شیخ

کے کیسے نظریات ہیں توانھوں نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہاکہ تیری اس طرح کی باتیں تیرے عاجز و نادان ہونے کی دلیل ہے جو تجھے ذلیل ورسواء کر چکی ہے۔

ابو سہیل اسماعیل بن علی نو بختی اپنی کتاب ''التنبیہ'' کے آخر میں لکھتے ہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ ہمارے دشمن کہتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کی باتیں نصوصِ پیغمبر (ص) جو آئمہ علیہم السلام کے بارے میں ہیں صحیح ہوتیں تو بلاشک رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد حضرت علی (ع) کو اُنہیں بیان کرنا چاہئیے تھا اور ان کا ادعیٰ کرنا چاہئیے تھا ہم اُنہیں جواب دیتے ہیں کہ کس طرح حضرت علی (ع) ان نصوص کے مدعی ہوتے جبکہ اُنہیں ایسی موقعیت میں قرار دیدیا گیا تھا کہ انہیں خود اپنے ادعا کو ثابت کرنے میں گواہوں کی ضرورت پیش آرہی تھی ،توجب لوگوں نے پیغمبر (ص) کی باتیں جو علی کے بارے میں تھیں انھیں بھلادیا تھا تو ایسے لوگوں سے کس طرح اُمید کی جاتی کہ وہ حضرت علی (ع) کا ادّعیٰ خود ان کے اپنے بارے میں قبول کرتے؟ ثانیا: کیا حضرت علی (ع) کا ابو بکر کی بیعت کرنے سے کراہت کرنا یا دختر پیغمبر (ع) حضرت فاطمہ الزہرا (س) کو راتوں رات دفنانا اور کسی کو بھی ان کے دفن کی جگہ کا نہ بتانا خود اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خلفاء کے کاموں سے ناراض تھے؟

اگر کوئی سوال کرے کہ پھر کیوں علی نے عثمان کے بعد خلافت کو قبول کیا تو ہم جواب دیں گے وہ ان کا حق تھا جو دیر سے ان کو دیا گیا لہٰذا انھوں نے بھی اسے قبول کیا، اس کام میں حضرت علی پیغمبر (ع) کی مانند تھے جس طرح آپؐ نے اپنے اطراف میں منافقین اور مؤلّفۃ قلوب کو قبول کیا ہوا تھا۔

امام کی امامت پر سب سے بہتر یں دلیل وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کا معجزہ قرار دیا کہ گذشہ انبیاء کی داستانوں کو قرآن میں بیان کیا اور علوم تورات وانجیل وزبور کو بیان کیا بجائے اس کے کہ کسی سے انھوں نے تعلیم حاصل کی ہو یا کسی نصرانی یا یہودی سے ملاقات کی ہو اسی طرح ہر امام یکی بعد دیگری آتے گئے اور بجائے اس کے کہ وہ کسی سے تعلیم حاصل کریں توراۃ، انجیل، زبور، قرآن کے ذریعہ لوگوں کے سوالوں کے جواب دیتے اور ان کے مسائل حل کرتے، اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے پوشیدہ طور پر انھوں نے علوم حاصل کئے ہوں؟ تو ہم یہ جواب دیں گے کہ جو علوم انھوں نے ایجاد کئے اس دور میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا ان علوم کا عالم نہیں تھا، اگر ہم سے کوئی یہ کہے کہ آپ لوگ امام حسن عسکری (ع) کے فرزند کے وجود اور ظہور کے کس طرح قائل ہیں کیا آپ لوگوں نے خود انھیں دیکھا ہے یا ایسی جماعت کی متواتر روایات آپ کے پاس موجود ہیں جنہوں نے ان کو دیکھا ہو؟ تو ہم انہیں جواب دیں گے کہ تمام اُمور دینی دلائل سے ثابت ہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کو بھی دلائل کے ذریعہ پہچانا ہے جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہے کہ کسی نے اسے دیکھ کر ہمارے لئے نقل کیا ہے اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) کو استدلال کے ذریعہ سے ہم نے پہچانا اسی طرح پیغمبر (ص) کے بعد آئمہ طاہرین علیہم السلام جو کتاب وسنت کے عالم ہیں ان کی معرفت حاصل کی اور یہ جانا کہ امام حسن عسکری (ع) جو معصوم ابن معصوم تھے ان کا جانشین بھی امام معصوم ہی ہونا چاہئیے اور پھر اس امام معصوم کے سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ کی آخری حجت ہے اس سلسلے کی کچھ روایات ہم پہلے پیش کر چکے ہیں مزید مفصل آئندہ ذکر کریں گے لہٰذا ہم نے اس کتاب کا آغاز غیبت انبیاء سے کر کے غیبت امام

زمان (عج) پر اختتام کیا ہے اور آپ کے وجود اور غیبت اور پھر ظہور و علائم ظہور کے سلسلہ میں جو روایاتِ پیغمبر اسلام (ص) اور آئمہ طاہرین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں پیش کریں گے اور ان لوگوں کے واقعات بھی جنہوں نے علاماتِ امام زمان (عج) کا مشاہدہ کیا اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے تحریر کریں گے۔"والله الموفق للصواب وهوخير مستعان"

شیخ صدوق (ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین قمی)

علائم ظہور کے بارے میں

اگرچہ آپ کے ظہور کی بہت سی علامات ذکر کی گئی ہیں مگر ہم اختصاراً یہاں پر چند علامات کو ذکر کر رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔سفیانی کا آنا، ۲۔سید حسنی کا قتل، ۳۔ماہ رمضان کے وسط میں چاند گرہن ہونا، ۴۔زمین کا کھلنا اور گناہگاروں کا دھنسنا ۵۔مشرق و مغرب میں زمین کا بیٹھنا ۶۔مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، ۷۔درمیانی دن میں سورج کا وسط آسمان پر رُک جانا، ۸۔کوفہ کے دروازے کے پیچھے نفس زکیہ اور ان کے ساتھ ستر نیک لوگوں کا قتل ہونا، ۹۔ایک بنی ہاشم کا رکن و مقام کے درمیان سر قلم کر دیا جانا، ۱۰۔خراسان کی طرف سے سیاہ پرچموں کا آنا ۱۱۔مغربی شخص کا ظاہر ہونا اور شام پر قابض ہونا ۱۲۔مشرق میں تین سے سات دن تک آگ کا روشن رہنا ۱۳۔اُمت عرب کا قیام کرنا ۱۴۔مصر کے رہبر کا لوگوں کے ہاتھ قتل ہونا ۱۵۔۶۰ جھوٹے پیغمبروں کا آنا ۱۶۔بارہ جھوٹے اماموں کا آنا ۱۷۔دن کے آغاز میں سیاہ بادل کا چلنا ۱۸۔پوری زمین کا لرزہ کی زد میں آنا ۱۹۔۲۴ دن تک پے در پے بارشوں کا ہونا اور زمین کا سبزہ سے زندہ ہونا ۱۹۔تمام عراق میں خوف و ہراس کا پھیل جانا ۲۰۔زراعت میں کمی کا واقع ہونا ۲۱۔سورج میں چہرہ اور سینہ کا نمایا ہونا (بحار ج ۲۲ ص ۲۵۰، ارشاد القلوب صدوق ص ۳۵۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب : غیبتِ انبیاء کے بارے میں :

ا۔ حضرت ادریسؑ پیغمبر کی غیبت:

جیساکہ مشہور ہے غیبتوں کاآغاز حضرتِ اِدریسؑ کی غیبت سے ہوااان کی غیبت میں ان کے پیروکاروں پر ایساوقت آ پہنچاتھاکہ روزمرّہ کاآذوقہ مہیا کرنااان کے لئے دشوار ہوگیاتھااور وقت کے ظالم بادشاہ نے کچھ لوگوں کو قتل اور باقی لوگوں کو فقیراورہراساں کرکے رکھاہوا تھاتب حضرت ادریسؑ نے ظہورکیااوراپنے پیروکاروں کواپنی نسل سے آنے والے قائم یعنی حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری سنائی پھراللہ تعالیٰ نے ادریسؑ کواپنی طرف بلوالیا،اس طرح عرصہ درازتک ان کے پیروکار حضرت نوحؑ کے قیام کرنے کاانتظار کرتے رہے وقت کے ظالموں کی سخت سے سخت ترین سزاؤں کو تحمل کرتے رہے۔

ابراہیم بن ابی البلادا پنےوالدسےاوروہ امام محمد باقر(ع) سے نقل کرتے ہیں کہ''حضرت ادریسؑ کی نبوت کاآغازاس وقت ہواجب ایک ظالم وجابر بادشاہ حکومت کررہاتھاایک دن وہ اپنے مرکب پرسوارہوکرسیر وتفریح کے لئے گیاراستےمیں اس نےایک سرسبززمین کو دیکھاجوایک بندہ مومن کی تھی اسےوہ زمین پسندآئی اپنےوزیرسے پوچھایہ کس کی زمین ہےوزیرنے بتایاکہ فلاں مومن کی ہےاس نےاس مومن کو بلاکرکہاکہ یہ زمین مجھے فروخت

کردواس نے منع کیاجس پر بادشاہ غضبناک ہوااوراپنے محل لوٹ کر قبیلہ ازارقہ کی سُرمئی آنکھوں والی عورت جواس کے پاس تھی جسے وہ بہت پسند کرتا تھااورپریشانی کے وقت اس سے مشورہ کیا کرتا تھااس عورت کواپنے پاس بلوایااوراس سے مشورہ کیاتواس نے کہایہ کام توان لوگوں کے لئے دشوار ہوتا ہے جن کے پاس قدرت نہ ہوآپ کے پاس قدرت وطاقت ہےلہٰذا اگر بادشاہ سلامت بغیر دلیل کے اسے قتل نہیں کرناچاہتے ہیں تو میں یہ کام کر سکتی ہوں تاکہ آپ اس زمین کے مالک بن سکیں بادشا ہ نے کہاوہ کیسے؟ اس نے کہاوہ اس طرح سےکے میرے قبیلہ کے کچھ مردوں کواس مرد مومن کی گرفتاری کے لئے بھیج دیں جب وہ اسےآپ کے پاس لےآئیں گےاور گواہی دیں گے کہ اس نے آپ کے دین سے بیزاری کااعلان کیاہےتوآپ کے لئے قتل کرنااوراس کےمال واسباب پر قبضہ کرناآسان ہوجائےگا، بادشاہ نے کہاتم ایساہی کرو،اس عورت نےاپنےقبیلہ کے کچھ سپاہیوں کواس مومن کی گرفتاری کے لئے بھیجااور کہاکہ اس رافضی کولاکر بادشاہ کے سامنے گواہی دیناکہ اس نے بادشاہ کے دین سے بیزاری کااعلان کیاہےان لوگوں نےایساہی کیااور بادشاہ نے بھی اسے قتل کرواکراس کی زمین پر قبضہ کرلیا، یہ وہ موقع تھاکہ اللہ تعالیٰ غضب میں آیااورادریسؑ کووحی کی کہ اس بادشاہ کے پاس جاکراس سے کہوکہ تم نےاس مومن کو قتل کروادیایہ کافی نہیں تھاکہ اس کی زمین پر بھی قبضہ کرلیااوراس کے بیوی بچوں کومحتاج اور بھوکاچھوڑدیا، مجھے قسم ہےاپنی عزت وجلال کی کہ میں آخرت میں تم سے ضروراس کاانتقام لوں گااوردنیامیں بھی تیری بادشاہی کو تجھ

سے سلب کرلوں گا، تیری عزت کو خاک میں ملادوں گا تمہاری عزت کو ذلت میں بدل دوں گا اور اس عورت کے گوشت کو خونخوار کتوں کی غذا بناؤں گا۔

حضرت ادریسؑ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لیکر اس بادشاہ کے پاس پہنچے اور اُسے سنایا اب جو بادشاہ نے اتنا سرزنش آمیز خطاب سنا تو غضب ناک ہو کر کہتا ہے اے ادریس! چلے جاؤ اور اپنے آپ کو مجھ پر بڑا دکھانے کی کوشش مت کرو، پھر اس نے اسی عورت کو بلوایا اور ادریسؑ کی ساری گفتگو سنائی اس عورت نے کہا آپ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے افراد کو ابھی بھیجتی ہوں کہ اسے قتل کرآئیں، بادشاہ نے کہا جلدی کرو، حضرت ادریسؑ نے اپنے خالص پیروکاروں کو بھی بادشاہ کی طرف بھیجا، جانے والوں نے پیغام سنایا مگر لوگ ڈرے کے کہیں بادشاہ ادریسؑ کو قتل نہ کروادے، دوسری طرف اس عورت نے اپنے قبیلہ کے چالیس مردوں کو ادریسؑ کو تلاش کرکے قتل کرنے کا حکم سنایا جب ادریسؑ کے پیروکار مطلع ہوئے کہ وہ چالیس افراد ادریس کی تلاش میں ہیں تو انھوں نے ادریسؑ کو آکر اطلاع دی اور فرار ہونے کو کہا ادریسؑ بھی کچھ ساتھیوں کے ہمراہ اس شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی ''اے پروردگار ! تونے مجھے حکم دیا تھا کہ تیرا پیغام اس بادشاہ کو جاکر سناؤں میں نے سنادیا مگر وہ میرے قتل کے درپے ہے، اللہ تعالیٰ نے وحی کی، اے ادریس! گھبراؤ مت جو دعا کرنی ہے کرو ادریس نے کہا پروردگار میری تجھ سے صرف ایک التجاء ہے کہ اس شہر والوں پر اس وقت تک بارش نہ برسا جب تک میں تجھ سے دعا نہ کروں اللہ تعالیٰ نے ادریسؑ کی دعا قبول کیا حضرت ادریسؑ نے اپنی اس دعا اور اس کے قبول ہونے کو اپنے پیروکاروں سے ذکر کیا اس وقت بیس افراد ان

کے پیروکار تھے وہ یہ خبر لیکر قریوں میں پھیلانے کو گئے دوسری طرف ادریس پہاڑ کے اوپر جاکر ایک غار میں چھپ کر عبادت میں مصروف ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا جو ان کی غذائیں پہنچایا کرتا تھا اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس ظالم بادشاہ کا خاتمہ کیا اور اس عورت پر خونخوار کتے مقرر کر دیئے جنہوں نے اسے پھاڑ کھایا یہ سب اس مومن کا بدلہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا،

بیس سال تک ادریسؑ لوگوں کی نظروں سے غائب رہے اس دوران ایک اور ظالم و جابر بادشاہ بھی آیا اور اس دوران ایک قطرہ بارش نہ برسی جس سے قحط اور دوسری پریشانیاں وجود میں آئیں تب جاکر بعض لوگ جو ادریسؑ کی اس دعا کرنے اور اس دعا کے قبول ہونے کو خود محسوس کر رہے تھے آپس میں ایک دوسرے کو سنانے لگے اور کہنے لگے اب سوائے بارگاہ الٰہی میں دعا اور توبہ وزاری کے کوئی چارہ نہیں ہے لہٰذا سب لوگ سیاہ لباس پہنیں اور سروں پر خاک ڈال کر توبہ واستغفار اور گریہ وزاری کرنا شروع کریں، اللہ تعالیٰ نے ادریسؑ کو وحی کی کہ میرے بندوں نے توبہ وزاری کرلی ہے اور میں نے انہیں بخش دیا ہے صرف باران رحمت ہے جو میں تمہاری قبول کردہ دعا کے تحت نہیں برسا رہا ہوں لہٰذا تم مجھ سے دعا کرو تو میں ان پر باران رحمت کو برسادوں ادریسؑ نے کہا میں دعا نہیں کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو جو ادریسؑ کے لئے غذا لے جایا کرتا تھا اس کو غذا لیجانے سے منع کیا جب تین دن اسی طرح سے گزرے تو تیسرے دن کی رات کو ادریسؑ نے بھوک اور سختی کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی: اے پروردگار! تو نے میری قبض روح سے پہلے میری غذا بند کر دی ہے' تو پروردگار کی طرف

سے جواب آیا کہ تم اپنی غذاء کے بند ہو جانے پر تو نالہ وفریاد کر رہے ہو اور اپنے شہر والوں کی بالکل فکر نہیں ہے جنہوں نے بیس سال سختی کے گزارے ہیں پھر بھی جب میں نے تم سے ان کے لئے دعا کرنے کو کہا تو تم نے نہیں کی اب میں تمہیں اسی طرح بھوکا رکھوں گا مگر یہ کہ اپنی جگہ سے نکل کر خود اپنے لئے معاش تلاش کرو، ادریسؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور شہر میں جا کر اپنے لئے غذا تلاش کرنے لگے ایک گھر سے دھواں اُٹھتے ہوئے دیکھا دروازے کو دقّ الباب کیا دیکھا ایک عورت نے دو تازی روٹیاں پکائی ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا ہے اس عورت سے کہا اگر ممکن ہے تو ایک روٹی مجھے دیدو تا کہ میں بھوک سے جان نہ دوں اس عورت نے کہا اے شخص! اس وقت میرے پاس صرف یہی دو روٹیاں ہیں دعائے ادریسؑ نے ہمارے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے لہٰذا اگر میں اپنے حصہ کی روٹی دیتی ہوں تو میں بھوکی مر جاؤں گی اور اگر اپنے بیٹے کے حصہ کی روٹی تمہیں دیتی ہوں تو وہ بھوکا مر جائے گا ادریسؑ بولے تمہارا بیٹا تو چھوٹا ہے آدھی روٹی اس کے لئے کافی رہے گی اور آدھی روٹی مجھے دیدو تا کہ اس طرح وہ بھی اور میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں اس عورت نے ایسا ہی کیا مگر وہ لڑکا بھوک برداشت نہ کر کے مر گیا اور عورت نے چیخ پکار شروع کی تو ادریسؑ نے کہا گھبراؤ نہیں یہ ابھی زندہ ہو جائے گا یہ کہہ کر ادریسؑ نے بچے کا بازو پکڑ کر دعا کی ''اے وہ جس نے اس بچے کے جسم سے روح نکالی ہے باذن پروردگار اس کی روح کو اس کے بدن میں واپس پلٹا دے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ادریسؑ تجھ سے دعا کر رہا ہوں'' اب جو اس عورت نے ادریسؑ کے کلام کو سنا اور بچے کو بھی زندہ پایا تو گھر سے باہر نکل کر فریاد بلند کی ''اے لوگوں آؤ تمہاری سختیوں اور پریشانیوں کا دور ختم ہوا ادریسؑ ہمارے

شہر میں آچکے ہیں ادریسؑ گئے دیکھا پہلے والے ظالم بادشاہ کے محل کی جگہ خاک کا ٹیلہ بنا ہوا ہے وہاں جا کر ادریسؑ بیٹھ گئے لوگ ان کے اطراف میں جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے ادریسؑ ! کیا اب بھی آپ ہم پر رحم نہیں کریں گے جبکہ ہم نے بیس سال سختی اور بھوک کے گزارے ہیں؟ اب آپ اللہ سے دعا کریں کہ ہمارے لئے باران رحمت کو برسادے، ادریسؑ بولے نہیں مگر یہ کہ تمہارا موجودہ بادشاہ پیدل اور ننگے پیر اپنے اطرافیوں کے ساتھ آکر یہی گزارش کرے اب جو یہ بات اس ظالم بادشاہ کے کانوں تک پہنچی تو اس نے چالیس افراد کو ادریسؑ کے پاس بھیجا کہ اسے میرے پاس لیکر آؤ جب وہ چالیس افراد آئے ادریسؑ نے بدعا کی وہ سب وہیں مر گئے اب جو یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ۵۰۰ سو افراد کو ادریسؑ کی گرفتاری کو بھیجا وہ ۵۰۰ سو افراد بھی ڈرتے ہوئے ادریسؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ادریسؑ ! بیس سال تک ہمیں اپنی نفرین کے ذریعہ عذاب میں گرفتار رکھا یہ کافی نہ تھا کہ ہمارے بیس افراد کو بدعا سے مار دیا ادریسؑ بولے بہر حال میں اس بادشاہ کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دعا ہی کروں گا جب تک وہ بادشاہ خود اپنے ننگے پیروں سے میرے پاس نہ آئے ؟ لوگ جمع ہو کر بادشاہ کے پاس آئے بہت اصرار کے بعد جب بادشاہ اور باقی لوگ برہنہ پیر ادریسؑ کے پاس آئے اور خاضعانہ انداز میں ان سے بارش کے لئے دعا کرنے کو کہا تو ادریسؑ نے بھی بارش کی دعا کی ابھی ادریسؑ کی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان کو سیاہ بادلوں نے گھیر لیا گرج چمک کے بعد بارش شروع ہو گئی اس طرح وہ لوگ باران رحمت سے سیراب ہوئے۔

حضرت نوحؑ کی نبوت کا آشکار ہونا

۱۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی نبوت کو آشکار کیا اور ان کے پیروکاروں کو کامیابی کا یقین ہو گیا تو وہ لوگ جو سختیوں اور پریشانیوں کی زندگی گزار چکے تھے حضرت نوحؑ پر اسقدر ہجوم آور ہوئے اور انہیں اسقدر مارا کہ تین دن تک نوحؑ بیہوش رہے جب تین دن کے بعد اُنہیں ہوش آیا تو اب بھی کانوں سے خون جاری تھا یہ واقعہ حضرت نوحؑ کے رسالت پر مبعوث ہونے کے تین سو سال بعد کا ہے لوگ اس تمام مدت میں نوحؑ کو پکارتے ان کے ظاہر ہونے کی دعا کرتے تھے مگر نوحؑ ظاہر نہیں ہوئے تھے لہٰذا لوگوں نے ان کے ساتھ دشمنوں کا سا برتاؤ شروع کر دیا حضرت نوحؑ نے تین سو سال تک ان کی نافرمانی اور بدسلوکی کو برداشت کیا آخر کار تنگ آ کر ان کے حق میں بدعا کرنا چاہی لہٰذا صبح کی نماز کے بعد جو بدعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو ساتویں آسمان سے تین فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور کہنے لگا اے نوحؑ! ہماری آپ سے ایک گزارش ہے وہ یہ کہ اپنی قوم پر نفرین کرنے میں کچھ تاخیر کریں حضرت نوحؑ نے مزید تین سو سال تک صبر کیا مگر لوگ پھر بھی باز نہیں آئے تو ایک دن ظہر کے وقت حضرت نوحؑ نفرین کرنے کو بیٹھے کہ چھٹے آسمان سے تین فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور نوحؑ پر سلام کر کے نفرین میں جلدی نہ کرنے کی گذارش کی حضرت نوحؑ نے مزید تین سو سال تک صبر کیا اور پھر تین سو سال کے بعد نوحؑ نے نفرین کی جبرئیلؑ امین نے آ کر خبر دی کہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اب آپ اپنے پیروکاروں سے کہیں کہ خرمہ کھائیں اور اس کی گٹھلیاں اُگائیں اور ان کی پرورش کریں جب

ان گٹھلیوں سے درخت اور درخت میں پھل آجائے گا تو وہی کامیابی کا وقت ہے حضرت نوحؑ نے یہ سنکر اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے پیروکاروں کو مطلع کیا وہ بھی یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے اس دن سے انھوں نے خرمہ کھا کر اس کی گٹھلیاں اُگانی شروع کر دیں تاکہ درخت اُگیں اور پھل دیں اب جو درختوں نے پھل بھی دیدیئے اور ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی تو دوڑے دوڑے نوحؑ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ خرمہ کی گٹھلیاں اُگائیں گے اور جب درخت اور پھر درخت پر پھل آئے گا تو تمہاری مصیبتیں دور ہوں گی کامیابی حاصل ہو گی مگر ایسا نہیں ہوا تو پھر سے حضرت نوحؑ نے بارگاہ اِلٰہی میں دعا کی حکم ہوا کہ ان سے کہو اسی پھل کو کھا کر اسکی گٹھلیوں کو اُگائیں اس سے جو درخت اور پھر پھل نکلیں گے تو وہی ان کی پریشانی کے دور ہونے کا وقت ہوگا یہ سنکر ایک ثلث لوگ اسی وقت دین سے پھر گئے باقی دو ثلث لوگ دین پر باقی رہے انھوں نے انہیں درختوں کے خرمے کھا کر ان کی گٹھلیاں اُگائیں جب ان سے درخت اور پھر پھل نکلے تو دوبارہ نوحؑ کے پاس آئے کہ اب کیا وجہ ہے اب کیوں وعدہ پورا نہیں ہوا نوحؑ نے بھی بارگاہ پروردگار میں دعا کی تو وحی ہوئی ان سے کہو اسی پھل کو کھا کر اس کی گٹھلیوں کو اُگائیں یہ سنکر ایک ثلث اور لوگ دین سے پھر گئے صرف ایک ثلث لوگ باقی رہ گئے انھوں نے وہ پھل کھا کر اس کی گٹھلیاں اُگائیں جب ان سے درخت نکلے اور انھوں نے پھل دیئے تو باقی لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اب تو صرف ہم ہی چند لوگوں کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں ہے اب تو ہم بھی ہلاک ہونے سے خوفزدہ ہیں نوحؑ نے بھی بارگاہ اللہ تعالیٰ میں گڑگڑا کر التجا کی 'اے پروردگار ! اب اگر مزید تاخیر ہوئی تو وہ لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ نے نوحؑ

کو وحی کی: اے نوحؑ! تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے اب انہیں درختوں کے تنوں کو کاٹو اور ان سے کشتی بناؤ اسطرح نوحؑ کی دعا قبول ہونے اور طوفان آنے کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ پیش آیا۔

۲۔ عبدالحمید بن ابی دیلم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: حضرت نوح (ع) نے کشتی سے اُترنے کے بعد پچاس سال زندگی کی تو جبرائیلؑ آئے اور کہا اے نوح! آپ کی نبوت کا وقت ختم ہوا اب علم نبوت کو اپنے بیٹے سام کے حوالے کردو تاکہ تمہارے بعد سام اس پیغام رسالت کو لوگوں تک پہنچائے، میں اسی طرح اپنے نیک بندوں کے لئے نیک رہنماؤں کو منتخب کرتا ہوں تاکہ نیک لوگ اس رہنما سے ہدایت پائیں اور بُرے لوگوں پر حجت تمام ہو جائے، حضرت نوحؑ نے اسماء اعظم اور میراث علمِ نبوت کو اپنے بیٹے سام کے حوالے کیا اور نوح کے دوسرے بیٹے حام و یافث اس کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے، پھر نوحؑ نے بعد میں آنے والے حضرت ہودؑ کی لوگوں کو خوشخبری سنائی اور ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہر سال میرے وصیت نامہ کو کھول کر پڑھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے (اسی طرح کا حکم آدمؑ نے بھی دیا تھا) مگر دوسری طرف حام اور یافث کی اولادوں میں سرکش اور ظالم افراد پیدا ہوئے اور اس طرف سام کی اولاد نے حضرت نوحؑ کے علوم کو مخفی رکھا اور اولاد سام نے حام و یافث کی اولادوں پر غلبہ حاصل کرلیا یہی مطلب ہے اس آیت کا (وَتَرَكْنا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۷۸) اور ہم نے ان (نوحؑ) کا تذکرہ بعد والوں میں باقی رکھا۔ (سورہ صافات آیہ ۷۸)

اس آیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ پیغمبر اسلام (ص) کو تسلی دے رہا ہے، پھر امام نے فرمایا: سندھ ہند اور حبشہ کے لوگ حام کی اولاد سے ہیں اور عرب و عجم کے لوگ سام کی اولاد سے ہیں اسی طرح زمانہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ہودؑ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا۔

۳۔ علی بن سالم اپنے والد سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت نوحؑ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو انھوں نے اپنے پیروکاروں کو نزدیک بلایا اور ان سے کہا میرے بعد ایک ایسی غیبت پیش آنے والی ہے کہ ظالم و جابر حکمراں اپنے ظلم و ستم میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے مگر اللہ تعالیٰ میری نسل سے قائم کو ظہور بخشے گا جس کا نام ہود ہوگا اس کا اخلاق کردار میری طرح ہوگا وہ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے گا لہٰذا مسلسل لوگ حضرت ہودؑ کے انتظار میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ کافی عرصہ گزر گیا نزدیک تھا کہ لوگ مایوس ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانیوں کو ختم کر دینے کے لئے ہودؑ کو مبعوث کیا ان کے دشمنوں کو سخت ہوا نے اپنے لپیٹ میں لیکر ہلاک کر دیا، پھر ان کے بعد غیبت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حضرت صالحؑ مبعوث ہوئے۔

۴۔ عبدالحمید بن ابی دیلم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ہودؑ کو مبعوث کیا تو سام کی باقی ماندہ اولاد ان پر ایمان لائی مگر دوسروں نے کہا کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہو سکتا ہے تو سخت ہوا نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور باقی ماندہ لوگوں کو ہودؑ نے صالحؑ کے ظہور کی خوشخبری سنادی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر کی غیبت

۱۔زید شحام امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: صالح نبی جب اپنی قوم سے غائب ہوئے اور واپس لوٹے تو ان کی قوم تین حصوں میں بٹ چکی تھی ۱۔ایسے منکر لوگ جو کبھی بھی حق کی طرف نہ لوٹے ۲۔شک وتردد میں رہنے والے لوگ ۳۔اہل ایمان لوگ جب صالح اپنی قوم کی طرف لوٹے تو قوم والوں نے پہچاننے سے انکار کیا اور اہل شک لوگوں نے بُرا بھلا کہہ کر صالحؑ کی اس بات کو کہ میں صالح پیغمبر ہوں رد کر دیا مگر اہل ایمان لوگوں نے ان سے نشانیاں پوچھیں جب انھوں نے اونٹنی وغیرہ کے واقعات بیان کئے تو اہلِ ایمان نے ان کی تصدیق کی ایسے ہی واقع کی منظر کشی قرآن نے اس طرح سے کی (اَنَّ صَالِحًا مُرْسَل مِنْ رَبِّہِ) جب شک کرنے والے اور منکر لوگوں نے صاحبان ایمان سے حضرت صالحؑ کی تصدیق کرنے کے بارے میں سنا تو کہنے لگے (اِنَّابِالَّذِی آمَنتُمْ بِہِ کَافِرُونَ) (سورۂ اعراف آیہ ۷۶)

یعنی: بیشک ہم اس چیز کا جس پر تم لوگ ایمان لائے ہو انکار کرتے ہیں، جبکہ حضرت صالح کو اپنی قوم سے دور ہوئے صرف سات دن بغیر ذمہ داری کے گزرے تھے، حضرت صالحؑ کی سی مثال قائم آل محمد علیہم السلام کی بھی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غیبت

حضرت ابراہیمؑ کی غیبت تواورزیادہ عجیب ہےاس لئےکہ جب وہ شکم مادرمیں تھےتواسی وقت سےان کارازپوشیدہ رکھاگیا۔

ا۔ابوبصیرامام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا:ابراہیم کے والدنمرودبن کنعان کے منجم تھےنمرودان کے مشورےکےبغیرکوئی کام نہیں کرتاتھاایک رات ستاروں کودیکھ کرصبح نمرودسےکہاکہ میں نےبڑی عجیب چیزدیکھی ہے،نمرودنےکہا کیادیکھا؟ابراہیم کےوالدنےکہاایک بچےکودیکھاجواس سرزمین پرپیداہوگاہم سب کی ہلاکت اس کےہاتھوں ہوگی عنقریب اس کی ماں اس کےحمل سےحاملہ ہوگی،نمرودکویہ سنکربڑا تعجب ہوااس نےعورتوں کومردوں سےدورکروادیااسی رات ابراہیمؑ کےوالدنےاپنی زوجہ سے،ہمبستری کی جس سےوہ حاملہ ہوگئیں،اگرچہ نمرودنےعورتوں کوچیک کروایامگرمادرِ ابراہیمؑ کاحاملہ ہونامعلوم نہ ہوسکاجب ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی توان کےوالدنےچاہاکہ اُنہیں نمرودکےپاس لےجائیں مگرزوجہ نےکہاکہ ایساکرتی ہوں کہ اس بچےکوکسی غار میں رکھ آتی ہوں تاکہ وہیں بچےکی اجل آجائےاس طرح تم بھی بچےکےقتل کےگناہ سےبچ جاؤگےاس نےکہاصحیح ہےمادرِابراہیمؑ ان کوایک غارمیں لےگئیں اوردودھ پلاکر غارکےدھانےپرپتھررکھ آئیں،اللہ تعالیٰ نےان کی شہادت کی اُنگلی سےان کےلئےروزی قراردی ان کی اُنگلی سےدودھ جاری ہوتاجب بھی وہ بھوک سےاُنگلی کومنہ میں رکھتے، اسی طرح وہ پرورش پاتےرہےایک دن ایک ہفتہ کےبرابراورایک ہفتہ ایک ماہ اورایک

ماہ میں ایک سال کی نشونما کرتے رہے ایک دن مادر ابراہیمؑ نے شوہر سے اجازت چاہی کہ ذرا بچے کی خبر تو لے آؤں اس نے اجازت دی اب جو مادرِ ابراہیمؑ نے جا کر دیکھا تو بچہ زندہ و صحیح وسالم ہے وہ انہیں دودھ دیکر لوٹ آئیں واپسی پر شوہر نے پوچھا تو کہا اسے سُپردِ خاک کر آئی ہوں پھر کچھ عرصہ تک باہر کسی کام سے جاتیں تو ابراہیمؑ کو جا کر آغوش میں لیکر دودھ پلا کر لوٹ آتیں۔

اب جب ابراہیمؑ نے چلنا شروع کیا تو ایک دفعہ جب ماں انہیں دودھ پلا کر جانے لگیں تو انھوں نے ماں کا دامن پکر لیا اور کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں ماں نے کہا تمہارے باپ سے اجازت لے لوں تو پھر لے چلوں گی، اسی طرح ابراہیمؑ غیبت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قدرت وطاقت دیکر ظہور ہونے کا حکم دیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ سے ان کی غیبت شروع ہوئی یہ دوسری غیبت کا آغاز اس وقت ہوا جب وقت کے ظالم بادشاہ نے انہیں شہر بدر کیا تو ابراہیم یہ کہہ کر اس سے دور ہوئے (وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ وَاَدْعُورَبِّي عَسَى اِلَّا اَكُونَ بِدُعَاءِرَبِّي شَقِيًّا)(سورہ مریم۴۸)

یعنی: میں تم سے اور تمہارے پکارے جانے والے غیر اللہ سے دوری اختیار کرتا ہوں میں اپنے خالق حقیقی کو پکارتا ہوں اور اُمید ہے کہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے پکارنے سے شقی قرار نہ پاؤں، اسی لمحہ کی منظر کشی قرآن نے یوں کی (فَلَمَّااعْتَزَلَهمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ وَهبْنَالَهُ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّاجَعَلْنَانَبِيًّا(٤٩)وَوَهبْنَالَهمْ مِنْ رَحْمَتِنَاوَ

جَعَلْنَالَهمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا) (سورہ مریم آیہ ۴۹۔۵۱) یعنی جب اس (ابراہیمؑ) نے اپنی قوم اوران کے بناوٹی خداؤں سے دوری کی توہم نے انہیں اسحاق اوران سے یعقوب جیسے بیٹے عطا کئے اور سبکو پیغمبر قرار دیا اور اپنی رحمت سے نوازا اور انہیں سچی زبان عطا کی، (جس سے مراد علی بن ابی طالب علیہاالسلام ہیں) کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ گذشتہ لوگوں کی نسبت مجھے خالص زبان عطا کرے لہٰذا حضرت علی (ع) سے روایت ہے کہ اس (لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً) کی آخری کڑی قائم آل محمد علیہم السلام ہیں یہی وہ قائم ہے جو ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور اسے ایسی غیبت حاصل ہوگی کہ بعض قومیں گمراہ ہوجائیں گی اور بعض دیگر قومیں ہدایت پاجائیں گی۔

دوسری جگہ حضرت علی علیہ السلام نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا: اللہ کی زمین کبھی بھی حجتِ الٰہی سے خالی نہیں ہوگی یا وہ حجت ظاہر ہوگی یا پوشیدہ ہوگی کیونکہ حجت اللہ تعالیٰ اور اس کی نشانیاں ختم نہیں ہوں گی۔

۲۔ابوحمزہ ثمالی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ابراہیم شہر سے باہر سیر کرنے کو نکلے تو ایک بیابان میں ایک شخص کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا جس کے جسم پر کھال کا لباس تھا اور اس کی فریادوں کی آواز آسمان تک پہنچ رہی تھی حضرت ابراہیمؑ کو بڑا تعجب ہوا ابراہیمؑ منتظر رہے کہ اس کی نماز ختم ہوجائے جب وہ نماز ختم کر چکا تو ابراہیمؑ نے اس سے مندرجہ ذیل چند سوال کئے:

ا۔ کس کے لئے عبادت کرتے ہو؟اس نے کہاابراہیمؑ پروردگار کے لئے ۲۔ پھر پوچھاابراہیمؑ کا پروردگار کون ہے؟اس نے کہاجس نے تجھےاور مجھے خلق کیا،ابراہیمؑ بولے تمہاری گفتگو مجھے اچھی لگی تمہاراگھر کہاں ہےتاکہ اگر مجھے تم سےملناہوتومیں تمہاری ملاقات کوآسکوں اس نےاپنےرہنے کی جگہ بتائی،ابراہیمؑ بولے چلوہم دونوں گناہگارلوگوں کے لئے دعاکرتے ہیں یاتم دعاکرومیں آمین کہتاہوں یامیں دعاکرتاہوں تم آمین کہو،اس نے کہامیں تودعا نہیں کروں گاکیونکہ تین سال پہلےایک دعاکہ تھی جوابھی تک مستجاب نہیں ہوئی ہے حضرت ابراہیمؑ نےپوچھاوہ دعاکیاتھی؟اس نے کہااسی طرح یہاں میں اپنےمصلےپرعبادت کررہاتھا کہ ایک بڑی ہیبت اورنوارانی چہرےوالانوجوان میرےسامنے سے گزراجس کی زلفیں پیچھےکی طرف بندھی ہوئیں تھیں جوبھیڑچرارہاتھا،میں نےاس سےپوچھاتم کون ہو؟ تواس نے کہامیں اسماعیل فرزندِابراہیم خلیل اللہ ہوں،اس وقت میں نے بارگاہ پروردگار میں دعاکی تھی کہ مجھےاپنےدوست ابراہیمؑ کی زیارت کرا،ابراہیم بولے تمہاری دعاقبول ہوئی میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں اس وقت اس عابدنےکہاالحمدللہ رب العالمین اےاللہ تیراشکرکہ تونے میری دعاکومستجاب کیااور پھرابراہیم کےشانوں کابوسہ لیا اورمعانقہ کیاپھرکہاکہ اب میں آمادہ ہوں کہ آپ کی دعاپرآمین کہوں تب حضرت ابراہیم(ع) نےقیامت تک کےتمام مؤمنین ومؤمنات کی مغفرت کی دعاکی اوراس عابد نےآمین کہا،راوی کہتاہےامام محمد باقر(ع) نےفرمایا:ابراہیم کی وہ دعاقیامت تک کے تمام گناہگار مؤمنین ومؤمنات کے لئے محفوظ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی غیبت

حضرت یوسف(ع) کی غیبت بیس سال تک رہی اس مدت میں حضرت یعقوب(ع) نے اپنے سر میں تیل، آنکھوں میں سرمہ، کپڑوں پر خوشبو تک نہ لگائی اور اپنی ازواج کے نزدیک نہیں گئے حضرت یوسف(ع) نے اس غیبت کے تین دن کنویں میں اور چند سال زندان میں گزارے اور باقی سال دارالامارہ میں، یوسف(ع) مصر میں تھے اور یعقوب(ع) فلسطین میں اور ان دونوں علاقوں کے درمیان نودن کا فاصلہ تھا حضرت یوسف(ع) پر دوران غیبت میں مختلف حوادث پیش آئے، بھائیوں کا ان کو کنویں میں ڈالنا پھر قافلہ والوں کو فروخت کرنا پر عزیز مصر کی زوجہ کی طرف سے مسائل کا کھڑا کرنا پھر قید ہونا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانیوں کو دور کیا۔

۱۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق(علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب یوسفؑ مصر کے بادشاہ بنے اور ایک شخص فلسطین کی سرزمین سے اناج خریدنے آیا تو اس کو اناج دیکر کہا کہ جب تم فلسطین واپس لوٹو تو وہاں اے یعقوب! کہہ کر آواز دینا ایک بزرگوار تمہارے پاس آئیں گے جب ان سے ملاقات کرو تو ان سے کہنا کہ میں نے مصر میں ایک شخص سے ملاقات کی اور اس نے آپ کو سلام کہا ہے کہ آپ کی امانت بارگاہ پروردگار میں ضایع نہیں ہوئی ہے، اس شخص نے جب سرزمین فلسطین پر جا کر حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کا پیغام پہنچایا تو وہ پیغام سنکر یعقوب بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو اس شخص سے پوچھا اے شخص اب تیری کوئی حاجت ہے تو بیان کر اس نے فرزند نہ ہونے کا ذکر

کیااور کہاآپ دعاکریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹاعطاکرے، حضرت یعقوبؑ نے وضوکرکے اس کے لئے بیٹے کی دعاکی روایت ہے کہ اس کی زوجہ کے یہاں چاریاپانچ مرتبہ دودوبیٹوں کی ولادتیں ہوئیں، لہٰذایعقوبؑ جانتے تھے کہ یوسفؑ کاانتقال نہیں ہواہے وہ زندہ ہیں اوراللہ تعالیٰ کچھ عرصہ بعداُنہیں ظاہر کرے گالہٰذاوہ اپنے بقیہ بیٹوں سے کہاکرتے تھے کہ جو میں جانتاہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے ہو یہ سنکر توان کے خاندان والے ان کامذاق اُڑاتے تھے ،یہاں تک کہ جب ان کابیٹایہودایوسفؑ کاکرتہ لاکریعقوبؑ کی آنکھوں سے جولگاتا ہے تویعقوبؑ کی بینائی لوٹ آتی ہے تو پھر یعقوب نے اپنے خاندان والوں سے کہامیں تم لوگوں سے نہیں کہتاتھاکہ جو میں جانتاہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے ہو۔

۲۔ مفضل امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ وہ یوسفؑ کاکرتا کیساتھا؟ میں نے کہانہیں، آپ نے فرمایاجب ابراہیمؑ کوآتش نمرود میں پھینکاجارہاتھاتوجبرائیلؑ ان کے لئے وہ بہشتی کُرتالائے تھے اوران کو پہنچایاتھاجو گرمی اور سردی میں ابراہیمؑ کی حفاظت کیاکرتاتھاجب ابراہیمؑ کاوقت وفات آیاتوانھوں نے وہ کرتااسحاقؑ کے بازوکاتعویذبناکرباندھ دیا، اسحاقؑ نے بھی تعویذیعقوبؑ کے باندھ دیاتھااور جب یوسفؑ کی ولادت ہوئی تویعقوبؑ نے اس تعویذکویوسفؑ کے بازوپر باندھ دیاتھالہٰذا جب یوسفؑ نے اس تعویذسے کرتانکالاتواس کی خوشبو یعقوب نے سونگھ لی تھی اسی لمحہ کی

منظر کشی قرآن نے یوں کی ہے(اِنِّی لَاَجِدُرِیحَ یُوسُفَ لَوْلاَاَنْ تُفَنِّدُونِی) (سورہ یوسف آیہ ۹۴)

یعنی: بیشک میں یوسفؑ کی خوشبومحسوس کررہاہوں اگرتم لوگ مجھے دیوانہ نہ کہو،راوی نے پوچھایابن رسول اللہ آخرکاروہ کُرتاکس تک پہنچاتوآپؑ نےفرمایا:وہ کرتاہرنبی سے ہوتا ہواآخری نبی محمد(ص)تک اوران سے ہوتاہواآخری قائم آل محمد علیہم السلام تک پہنچاایک اورروایت میں ہے کہ جب حضرت قائم(عج) ظہورفرمائیں گےتوعصاءِ موسیٰؑ اوریوسفؑ کا کرتااورسلیمانؑ کی انگوٹھی یہ تینوں چیزیں ان کے پاس ہوں گی،اوراس بات پردلیل کہ یعقوب جانتےتھےکہ یوسف زندہ ہیں یہ ہےکہ جب برادران یوسف ان کاخون آلودکرتا لیکریعقوب کے پاس آئےتووہ دیکھتےہی بیہوش ہوگئےجب ہوش آیاتوکرتے کوسونگھتےہوئے کہاکہ میں اس میں یوسفؑ کے گوشت کی بومحسوس نہیں کررہاہوں اوروہ بھیڑیاکیساتھاکہ یوسفؑ کوکھاگیامگریوسفؑ کاکرتاکہیں سے بھی نہیں پھٹاتمہارے نفسوں نے تمہیں دھوکادیا ہےاورمیرےلئےاب صبرکےعلاوہ کوئی چارہ نہیں ہےاس کے بعدیعقوب نےاپنےبیٹوں سے کوئی کلام نہیں کیااورمرثیہ خوانی کرنےلگے،مزیداس بات پردلیل کہ یعقوب جانتے تھےکہ یوسف زندہ ہےان کایہ کہناہے:(عَسَی اللّٰہ اَنْ یَاْتِیَنِی بِھِمْ جَمِیعًا)(سورہ یوسف آیہ ۸۴)یعنی امیدہےکہ اللہ سبکومجھےلوٹادے،اورمزیدان کااپنےبیٹوں سے یہ کہنا

ہے کہ (یَابَنِیَّ اذْھبُوافَتَحَسَّسُوامِنْ یُوسُفَ وَاَخِیہِ وَلاَتَیْئَسُوامِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اِنَّہُ لاَیَیْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اِلاَّ الْقَوْمُ الکَافِرُونَ) (سورۂ یوسف آیۂ ۸۷)

یعنی اے میرے بیٹوں! جاؤیوسف اوراس کے بھائی کوتلاش کرو،اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نامیدنہ ہوناکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی نااُمید نہیں ہوتا،

امام جعفرصادق (علیہ السلام) نےفرمایا: یعقوبؑ نےملک الموت سے کہامجھےذرایہ بتاؤکہ لوگوں کی یکجاروح قبض کرتےہویاجُداجُداتوملک الموت نےجواب دیاجُداجدا،یعقوبؑ نے پوچھااب تک جتنوں کی روح قبض کی ہے اس میں یوسفؑ کی روح تھی؟ملک الموت نےکہانہیں،امامؑ نےفرمایایہی وجہ تھی کہ یعقوبؑ نےبرادران یوسفؑ کویوسفؑ اوران کے بھائی کی تلاش میں بھیجا،لہٰذااس دورمیں جولوگ امام زمان(عج)کےحالات سے واقف ہیں ان کی حالت حضرت یعقوب(ع) کی سی ہےجویوسف اوران کی غیبت سے آگاہ تھےاورجولوگ امام زمان(عج) کی معرفت نہیں رکھتےان کی حالت خاندان یعقوب کےان افرادکی سی ہےجویوسف اوران کی غیبت سے ناآشناتھےلہٰذااس حدتک پہنچ چکےتھےکہ حضرت یعقوبؑ تک کوپاگل اور یوسفؑ کا دیوانہ کہتے تھے۔

۳۔سُدیرامام جعفرصادق (علیہ اسلام) سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا: قائم آلِ محمدعلیہم السلام میں یوسفؑ کی ایک نشانی یہ ہےکہ برادرانِ یوسفؑ جوکہ پیغمبرکی اولاد سے تھےمگریوسفؑ سے تجارت کرنےکے باوجودیوسفؑ کونہ پہچان سکےجب تک یوسفؑ نے

خودنہ کہاکہ میں یوسف ہوں اوریہ میرابھائی ہےلہٰذاکیوں لوگ اس بات کے منکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی آخری حجت کے ساتھ بھی وہی کرے جویوسفؑ کے ساتھ کیاکہ وہ بازار میں لوگوں کے ساتھ چل پھررہے ہوں مگرلوگ اُنہیں نہیں پہچان پارہے ہوں جب اللہ تعالیٰ انہیں اذن دے گاتووہ اپنےآپ کو پہنچوائیں گے جس طرح یوسفؑ کوجب اذنِ ظہوردیاتو اُنھوں نےاپنےآپ کواپنے بھائیوں میں پہچنوایااورکہاکہ تمہیں معلوم ہےجب تم لوگ نادان تھےتویوسفؑ اوراس کے بھائی کے ساتھ کیاسلوک کیا؟انھوں نے کہاکیاآپ خود یوسفؑ ہیں ؟تویوسفؑ بولےہاں میں ہی وہ یوسف ہوں اوریہ میرابھائی ہے۔(سورۂ یوسف آیۂ۸۹۔۹۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت

امیرالمؤمنین علی علیہ السلام رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نےفرمایا:جب یوسفؑ کاوقت وفات ہواتوانھوں نےاپنےخاندان والوں کوجمع کیااور حمدوثنائےپروردگارکےبعدان سے کہا:عنقریب ایک سخت وقت تم لوگوں پرآنےوالاہے جس میں تمہارےمردوں کوقتل کیاجائےگا،عورتوں کاشکم چاک کرکےان کے بچوں کو ذبح کیاجائےگامگر گھبرانانہیں لاویؑ بن یعقوبؑ کی اولادسےایک قائم ظاہرہوگاجوگندمی رنگ کابلند قامت ہوگااسی طرح اس کی ساری صفات بیان کیں اورکہااس سے تمسّک رکھنا لہٰذااس کی ولادت کی خوشخبری سنائی اوراس کے ظہورکے منتظررہےیہاں تک کہ نجومیوں

نےاس کی ولادت کی خوشخبری سنائی اوران کے ظہورکی علامات بھی جویوسفؑ نے بتائیں تھیں ظاہرہونے لگیں وہ عالم دین جس کی سنائی ہوئی احادیث سےلوگوں کوسکون حاصل ہوتاتھاوہ بھی بادشاہ کے ظلم وجورسے مخفی ہونےلگاتولوگ جمع ہوکراس کے پاس آئے اور کہاتمہیں توتھےجوہمیں سکون واطمینان بخشتےتھےاورقیام کرنےوالے قائم موسیٰؑ بن عمرانؑ کی نشانیاں بتاتےتھےاوردلاسہ دیتےتھےاگرتم بھی اسی طرح مخفی ہوگئےتوہم کیاکریں گے لہٰذاوہ عالم لوگوں کوپہاڑکےدامن میں لیجاکراحادیث سناتااوراسطرح لوگوں کوتھوڑاسکون ہوتایہاں تک کہ ایک چاندنی رات کوحضرت موسیٰؑ اپنی سواری قاطرپرسواران کے سامنےظاہرہوئےاب جواس عالم دین نےانھیں دیکھاتوتمام نشانیاں اورعلامات جوحضرت یوسفؑ سے سنی تھیں ان میں پاکران کےقدموں میں گرگیااوران کےقدموں کےبوسے لینےلگااورکہنےلگااللہ کاشکرہےکہ اس نےمجھےموت نہ دی اورآپ کی زیارت میرے نصیب میں کی جب دوسرےلوگوں نے بھی جاناکہ یہ ہمارےقائم حضرت موسیٰؑ ہیں تووہ بھی موسیٰؑ کےقدموں میں گرکراللہ تعالیٰ کاشکرادا کرنےلگے،حضرت موسیٰؑ نےصرف اتنا کہاکہ مجھےامیدہےکہ اللہ تعالیٰ جلدہی تمہاری پریشانی کودورکردےگا،اس کےبعدپھرموسیٰ غائب ہو گئےاورشہرمدین گئےاوروہاں کئی سال حضرت شعیبؑ کےپاس رہےیہ موسیٰؑ کی دوسری غَیبت تھی جولوگوں کےلئےپہلی غَیبت سےزیادہ سخت تھی کیونکہ لوگوں پرظلم وستم بڑھ گیاتھامگرپھر بھی لوگوں نےاس عالم دین کاساتھ نہ چھوڑااورشہرسے باہربیابان میں جمع ہوکراس سےاحادیث سنتےاورسکون حاصل کرتےاس عالم دین کواللہ تعالیٰ کی

طرف سے وحی ہوئی چالیس سال کے بعد تم لوگوں کی مشکل حل ہوجائے گی سب نے یہ خبر سنکر:الحَمْدُلِلّٰہِ"کہادوبارہ وحی ہوئی کہ ان کے زبان سے"الحَمْدُ لِلّٰہِ'کہنے کے نتیجہ میں ہم نے وہ چالیس سال تیس سال میں بدل دیئے،سب نے یہ سنکر:"کُلُّ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ "کہایعنی ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے پھر وحی ہوئی کہ ہم نے ان تیس سالوں کو بیس سال سے بدل دیاسب نے یہ سنکر کہا:"لَایَأْتِي بِالْخَیْرِاِلَّا اللّٰہُ"یعنی کوئی خیر نہیں آتا ہے مگر اللہ کی طرف سے آتا ہے پھر سے وحی ہوئی ہم نے ان بیس سال کو دس سال سے بدل دیاسب نے سنکر کہا:"لَایَصْرِفُ السُّوءَاِلَّا اللّٰہُ"یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی برائی کو دور نہیں کرسکتا ہے ان کا یہ کہنا تھا کہ اس عالم دین کو وحی ہوئی کہ ان سے کہو تم لوگ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو کہ میں تمہاری مشکلات کے دور کرنے کا حکم دے چکا ہوں گا، اسی اثنا میں حضرت موسیٰؑ گدھے پر سوار ظاہر ہوئے اس عالم نے جو موسیٰؑ کو دیکھا تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے موسیٰؑ سے ان کا نسب پوچھا: موسیٰؑ نے بتایا میں موسیٰ بن عمران بن قاہث بن لاوی ہوں اس عالم نے کہا آپ ہمارے لئے کیا لائے ہیں موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت اس عالم نے اُٹھ کر موسیٰؑ کے ہاتھوں کو چوما پھر موسیٰؑ لوگوں کے درمیان بیٹھے اور احکامِ الٰہی کی تعلیم دی۔

٢۔ محمد حلبی امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب یوسف بن یعقوب علیہما السلام کا وقتِ وفات نزدیک ہوا تو خاندان یعقوبؑ جو کہ ٨٠ افراد پر

مشتمل تھا جمع کرکے فرمایا: عنقریب یہی قبطی لوگ تم پر غالب آجائیں گے اور تمہیں بدترین سزائیں دیں گے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ تمہاری نجات لاویؑ بن یعقوبؑ کی اولاد میں موسیٰؑ بن عمرانؑ کے ہاتھوں نجات دے گا جو بلند قامت، گندمی رنگ، گیسوؤں والا جوان ہوگا اس وقت سے بنی اسرائیل میں ہر پیدا ہونے والے بچے کا نام عمران رکھا جانے لگا اور جو عمران ہوتا وہ اپنے بیٹے کا نام موسیٰ رکھتا۔

۳۔ابوبصیر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: موسیٰؑ کے قیام کرنے سے پہلے پچاس جھوٹے موسیٰؑ بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے جو مدّعی تھے کہ ہم موسیٰ بن عمران ہیں یہاں تک کہ جب فرعون کو اس کے نجومیوں نے خبر دی کہ موسیٰؑ فلاں سال متولد ہوں گے تو اس نے حکم دیا کہ اس وقت سے جو بچہ پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے ایسا ہی ہوتا رہا ہر عورت پر ایک عورت مقرر کر دی گئی کہ کہیں وہ حاملہ ہو تو فوراً دربار فرعون میں اطلاع دی جائے، اسی دوران مادرِ موسیٰؑ حاملہ ہو گئیں تو اس مولود کی برکت سے اس کی محبت اس عورت کے دل میں بیٹھ گئی اب جو اس عورت نے مادرِ موسیٰؑ کو گھبرایا ہوا پایا تو کہنے لگی اے خاتون! تمہارا رنگ کیوں زرد ہے اور کیوں پسینہ سے شرابور ہو؟ مادرِ موسیٰؑ نے کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں تم میرے ہونے والے بچے کو لیکر ذبح نہ کروادو اس عورت نے کہا گھبراؤ نہیں میں اس راز کو پوشیدہ رکھوں گی اور اس نے ایسا ہی کیا مگر جب موسیٰؑ کی ولادت کے بعد مادرِ موسیٰؑ ڈریں کہ کہیں بچے کے رونے کی آواز سنکر دوسرے لوگ متوجہ نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ اسے ایک صندوقچہ میں رکھ کر

رات کے وقت دریامیں چھوڑدو،مادرِ موسیٰؑ نے ایساہی کیا،ہوانے پانی کوحرکت دی جس سے صندوقچہ بھی بہتاہواُدور ہونے لگامادرِ موسیٰؑ بیٹے کی محبت میں چیخنا چاہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نےان کوسکون قلب عطاکیا،پھرامام نےفرمایا:زوجہ فرعون بنی اسرائیل کی صالحہ عورتوں میں سے تھی اس نےفرعون سے کہابہارکاموسم ہےدریاکے کنارے تفریح کے لئے چلتے ہیں لہٰذاوہ لوگ دوسری طرف دریاکےساحل پرخیمہ لگائے بیٹھے تھےکہ دورسے دریامیں صندوقچہ بہتاہوانظرآیاآسیہ نے کہاجومیں دیکھ رہی ہوں تم لوگوں کو بھی نظرآرہا ہےساری کنیزوں نے کہاہاں ہم بھی ایک صندوقچہ بہتاہواآتادیکھ رہےہیں جب وہ صندوقچہ نزدیک ہواتوغلاموں نےوہ صندوقچہ شہزادی آسیہ کی خدمت میں لاکرپیش کیااب جوکھولا تودیکھاکہ ایک خوبصورت سابچہ لیٹا ہنس رہا ہےاس کی محبت آسیہ کےدل میں بیٹھ گئی،

اسے گودمیں اُٹھالیااورکہنے لگیں یہ میرابیٹاہےاورفرعون کے پاس لاکرکہنے لگیں آخرکار میری گودبھرگئی ہم دونوں اس بچےکواپنابچہ قبول کرلیتےہیں تاکہ میری اورتمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک قرارپاسکےکہیں تم اسے قتل نہ کروادینااتنافرعون سے کہاکہ اس نے آسیہ کی بات مان لی اب جولوگوں نےسُناکہ بادشاہ اورشہزادی نے کسی بچے کوگودلیاہے تواپنی اپنی عورتوں کوبچےکودودھ پلانےوالی کے عنوان سے بھیجادوسری طرف خواہرِ موسیٰؑ جوصندوقچہ کاتعاقب کررہی تھی اورخواتین کوجمع ہوتےدیکھاتواپنی ماں کو بھی بُلالائیں موسیٰؑ نے کسی عورت کےپستان قبول نہیں کئےمگرجیسےہی ماں کےپستان محسوس کئے فوراً پینےلگےاسی طرح موسیٰؑ کی پرورش ہونےلگی مادرِموسیٰؑ اورخواہرِموسیٰؑ نے بالکل بھی

ظاہر نہ ہونے دیا کہ یہ بچہ ہمارا کون ہے اس طرح موسیٰؑ نے خاندانِ فرعون میں پرورش پائی، یہاں تک کہ مادرِ موسیٰؑ اوران پر مقرر کی جانے والی عورت ان دونوں کا انتقال ہو گیا اور یہ راز کسی پر فاش نہ ہو سکا جب موسیٰؑ جوان ہوئے تو جیسا پہلی روایت میں نقل ہوا کہ چاندنی رات میں بنی اسرائیل کے عالم اوراس کے پیروکاروں کے سامنے ظاہر ہوئے اور پھر وہاں سے دور ہوئے فرعون کے شہر میں گھومتے ہوئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بنی اسرائیل اور قبطی کے درمیان جھگڑا ہے موسیٰؑ نے جب قبطی کی طرف سے ظلم ہوتا دیکھا اور بنی اسرائیل والے شخص نے ان سے مدد چاہی تو موسیٰؑ نے جا کر قبطی کو ایک مُکّا مارا جس سے وہ قبطی زمین پر ڈھیر ہو گیا موسیٰؑ کا یہ قصہ لوگوں کی زبان پر جاری ہو گیا کہ موسیٰؑ نے ایک فرعونی کو قتل کر دیا ہے دوسرے دن پھر اُسی بنی اسرائیل کو ایک دوسرے قبطی کے ساتھ جھگڑتا دیکھا تو موسیٰؑ نے اس سے کہا تو بڑا جھگڑالو انسان لگتا ہے کل اس سے بھڑا ہوا تھا اور آج اس سے، اب جو موسیٰؑ اسکی مدد کو آگے بڑھے تو وہ کہنے لگا اے موسیٰؑ جس طرح تم نے کل اُس کو قتل کیا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو؟ تم مُصلح نہیں ہو صرف قتل و غارت گری کرنے آئے ہو، اتنے میں دُور سے مومن آل فرعون آئے اور موسیٰؑ سے کہا اے موسیٰؑ! آپ جلدی سے شہر سے کہیں دور چلے جائیں کہ فرعون اوراس کے ساتھی آپ کی تلاش میں ہیں اور آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، موسیٰؑ اسی حالت میں کہ نہ کوئی یاور و مددگار تھا نہ سامان سفر شہر سے باہر نکلے اور مدین کی طرف چل دیئے، مدین پہنچ کر دیکھا ایک درخت کے نیچے کواں ہے جہاں سے لوگ اپنے حیوانوں کو پانی سے سیراب کر رہے ہیں اور دوسری

طرف دولڑکیاں اپنے جانوروں کولئے کھڑی ہیں ان سے پوچھاآپ لوگوں کا کیامسئلہ ہے؟ انھوں نے کہاہمارا باپ بوڑھاہےلہٰذاہم اپنے حیوانات کوخودچرانےاوریہاں پانی پلانےآتے ہیں اورکیونکہ لوگوں کاہجوم ہےلہٰذایہ فارغ ہوجائیں توہم اپنےحیوانات کوپانی پلائیں ،موسیٰؑ نےان پررحم کھاتےہوئےان سےڈول لیااورجلدی جلدی پانی نکال کران کے حیوانات کوپیش کیااورپھردرخت کےسائےمیں جاکربیٹھ گئےان لڑکیوں نےگھرجاکراس جوان کاقصہ بیان کیاان کےوالدشعیبؑ نےکہااس کومیرےپاس بلاکرلاؤایک لڑکی نےآکر موسیٰؑ سےکہا کہ آپ کوہمارےباپ بلارہےہیں تاکہ آپ کی اُجرت دیں روایت ہے موسیٰؑ نےاس لڑکی سےکہاکہ تم پیچھےپیچھےچلوصرف مجھےراستہ بتاتی جاؤہم فرزندان یعقوب عورتوں کےپیچھےنہیں چلتےہیں،موسیٰؑ نےشعیبؑ کےپاس آکرجب اپنی داستان بیان کی توانھوں نےکہاکہ ڈرومت تم نےنادان لوگوں سےنجات پائی ہے،شعیبؑ کی ایک بیٹی بولی باباجان اسےاپنی مزدوری پررکھ لیں وہ طاقتوراورصالح انسان ہےشعیبؑ نے کہامیں یہ چاہتاہوں کہ اپنی ایک لڑکی تمہارےنکاح میں دیدوں اس شرط پرکہ تم آٹھ یا دس سال تک جوبھی تمہاری مرضی ہوہماری خدمت کرو،موسیٰؑ نےدس سال تک ان کی خدمت کی اورپھراپنی زوجہ کولیکربیت المقدس کی طرف چل دیئےرات کاوقت تھاسردی کی رات تھی راستہ یہ لوگ بھول چکےتھےکہ راستہ میں کہیں دورسےآگ روشن نظرآئی موسیٰؑ نےزوجہ سےکہاتم ذرایہیں ٹھہرومیں ذراآگ کاشعلہ یاکوئی خبرلیکرآؤں جیسےہی موسیٰؑ آگ کےنزدیک ہوئےتوآگ ان سےدورہوگئی وہ گھبرائےدرخت سےآوازآئی اے

موسیٰؑ !اپنی جوتیاں اُتاردوکہ یہ طُویٰ کی مقدس وادی ہےاور میں تمہاراپروردگارعالمین کا پالنےوالاہوں ذرااپنےعصاکو پھینکواب جوموسیٰ ؑ نےعصاکوپھیکادیکھاکہ وہ ایک بڑے اژدھے میں تبدیل ہوگیاپھرموسیٰ ڈرکے بھاگےآوازآئی ڈرومت اسےاُٹھالوتمہارےہاتھ میں وہ دوبارہ عصاہوجائےگاموسیٰؑ نےپلٹ کرکہااےبارالٰہا!یہ جومیں آوازسن رہاہوں یہ تیراہی کلام ہے؟آوازآئی ہاں اوراے موسیٰ ؑ !تم مت ڈرواورسکون کاسانس لو،یہ سنکرموسیٰؑ نےاپنےپیرکواس اژدھےکی دم پررکھااورگلےسےجوپکڑاتووہ ان کےہاتھ میں عصاہو چکا تھا۔

روایت میں(فاخلع نعلیک)کامطلب یہ ہےکہ اپنےخوف وہراس کودورکروپھراللہ تعالیٰ نےموسیٰؑ کو'یدبیضا'اور'عصا'کےمعجزات دیکرفرعون کےپاس بھیجا۔

امام جعفرصادق علیہ السلام سے روایت ہےکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نےایک رات بلکہ چندگھنٹوں میں موسیٰؑ کورسالت دیکرغیبت سےظاہرہونےکاحکم دیااسی طرح بارہویں امامعجؑ کو بھی ایک دم غیبت سے ظہور بخشےگا۔

۴۔عبداللہ بن سنان امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپؑ نے فرمایا:ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام میں موسیٰؑ نبی کی کچھ شباہتیں ہیں مثلاًپوشیدہ طور پرولادت کاہونا،اپنی قوم سےغائب رہنا،راوی نےپوچھاموسیٰؑ کتنےعرصےاپنی قوم سے غائب رہےآپؑ نےفرمایا۲۸سال۔

۵۔امیر المؤمنین علی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: مہدی(عج) ہمارے اہل بیت سے ہے اللہ تعالیٰ ایک رات میں ہی ان کے حق میں فیصلہ کرے گا (یعنی اُنہیں ظہور بخشے گا)۔

۶۔ابو بصیر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی چار شباہتیں موجود ہیں: ۱۔موسیٰ کی طرح کا دشمنوں کا خوف اور دوسری طرف ظہور کا انتظار ۲۔یوسف کی طرح سے قید میں زندگی گزارنا ۳۔عیسیٰؑ کی طرح سے لوگوں کا ان کے بارے میں بھی باتیں بنانا کہ وہ مر چکے ہیں جبکہ وہ زندہ ہوں گے ۴۔پیغمبر اکرم (ص) کی طرح شمشیر اپنے ہمراہ رکھنا۔

حضرتِ موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک اوصیاء کی غَیبت کا سلسلہ

۱۔محمد بن عمار اپنے والد سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے چھٹے امام سے وفات موسیٰ بن عمران کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب موسیٰؑ کا وقتِ رحلت آیا ملک الموت ان کے نزدیک آیا اور سلام کیا موسیٰؑ نے جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو اور کس لئے آئے ہو؟ اس نے کہا ملک الموت ہوں اور آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں، موسیٰؑ نے کہا: کہاں سے میری روح قبض کروگے؟ اس نے کہا آپ کے منہ سے، موسیٰؑ نے کہا اس سے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے تکلم کیا ہے، اس نے کہا اچھا ہاتھ سے، موسیٰ نے کہا ان ہاتھوں سے تو میں نے تورات پکڑی ہے، اس نے کہا اچھا

پیروں سے، موسیٰ ؑ نے کہاان سے توتمیں چلکر کوہ طورپر گیاہوں اس نے کہااچھاآنکھوں سے توموسیٰؑ نے کہایہ ہمیشہ رحمتِ الٰہی کی طرف جمی رہی ہیں،اس نے کہاکانوں سے، موسیٰؑ نے کہاان سے میں نے کلامِ الٰہی کوسناہےملک الموت کواللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اس کی روح قبض نہ کروجب تک وہ خودموت کی خواہش نہ کرے،ملک الموت چلاگیا جب تک ارادہ پروردگارہواموسیٰ ؑ زندہ رہےاورآخرکارایک دفعہ یوشع بن نون کوبلاکر وصیتیں کیں اوران سے کہاکہ اس امر کوپوشیدہ رکھنااوراپنےبعداپناجانشین بناکراُسے بھی یوں ہی وصیت کرنااور پھر موسیٰؑ قوم سے غائب ہوگئےاوراپنی غَیبت کےدوران ایک شخص کودیکھاکہ وہ قبرکھودرہاہے موسیٰ ؑ بولے کیاتمہیں مدد کی ضرورت ہے؟اس شخص نے کہا ہاں موسیٰؑ اس کی مدد کر نے گئےجب قبرتیارہوگئی توموسیٰؑ نےاس میں لیٹ کردیکھاتواللہ تعالیٰ نےان کی آنکھوں سےپردے ہٹادیئےاورانھوں نے بہشت میں اپنامقام دیکھ لیاتودعا کی ''اے بارالٰہا! میری روح قبض کرلے،ملک الموت نےوہیں ان کی روح قبض کرکے وہیں اُنہیں سُپردِخاک کردیا،آسمان سےندآئی جب موسیٰ کلیم اللہ اس دنیامیں باقی نہ رہےتوکون باقی رہ سکتاہے۔

پھریوشع بن نون(ع)کےدورمیں دومُنافقین نے موسیٰؑ کی زوجہ صفوراکویوشع بن نون (ع)کےخلاف اُبھارااورایک لاکھ کالشکرصفوراکی سرکردگی میں یوشع بن نون(ع)کے خلاف آیاخاصی جنگ ہوئی جس میں ان کےکافی افرادمارےگئےاورباقی بھاگ گئے نتیجتاً صفوراکویوشع بن نون(ع)نے گرفتارکیامگرپھریہ کہہ کرچھوڑدیاکہ اس دنیامیں میں نے

تمہیں بخشا یہاں تک کہ قیامت کے دن موسیٰؑ سے ملاقات کروں گا اوران سے تمہاری اور تمہاری قوم کی شکایت کروں گا، صفوراء نے کہا ہائے افسوس اگر میں جنت میں پہنچ بھی گئی تو مجھے اللہ کے نبی موسیٰؑ سے ملاقات کرتے ہوئے شرم آئے گی کہ میں نے ان کی ہتک حرمت کی اوران کے جانشین پر چڑھائی کی، حضرت یوشع بن نون (ع) کے بعد کے نائبین بھی غَیبت میں رہے حضرت داؤد (ع) کے زمانے تک جو تقریباً ۴۰۰ سال کا عرصہ تھا اوران کی تعداد گیارہ افراد کی تھی البتہ ان کے پیرو رکاروں کے ان سے روابط باقی تھے داؤدؑ چار بھائی تھے ان کے باپ بوڑھے تھے اور یہ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر ہیں اور لوگ ان کے منتظر ہیں اور یہی جالوت اوراس کے لشکر کا خاتمہ کریں گے، ان دنوں داؤدؑ کے باپ بھائی طالوت کے ساتھ جنگ پر گئے ہوئے تھے ان کے چھوٹے ہونے کی بناء پر انہیں گھر کے حیوانات کی حفاظت پر چھوڑ گئے تھے جنگ شدت پکڑ گئی لوگ گرفتار ہونے لگے تو داؤدؑ کے والد لوٹے اور داؤدؑ سے کہا اپنے بھائیوں کے لئے آب وغذا لے جاؤ، انھوں نے کھانا اُٹھایا اور چل دیئے راستے میں ایک پتھر سے آواز سنی کہ اے داؤدؑ! مجھے اُٹھالو کہ مجھے جالوت کی موت کے لئے خلق کیا گیا ہے، لہٰذا داؤدؑ نے اس پتھر کو اُٹھا کر اس تھیلے میں ڈال لیا جس میں حیوانات چراتے ہوئے انھیں جمع کرنے کے لئے پتھر رکھا کرتے تھے اب جو محاذ پر جالوت کا دبدبہ سنا تو کہنے لگے تم لوگ جالوت سے ڈرتے ہو اگر میں اسے دیکھ لوں تو جان سے مار ڈالوں گا، یہ بات جب طالوت تک پہنچی اس نے داؤد کو بلا کر پوچھا تمہیں کونسا جنگی تجربہ ہے؟ داؤدؑ بولے بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ شیر یا چیتے نے میرے غلہ پر حملہ کیا تو میں نے

شیر و چیتے پر حملہ کرکے اپنے گوسفند کو آزاد کرالیا ہے، دوسری طرف طالوت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہو چکی تھی کہ جالوت کو وہی قتل کرے گا جس کو تمہاری ذِرہ آئے گی لہٰذا اس نے اپنی ذرہ اُتار کر داؤد کو دی تو انھوں نے اسے پہن لیا، جس پر طالوت اور بقیہ بنی اسرائیل کو بڑا تعجب ہوا طالوت نے کہا امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں جالوت کو ہلاک کرے گا صبح ہوئی دونوں لشکر مدمقابل آئے داؤدؑ نے طالوت سے کہا مجھے ذرا جالوت کو دکھائیں طالوت نے جالوت کی نشاندھی کروائی داؤدؑ نے اس پتھر کو نکال کر جالوت کی طرف پھینکا تو وہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے سوراخ کرتا ہو مغز میں داخل ہو گیا جالوت اپنی سواری سے گرا اور لوگوں میں شور برپا ہوا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر ڈالا، پھر داؤد کو لشکر کا سردار بنا دیا گیا پھر تو طالوت کو بھی کوئی نہیں پہچانتا تھا سب بنی اسرائیل داؤدؑ کے گرد جمع ہونے لگے، اللہ تعالیٰ نے کتاب زبور اُن پر اُتاری اور لوہے کے کام کی اُنہیں تعلیم دی اور لوہے کو ان کے ہاتھوں پر نرم کیا، پہاڑوں پرندوں کو حکم دیا کہ ان کی تسبیح الٰہی میں ان کا ساتھ دیں اور ایسی پیاری آواز ان کو عطا کی جو کسی کی نہیں تھی اور انہیں بنی اسرائیل کا نبی قرار دیا، ہمارے قائمِ آلِ محمد علیہم السلام کا حال بھی داؤدؑ کا سا ہوگا جب آپ کو اذنِ ظہور ہوگا تو آپ کے پاس نیام میں تلوار ہوگی جو پکارے گی اے اللہ کے ولی اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ آپ مجھے نکالیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا خاتمہ کروں اور آپ اس طرح سے احکامِ الٰہی کو جاری کریں گے۔

پھر داؤد (ع) نے سلیمانؑ کو اپنا جانشین بنایا جس پر بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اعتراض ہوا کہ سلیمان سے عمر میں بڑے افراد کے ہوتے ہوئے داؤدؑ نے اُنہیں اپنا نائب بنایا ہے جب یہ بات داؤدؑ کے کانوں تک پہنچی تو انھوں نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور کہا تم سب اپنے اپنے لئے عصا لاؤ اور ہر ایک اپنے عصا پر اپنا اپنا نام لکھ کر یہ سب عصا ایک کمرے میں رکھ دو دوسرے دن جس کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دیدے گا تو وہی میرا خلیفہ وجانشین ہوگا، سب نے ایسا ہی کیا اور رات بھر باہر پہرہ دیتے رہے داؤدؑ کی امامت میں نماز صبح پڑھکر جو کمرے سے سب کے عصا نکالے گئے تو صرف سلیمان کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دے چکا تھا یہ معجزہ دیکھ کر سب خاموش ہوگئے اسطرح داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ وجانشین بنادیا اور لوگوں کے سامنے سلیمان کو آزمایا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا ٹھنڈی ترین چیز کیا ہے؟ سلیمانؑ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا بندوں سے اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے عفو درگزر کرنا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا سب سے زیادہ کیا چیز شیرین ہے؟ سلیمان نے جواب دیا رحمت پروردگار بندگان اِلٰہی میں پھر باذن پروردگار سلیمان بھی قوم سے غائب ہوگئے اور اسی دوران شادی بھی کی اسی دوران وہ دریا کے ساحل پر جاکر مچھیرے سے کہتے ہیں اگر میں تمہاری مدد کروں تو مجھے بھی اُجرت دوگے اس نے کہا ہاں سلیمانؑ نے اس کی، مدد کی نتیجہ میں اس نے سلیمانؑ کو دو مچھلیاں دیں اب جو لاکر کانٹیں تو ایک مچھلی میں سے ایک انگوٹھی نکلی سلیمانؑ نے اسے دھو کر جیب میں رکھ لیا بیوی نے کہا یہ آج آپ کی پہلی کمائی ہے لہٰذا اگر اجازت ہو تو میں اپنے والدین کی بھی دعوت کرلوں کہ وہ لوگ بھی اس غذا میں ہمارے

ساتھ شریک ہو جائیں سلیمانؑ نے کہا بلالو، جب سب کھانا کھانے بیٹھے تو سلیمانؑ نے کہا آپ سب جانتے ہیں کہ میں کون ہوں سب نے کہا کہ داؤدؑ کے بیٹے صالح فرزند صالح ہو، سلیمانؑ نے انگوٹھی نکال کر دکھائی اور بتایا کہ اللہ نے مجھے نبوت اور بادشاہت دونوں عطا کی ہیں سب بہت خوش ہوئے، جب سلیمانؑ کا وقتِ وفات نزدیک ہوا تو انھوں نے آصف بن برخیا کو اپنا خلیفہ وجانشین قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کو بھی کچھ عرصہ کے لئے غیبت میں رکھا پھر وہ ظاہر ہوئے اور لوگ ان کے پاس آ کر اپنے مسائلِ دینی پوچھا کرتے تھے پھر وہ اپنی قوم سے یہ کہہ کر کہ اب ہماری تمہاری ملاقات پُل صراط پر ہوگی اور غائب ہو گئے ان کی اس غیبت کی صورت میں بنی اسرائیل پر ایسا شدید وقت آیا کہ بخت النصر ان پر غالب آگیا اور جس کو پاتا قتل کرواڈالتا اور اس نے یہود اکے اسیر شدہ خاندان سے چار افراد کو چنا جن میں دانیالؑ پیغمبر بھی تھے اور ہارونؑ کی اولاد سے عزیرؑ کو چنا جو اس وقت بچے تھے اور اذیت وآزار دینے شروع کر دیئے، دانیالؑ پیغمبر ۹۰ سال بخت النصر کے اسیر رہے جب اس نے ان کے فضائل سنیں کہ بنی اسرائیل والے ان کے ظہور کے انتظار میں ہیں تاکہ ان کے ذریعہ بنی اسرائیل والوں کی پریشانی دور ہو تو اس نے دانیال پیغمبر کو ایک خونخوار شیر کے ہمراہ گہرے کنویں میں قید کروایا دیا تاکہ وہ شیر ان کو کھا جائے مگر وہ شیر بھوکا ہونے کے باوجود ان کے نزدیک نہیں گیا، ایک شب بخت النصر نے خواب میں دیکھا کہ ملائکہ کی ایک جماعت دانیال جس کنویں میں قید تھے اُتری اور ان سے کہا اب غیبت کا وقت ختم ہوا اور اب تمہارے لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے کا وقت ہے جب صبح

کواُٹھاتواپنے کئے پرپشیمان ہوااور دانیالؑ پیغمبر کورہاکرکےان سےعذرخواہی کی اورامور سلطنت کوان کے حوالے کیااب توجو بنی اسرائیل گردونواح میں بخت النصر کے خوف سے چھپے ہوئے تھےظاہر ہونے لگےاور دانیالؑ پیغمبر کے گرد جمع ہوگئے کیونکہ ان کی مشکلات کے دور ہونے کاوقت آچکاتھا،کچھ ہی عرصہ بعددانیالؑ پیغمبر کاانتقال ہوگیاانھوں نے عزیرؑ کو اپناخلیفہ وجانشین بنایابنی اسرائیل ان کے گردجمع ہوگئے پھراللہ تعالیٰ نے عزیرؑ کو١٠٠سال کے لئے غیبت میں رکھاپھران کوظاہر کرکے لوگوں پراپنی حجت کوتمام کیاپھرانھیں غیبت میں بھیج دیااس طرح پھرسےبنی اسرائیل پر سخت وقت آیایہاں تک کہ یحییٰ بن زکریا(ع)کی ولادت ہوئی جب ان کی عمر سات سال کی ہوئی تووہ لوگوں کےسامنےظاہر ہوئےاورخطبہ ارشادفرمایا:حمدوثنائےپروردگارکےبعد لوگوں کواللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی اورگذشتہ وموجودہ سختیوں سے عبرت لینے کوکہااوران سےوعدہ کیاکہ تقریباً٢٠ سال سےکچھ زیادہ سال کےبعدحضرت عیسیٰ(ع)کے ظہور کرنےسےان کی مشکلات کا خاتمہ ہوگا،پھراللہ تعالیٰ نےحضرتِ عیسیٰ(ع)کی ولادت کوبھی پوشیدہ رکھایہاں تک کہ جب لوگوں نےان کی ماں پرگناہ کی تہمت لگائی تو عیسیٰؑ گویاہوئےاورحمدوثنائے پروردگار اوراپنی نبوت کےاعلان کےبعداپنی ماں کی عصمت کی گواہی دی اورپھرجب نبوت اوررسالت کےمنصب کےساتھ لوگوں کےدرمیان ظاہر ہوئےتوطاغوت زمان کےخوف سےاپنےجانشین شمعون بن حمون اوراپنےحواریوں کے ہمراہ پوشیدہ ہوگئے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں عیسیٰؑ بن مریمؑ کا بشارت دینا

۱۔عبداللہ بن سلیمان جو کتب آسمانی کو پڑھکر حفظ کرلیا کرتا تھا اس کا کہنا ہے کہ میں نے انجیل میں یوں پڑھا ہے کہ اے عیسیٰؑ! تم میری اطاعت میں کوشاں رہو اور نافرمانی نہ کرنا میں نے تمہیں پاک وپاکیزہ بطن سے پیدا کیا ہے صرف میری ہی اطاعت کرنا اور مجھی پر توکل کرنا اور اس کتاب کو لوگوں کے سامنے پڑھکر سناؤ اور بتاؤ کہ میں وہ اللہ تعالیٰ ہوں جسے کوئی زوال نہیں اور پیغمبر اُمیّ کی تصدیق کرو،اس کی نسل مُبارک ذات سے ہوگی جس کا گھر جنت میں ہے آخری زمانے میں اس کی کفالت اسی طرح ہوگی جس طرح تمہاری ماں کی کفالت زکریا نے کی،اس کے دو عزیز فرزند ہوں گے جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں گے اس کا کلام قرآن اس کا دین دینِ اسلام ہوگا جس طرح میرا نام ''سلام'' ہے نیک بشارت ہو ان لوگوں کو جو اس کے زمانے کو پائیں گے اور اس کے کلام کو سنکر اس پر عمل کریں گے۔

عیسیٰؑ نے پوچھا پروردگار 'نیک بشارت' سے کیا مراد ہے؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'اس سے مراد بہشت کا وہ درخت ہے جو میں نے اپنی قدرت خاصہ سے اُگایا ہے جو تمام بہشت پر سایہ کئے ہوئے ہے،اس کی جڑ ''رضوان'' ہے اس کا پانی ''تسنیم'' ہے اور اس کی ٹھنڈک ''کافور'' اس کا مزہ انجیر کا سا ہے جو بھی اس سے ذرا سا بھی نوش کرے گا ہرگز تشنہ نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ نے عرض کی' بارالٰہا ذرا مجھے بھی اس درخت سے چکھا' جواب ملا اے عیسیٰؑ! اس درخت سے چکھنا بشر پر اس وقت تلک حرام ہے جب تلک وہ پیغمبر اُمیّ اور اس پیغمبر کی

امت نہ چکھ لے،ہاں اے عیسیٰؑ میں تمہیں اپنی جانب اوپر بلالوں گااورآخری زمانے میں زمین پر بھیجوں گاجب اس پیغمبر کی اُمّت کےآخری نائب کاظہور ہوگاتوتم تعجب آمیز چیزیں دیکھوگےاورتم اس اُمّت سے دجال کے شر کودور کرنے میں اس کی مدد کروگے تمہیں نماز کے وقت بھیجوں گاتاکہ ان کے ساتھ جاکر نمازپڑھنابیشک وہ اُمّتِ مرحومہ ہے حضرت عیسیٰؑ کوکئی غیبتیں سہنی پڑیں وہ اپنی سرزمین پر چلتے پھرتے تھےمگران کے پیروکارانھیں پہچانتےنہیں تھے پھرظاہر ہوئےاور شمعون بن حمون علیہاالسلام کواپناوصی بنایاجب شمعون کا انتقال ہواتولوگوں سے حجتِ الٰہی غائب ہوچکے تھےلوگ ان کی تلاش وجستجومیں رہتےاور زمانےکےظالم وجابرحاکموں کے مظالم سہتے تھےیہاں تک کہ واجبات ومستحبات الٰہی بالکل سے ختم ہوچکے تھےلوگ اِدھراُدھر بکھرگئےاس غیبت کو۲۵۰سال گزرے۔

۳۔معاویہ بن عماراماں جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نے فرمایا:عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کےبعد۲۵۰سال تک لوگ ظاہری حجتِ الٰہی کے بغیر رہے

۳۔یعقوب بن شعیب امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا:عیسیٰ بن مریم اور پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کےدرمیان۵۰۰سال کافاصلہ ہے جن میں سے۲۵۰سال تک کوئی بھی پیغمبراورعالم آشکارنہیں تھا،راوی نےپوچھاتولوگ اس دوران کیاکرتےتھے؟آپ نےفرمایا:اس وقت لوگ دین عیسیٰ پرعمل کرتےتھے۔

منجملہ ان افراد میں سے ایک جو زمین پر ہمیشہ حجتِ الٰہی کی تلاش میں تھے وہ سلمان فارسی تھے جو ایک عالم سے دوسرے عالم کے پاس اور ایک فقیہ سے دوسرے فقیہ کے پاس جاتے اور اسرار و رُموزِ الٰہی کی جستجو کرتے تھے اور گذشتہ انبیاء کی اخبار کے استدلال کیا کرتے تھے چار سو سال تک سید اوّلین وآخرین وخاتم النبیین محمد مصطفیٰ (ص) کے انتظار میں رہے یہاں تک کہ ان کی ولادت کی خوشخبری سنی اور جب آپ (ص) کے ظہور کا وقت نزدیک ہوا تو سلمان سرزمین حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور اسیر ہو گئے۔

کچھ سلمان فارسیؓ کے بارے میں

راوی کہتا ہے میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسول ذرا ہمیں سلمانِ فارسیؓ کے اسلام کے بارے میں آگاہ کریں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: میرے والد نے مجھ سے اور ان سے امیر المؤمنین (ع) نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ میں اور سلمانؓ فارسی وابوذرؓ اور قریش کا ایک گروہ قبرِ پیغمبر کے قریب جمع تھے کہ میں نے سلمان فارسیؓ سے کہا اے ابو عبداللہ ذرا ہمیں اپنے اسلام لانے کے بارے میں آگاہ کرو؟ سلمان فارسیؓ نے عرض کی، اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم اگر آپ کے علاوہ کوئی اور پوچھتا تو میں ہرگز نہیں بتاتا مگر کیونکہ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے لہٰذا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں ایران کے شہر شیراز کا رہنے والا تھا میرے والد کسان تھے میں والدین کے نزدیک عزیز تھا ایک دن میں اپنے والد کے ہمراہ کسی جشن میں شرکت کرنے جا رہا تھا کہ ایک صومعہ (عیسائیوں کی

عبادت گاہ) میں ہم دونوں پہنچے وہاں ایک شخص باآواز بلند کہہ رہاتھاکہ کوئی معبود نہیں ہے سوائےاللہ وحدہ لاشریک کےاور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور محمد حبیب اللہ ہیں؛اس کی یہ آواز سنکر محبتِ پیغمبراسلام(ص) میرے گوشت وپوست میں سماگئی اس کے بعد سے توکھانے پینے کا مزہ مجھ سےاُٹھ گیا، میری ماں نے کہابیٹاآج تم نے طلوع ہوتے ہوئےآفتاب کو سجدہ کیوں نہ کیا؟میں نےان کے جواب میں بہانہ بنادیاگھرلوٹ کردیکھاکہ ایک کتاب چھت سے لٹکی ہوئی ہے ماں سے میں نے پوچھایہ کیاہے؟ماں نےجواب دیااس کے نزدیک نہ ہونا تمہارے باپ تمہیں مارڈالیں گے میں خاموش رہا جب رات کووالدین سوگئےتومیں اُٹھا اوراس کتاب کواُتار کرکھولاتودیکھاکہ اس پر(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم)لکھاہواہےاوراس کے نیچےلکھاہواہے کہ یہ اللہ کاوعدہ ہےآدمؑ سے کہ اس کے صُلب سےایک پیغمبر کوپیدا کرےگاجس کو محمد(ص)کہتے ہیں جومکارم اخلاق کی تعلیم دےگااوربتوں کی پرستش سے روکے گا، عیسیٰ کے وصی کے پاس جاؤاوراس پرایمان لےآؤاوربُرے عقائد سے کنارہ کشی اختیار کرو، میں نےجووہ عبارت پڑھکرصدائے تکبیر بلند کی تومیرےوالدین بھی اُٹھ گئےاور انھوں نے مجھے پکڑلیااورایک گہرے کنویں میں قید کردیااورکہنے لگےاگراس عقیدے سے باز آگئےتوٹھیک ورنہ تمہیں جان سےمارڈالیں گے، میں نےان سے کہا:جومرضی میں آئے کریں میں محمد(ع)کی محبت کواپنےدل سے نہیں نکال سکتاہوں،اورمیں اس پیغام پڑھنے سے پہلے عربی نہیں جانتاتھامگراس پیغام کی برکت سےاللہ تعالیٰ نے مجھے عربی کی تعلیم بھی دیدی، میں مسلسل اسی کنویں میں رہتاوہ لوگ وہیں میرےلئےغذادیاکرتے تھے،اسی

طرح جب مجھ پرزیادہ سختی بڑھی تومیں نےپروردگارکی بارگاہ میں ہاتھوں کودعاکےلئے بلندکیااورکہا' بارِالٰہاتونےمجھے محمد(ص)کی دوستی اورمحبت کی وصیت کی لہٰذااب اسی کی برکت سے میری مشکلات کودُورفرما: میری دُعاابھی مکمل نہیں ہوپائی تھی کہ وہی صومعہ والاشخص سفیدپوش میرےپاس آیااورمیراہاتھ پکڑکرنکالااوراپنےصومعہ لےگیامیں نے وہاں جاکریہ کلمات اداکئے"أَشْهدُأَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَأَنَّ عيسىٰ رُوحُ اللّٰهِ، وَأَنَّ مُحَمَّداًحَبيبُ اللّٰهِ "میں دوسال تک اس کےپاس رہاجب اس کاوقت وفات ہواتومیں نےاس سے کہا: مجھے کس کے سپرد کرکے جارہےہو؟اس نے کہامیں کسی کو نہیں جانتاہوں جومیراہم عقیدہ ہومگرہاں شہر''انطاکیہ''میں ایک راہب ہےجب اس تک پہنچوتومیرا سلام اس سے کہنااوریہ کچھ تختیاں ہیں یہ اس کودینایہ کہہ کراس نےوہ تختیاں مجھےدیں اوراس کاانتقال ہوگیامیں نےاسے غسل وکفن دیااوردفن کرنےکےبعدوہ تختیان لیکرشہر ''انطاکیہ''کاسفرکیاوہاں کےصومعہ پہنچ کرمیں نےیوں کہا:"أَشْهدُأَنْ لااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَأَنَّ عِيسىٰ رُوحُ اللّٰهِ،وَأَنَّ مُحَمَّداًحَبيبُ اللّٰهِ "وہاں بیٹھےہوئےعابدنےمیری طرف دیکھااورمجھےاپنےقریب بلاکربٹھایااس طرح دوسال تک میں اس کی خدمت میں رہا جب اس کابھی وقت وفات نزدیک ہواتومیں نےاس سے کہاکہ مجھے کس کے سپرد کرکے جارہےہو؟اس نے کہامیں اپنےہم عقیدہ صرف ایک راہب کوجانتاہوں جواسکندریہ میں رہتاہےاگرتم اس کے پاس گئےتواسے میری طرف سےسلام کہنااوریہ تختیاں اسےدیدینا

،پھراس کا بھی انتقال ہوگیامیں نےاس کے غسل وکفن اوردفن کے بعداسکندریہ کارخ کیا اوروہاں کے صومعہ پہنچ کر گواہی دی"أَشْهدُأَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَأَنَّ عِيسىٰ رُوحُ اللّٰهِ، وَأَنَّ مُحَمَّداًحَبِيبُ اللّٰهِ"پہلےعابدکی طرح دوسال تک پہلےعابد کے پاس رہااس کے بعد اس کا بھی وقت وفات نزدیک ہواتواس نے مجھ سے کہا گھبراؤمت محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب کی ولادت نزدیک ہےاورجب تم اس کی خدمت میں پہنچوتواسے میراسلام کہنااور یہ تختیاں اُسے پہنچادینااس کے بعداس کاانتقال ہوگیاتواس کے غسل وکفن ودفن کے بعدوہ تختیاں لیکراس جگہ سے باہرنکلاایک قافلے کوجاتے دیکھاان سے کہااگرمیں آپ کی خدمت کروں توکیامجھےآب وغذادیں گے؟انھوں نے کہاٹھیک ہے،جب ان کے کھانےکاوقت ہوا توانھوں نے گوسفند کواتناماراکہ وہ مرگیاتواس کےکچھ گوشت کوکاٹ کراس کے کباب بنائےاورکچھ کو بھوناورمجھے بھی کھانے کی دعوت دی ،میں نےان سے کہاکہ میں راہب کا خادم ہوں جوگوشت نہیں کھاتےہیں یہ سنکرانھوں نےمجھےاتناماراکہ نزدیک تھامیں مرجاتا،ان میں سےایک نے کہااسے چھوڑدواورآؤشراب پیوپھرمجھے بھی شراب کی پیشکش کی مگرجب میں نےانکارکیاتو اس پر بھی مجھےاتناماراکہ میرادم نکلنےوالاتھاکہ میں نےان سے کہامجھے نہ ماروميں تمہارےغلام ہونےکااعتراف کرتاہوں،انھوں نےیہ سنکرمجھے دوسروں کےہاتھ تین سودرہم کافروخت کردیا،اس نئےخریدارنے میری داستان پوچھی تو میں نےاسے بتایاکہ میراکوئی قصورنہیں ہےسوائےاس کےکہ میں محمد مصطفٰی (ص)اوران کےجانشینوں کودوست رکھنےوالاہوں یہ سنکراس نے کہامیں یہودی ہوں اور محمد(ص)کااور

تیرا دشمن ہوں یہ کہہ کر وہ مجھے گھر سے باہر ایک ٹیلہ پر لے گیا اور کہا اگر صبح تک اس ٹیلے کے کنکروں کو صاف نہ کیا تو میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، میں اس کام میں مشغول ہو گیا کیونکہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کی بارالہا تجھے واسطہ ہے محمد (ص) اور ان کے وصی کا جن کی محبت تو نے میرے دل میں عطا کی ہے میری مُشکلات کو دُور فرما اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا بھیجی کہ اس نے اس ٹیلے کے کنکروں کو ڈھکیل کر اسی مقام پر پہنچا دیا جہاں اس یہودی نے پھینکنے کو کہا تھا، جب صبح ہوئی اور اس یہودی نے آ کر دیکھا تو کہنے لگا تم تو مجھے جادوگر لگتے ہو قبل اس کے کہ تم اس علاقہ کو بھی تباہ کر دو میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا یہ کہہ کر شہر سے باہر لیجا کر اس نے مجھے ایک سلمی قبیلہ کی عورت کے ہاتھوں بیچ دیا اس نے کافی مہربانی کی اور ایک باغ میرے حوالے کیا اور کہا یہ باغ تمہارا ہے جتنا چاہو اس میں سے کھاؤ اور جتنا چاہے دوسروں کو صدقہ دو، اسی طرح زندگی گزرتی رہی کہ ایک دن میں نے دیکھا سات افراد آئے ہیں جنکے سروں پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے میں نے اپنے آپ سے کہا یہ سب تو پیغمبر نہیں ہو سکتے یقیناً ان میں سے صرف ایک ہی پیغمبر ہو سکتے ہیں وہ سب آئے جن میں پیغمبر (ص) امیر المؤمنین (ع)، ابو ذر، مقداد، عقیل بن ابی طالب، حمزہ بن عبدالمطلب، زید بن حارثہ تھے۔ (یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عقیل صُلح حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضرت حمزہ کی شہادت جنگ اُحد میں واقع ہوئی لہٰذا یہ دونوں افراد کس طرح مدینہ میں پیغمبر (ص) کے ہمراہ جمع ہوئے کیونکہ عقیل جنگ بدر میں مشرکین کے سپاہیوں میں سے تھے اور اسیر ہوئے پھر فدیہ دیکر آزاد ہوئے تھے اور ان کا فدیہ بھی عباس

بن عبد المطلب نے ادا کیا اور صُلح حدیبیہ کے موقع پر صلح سے پہلے ہی اسلام لے آئے تھے جبکہ حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور سلمان فارسی جنگ بدر میں بھی حاضر تھے اور جنگ خندق میں خندق اُنھیں کے مشورہ کے تحت کھودی گئ تھی۔

لہٰذا یہ سب افراد میرے باغ میں گرے ہوئے خرمے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہے تھے اور پیغمبر سب سے کہہ رہے تھے کہ نیچے پڑے ہوئے خرمے کھاؤ درختوں کو ہاتھ نہ لگانا کہ مالک کو نقصان ہو میں نے اپنی مالکن سے کہا ذرا ایک طبق خرمہ دیجئے گا اس نے کہا یہ چھ طبق خرمہ تمہارے لئے ہیں میں نے ایک طبق خرمہ بعنوان صدقہ پیش کیا تو پیغمبر (ص) علی و حمزہ و عقیل نے کھانے سے اجتناب کیا، میرے سامنے ایک نشانی واضح ہوئی اس کے بعد میں نے دوسرا طبق خرمہ کا بعنوان ہدیہ پیش کیا تو پیغمبر (ص) نے (بِسْمِ اللّٰہ) کہہ کر اس میں سے خود بھی خرمے کھائے اور دوسروں کو بھی پیش کئے اس طرح دوسری نشانی میرے سامنے واضح ہوئی، میں ان کے اطراف میں چکر لگا رہا تھا کہ آنحضرت (ص) نے مجھ سے کہا یقیناً اب تم تیسری علامت کے انتظار میں ہو؟ میں نے کہا ہاں، تو انھوں نے مجھ سے کہا جاؤ اس عورت سے جا کر کہو کہ محمد بن عبداللہ کہہ رہے ہیں کیا اس غلام کو فروخت کروگی؟ میں نے آکر اپنی مالکن سے کہا، اس نے کہا ہاں چار سو خرمہ کے درخت کے عوض بیچوں گی جن میں سے دو سو زرد رنگ کے ہوں اور دو سو سرخ رنگ کے ہوں، میں نے آکر پیغمبر اکرم (ص) کو اس کا پیغام دیا آپ (ص) نے فرمایا: کتنی آسان چیز کی اس نے خواہش کی ہے اس کے بعد آپ (ص) نے

حضرت علی (ع) سے کہا علی ذرا اٹھو اور تمام کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرو آپ (ص) نے تمام گٹھلیاں لیں اور اُنھیں اُگایا اور علیؑ سے کہا انھیں پانی دو، علیؑ نے پانی دیا کچھ ہی دیر بعد درخت نکل آئے آنحضرت (ص) نے مجھ سے کہا جاؤ اپنی مالکن سے کہو تمہاری اُجرت آمادہ ہے مالکن نے جو یہ منظر دیکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو تمہیں نہیں فروخت کروں گی مگر چار سو درخت کے عوض جو صرف زرد ہوں جبرائیل (ع) امین نے آکر اپنے پر ان درختوں سے مس کئے وہ سب کے سب زرد ہو گئے اب اس عورت نے بھی جو یہ معجزات دیکھے تو کہنے لگی اللہ کی قسم محمد (ص) کی طرف سے ان میں سے ایک درخت ہی میرے لئے کافی ہے اس طرح پیغمبر (ص) نے مجھے اس عورت سے خرید کر آزاد کیا اور میرا نام سلمان رکھا کیونکہ اس سے پہلے میرا نام ''روزبہ'' تھا۔

شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ کا اصل نام روزبہ فرزند خشبوذان تھا، سلمان فارسیؓ نے کبھی بھی سورج کے آگے سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ ان کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا لہٰذا ان کے والدین سمجھتے تھے کہ وہ بھی ہماری طرح سورج کے آگے سجدہ کرتا ہے اور سلمان فارسیؓ حضرت عیسیٰؑ کے اوصیاء میں سے آخری وصی تھے۔

کچھ قیس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں

یہ شخص عالم بھی اور حکیم بھی تھا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کی ولادت کے پہلے سے جانتا تھا اور آنحضرتؐ کے ظہور کا منتظر تھا اور کہتا رہتا تھا کہ اے لوگوں! اللہ تعالیٰ کا دینِ اسلام تمہارے ادیان سے بہتر ہے اور پیغمبرِ اسلام (ص) بھی اس کے لئے طلبِ مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ایک امت کی مانند محشور کرے گا۔

١۔ محمد بن مسلم امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: فتح مکہ کے موقع پر ایک روز جب پیغمبر اکرم (ص) خانہ کعبہ کے کنارے کھڑے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ پیغمبرؐ کے پاس آئے اور سلام کیا، پیغمبرؐ نے جواب سلام کے بعد پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو لوگوں نے بتایا یہ بکر بن وائل کے نمایندے ہیں، تو پیغمبر (ص) ان سے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ قیس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں آگاہی رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں یارسول اللہ (ص) آپؐ نے پوچھا وہ آج کل کہاں ہیں؟ جواب ملا ان کا انتقال ہوگیا ہے آپؐ نے فرمایا: بیشک ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بن ساعدہ ایادی عکاظ کے بازار میں سرخ بالوں والے اونٹ پر سوار ہے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے لوگوں! ذرا جمع ہو کر خاموش ہو کر میری باتوں کو سنو اور یقین کر کے محفوظ کر لو کہ جو بھی زندہ ہے بالآخر اسے ایک دن مرنا ہے اور جو ہاتھ سے چلا جائے وہ پلٹ کر نہیں آیا کرتا ہے آسمان کی خبریں اور زمین میں عبرتیں ہیں اور پھیلائی ہوئی چھت اور بچھایا ہوا گہوارہ ہے، ستارے حرکت میں ہیں، دن رات جاری وساری ہیں پھر قیس بن ساعدۂ ایادی

قسم کھا کر کہتا تھا اے لوگوں! یہ سب خبریں کوئی کھیل و تماشا نہیں ہیں ان سب چیزوں کے پس پردہ عجائباتِ الٰہی ہیں کیوں جو لوگ مرتے ہیں وہ لوٹ کر نہیں آتے؟ کیا انہیں وہاں کی رہائش پسند آ گئی اور انھوں نے وہیں اقامت کر لی یا وہاں وہ چھوڑ دیئے گئے ہیں اور سو رہے ہیں پھر قیس بن ساعدہ ایادی قسم کھا کر کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا دینِ اسلام تمہارے ان تمام ادیان سے بہتر ہے پھر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحمت کرے قیس بن ساعدہ ایادی پر وہ قیامت کے دن ایک امت کی مانند محشور ہوگا، پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو اس کے اشعار یاد ہیں: ان میں سے ایک نے کہاں ہاں میں نے سنا ہے وہ یوں کہتے تھے۔

جو آخرت کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔ ہمارے لئے وہ عبرت ہوئے

جس پر آ گئی ہے موت۔۔۔ پھر نہ لوٹا وہ ہماری طرف

دیکھا میں نے سبکو جاتے ہوئے موت کی جانب۔ سب ہی گئے بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں۔

جو گئے تو پھر وہ لوٹ کر نہ آئے۔ جو ابھی نہیں گئے ان کے لئے وہ عبرت ہوئے ہیں۔

میں بھی یقیناً جاؤں گا اسی سو۔ زمانے کا چرخہ اسی طرح چل رہا ہے۔

٢۔ہشام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبیلۂ ایادکے کچھ لوگ پیغمبر اکرم(ص) کے پاس آئے توآنحضرت نےان سے قیس بن ساعدہ ایادی کےاشعارکے بارے میں سوال کیاتوانھوں نے کہا: ہاں وہ اس طرح شعر کہا کرتے تھے۔

اے موت کے چاہنے والے مردے قبر میں ہیں۔

ان کے تنوں پران کی سادہ زندگی پھٹاپرانا کفن ہے۔

ان کو چھوڑدو کہ ان کے لئے بھی روزی ہےفریاد کرناخواب سے بیدار ہونا۔

جس طرح مدہوش خواب سے بیدار ہوتے ہیں۔

بعض ان میں عریاں بعض اپنے کفنو ں میں۔

بعض نئے رنگیلے لباسوں میں بعض پھٹےپرانے کپڑوں میں

یہاں تک کہ دوسری حالت سےاپنی حالت میں پلٹ آئے۔

نئی خلقت ان سے وجودمیں آئے بارشیں ہوں یانباتات۔

ماں باپ ہوں یادیگرچرندپرند،پیداہونےوالے ہوں یامرنےوالے۔

روشنیاں ہوں یاتاریکیاں،دن ہوں یاراتیں، فقیرہوں یاغنی

شقی ہوں یاسعید ہوں، نیکوکار ہوں یابدکار ہوں ان سب کی خبریں غافل لوگوں کے عمل کی اصلاح کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ ئے وحدہ لاشریک جبکہ نہ مولود ہے نہ والد وہی لوٹاتا ہے وہی آغاز کرتا ہے اور پھر کل سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ایاد کے رہنے والوں بتاؤ کہاں ہیں گروہ قوم ثمود وعاد؟ بتاؤ کہاں ہیں تمہارے آباؤ واجداد؟ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ئے کعبہ کی قسم جس کا بھی آغاز ہوا ہے اس کا اختتام ہونا ہے اگر ایک دن چلا جائے تو دوسرا دن آجاتا ہے، قیس بن ساعد بن حذامہ بن ایاد بن نزار سے نقل کرتے ہیں اور یہ پہلا وہ انسان ہے جو زمانہ جاہلیت میں قیامت پر ایمان لایا اور سب سے پہلا انسان ہے جو میری ولادت سے چھ سال پہلے مجھے میرے نام ولقب سے پہچانتا تھا اور لوگوں کو میرے بارے میں بشارتیں دیا کرتا تھا اور تقیہ میں زندگی بسر کرتا تھا اس کے باوجود لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا۔

٣۔ عبداللہ بن عباس اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ قیس بن ساعدہ ایادی اپنے بچوں کو اپنے قریب بلا کر یوں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اے بچوں! پیٹ کے لئے دال بھی کافی ہے پانی ملا دودھ بھی اسے سیراب کر دیتا ہے جو بھی کسی مسئلہ میں تمہیں سرزنش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسی کی مانند ہے اور جو بھی تم پر ظلم کرے گا اس کا مافوق اس پر ظلم کرے گا اگر تم دوسروں کے ساتھ عدالت کروگے تو تمہارا مافوق تمہارے ساتھ عدالت کرے گا ، کسی کو کسی چیز سے منع کرنے سے پہلے خود اس سے بچو، اپنی حیثیت سے بڑھکر جمع آوری نہ کرو، جس کی طرف محتاج نہیں ہو نہ کھاؤ، اگر قوم کے آقا بننا چاہتے ہو تو خادمِ قوم بنو، ایسے

ثروت مند سے جو اپنے آپ میں مشغول ہے مشورہ نہ کرو چاہے جتنا بھی تیز ہو، بھوکے شخص سے بھی مشورہ نہ کرو چاہے جتنا بھی سمجھدار کیوں نہ ہو، بزدل انسان سے بھی مشورہ نہ کرو گرچہ وہ ناصح ہی کیوں نہ ہو، ایسی طوق گردن کو اپنی گردنوں میں نہ ڈالو جس کو سوائے مشقت کے اُتار نہ سکو، دشمنی میں بھی عدالت کا خیال رکھو، گفتار میں میانہ روی رکھو ، دینی راز کو کسی کے پاس بھی امانت نہ رکھواؤ چاہے وہ جتنا بھی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اگر ایسا کیا تو ہمیشہ خوفزدہ رہو گے، امانتدار صاحب اختیار ہے وفا کرے یا خلف وعدہ کرے ، جب تک وہ زندہ ہے تم اس کے بندے ہو اگر وہ تمہارے ساتھ ستم کرے تو تم خود اس کا سبب بنے ہو، اگر اس نے وفا کی تو اس پر تمہاری کوئی مدح نہیں ہے، صدقہ دیتے رہا کرو تاکہ تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا رہے اور قیس بن ساعدہ ایادی اپنے دینی راز کسی سے نہیں کہتا تھا اس طرح سے گفتگو کرتا تھا کہ اس کے معانی لوگوں پر مخفی رہا کرتے تھے صرف خاص افراد اس کے معانی کو سمجھتے تھے۔

کچھ تُبّع بادشاہِ یمن کے بارے میں

تبع بادشاہ یمن بھی ان افراد میں سے تھا جو ولادتِ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے پہلے سے آپ (ص) کے بارے میں شناخت رکھتا تھا اور آپ (ص) کے قیام کا منتظر تھا کیونکہ اس کو اطلاع مل چکی تھی کہ عنقریب مکہ سے پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے جو یثرب کی طرف ہجرت کریں گے۔

۱۔ابان ایک مرفوع حدیث میں کہتے ہیں کہ تبع نے پیغمبر(ص)کے مکہ سے مدینہ کے راستے میں یہ اشعار کہے:

یہاں تک کہ آیا میرے پاس قریظہ سے عالم۔تیری عمر کی قسم یہود میں بڑی خوشی تھی

کہا کہ میرے اس دیار سے نبی مکہ کی طرف ۔۔جو قبیلہ قریش سے تھا میں بھی چلا سوی مکہ

پَسِ پُشت چھوڑ آنے والے عذاب کو۔۔۔میری اللہ تعالیٰ سے امید عفوودر گزر کی ہے۔

اس دن کے بارے میں جس دن آگ ہوگی روشن۔

میں نے چھوڑا اپنی قوم کو اس کے حال پر تا کہ دوست بنوں محمد(ص)کے

جو بھی راہ حق کو اپناتے ہیں۔وہ فرمان پیغمبر پر عمل کرتے ہیں

ہر گز نہ ہوتا مکہ کا نام مکہ۔اگر نہ ہوتا اس میں اللہ تعالیٰ کا گھر

انھوں نے کہا کہ مکہ مال و ثروت کا گھر ہے۔لبریز ہے لؤلوو زبرجد سے

میں نے کہا کہ کروں وہاں کا عزم۔لیکن نہ ہوا ارادۂ ایزدی

میں چھوڑنے والا ہوں اپنے گروپ کو۔یہ دیکھ کے عبرت ہو دیکھنے والوں کو

امام جعفر صادق (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں تبع نے پہلے سے مکہ میں پیغمبرؐ کے ظہور کرنے اور پھر وہاں سے یثرب کی سر زمین کی طرف ہجرت کرنے کی خبر دی تھی اسی لئے اس نے یمن کے ایک گروہ کو وہاں کے یہودیوں کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا تھا کہ جب وہ پیغمبر (ص) ظہور کریں تو تم لوگ ان کی مدد کرنا اس بارے میں وہ کہتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں احمد مرسل کی۔ جو اللہ کی جانب سے رسول ہیں

اگر میری عمر نے ان کی عمر تک میرا ساتھ دیا۔

تو میں ان کا وزیر بنوں گا ان کا پسر عمو بنوں گا۔

مشرکین کی جان کے لئے بنوں گا عذاب۔ انہیں پلاؤں کا ذلت و غم کا کاسہ

۲۔ ولید بن صبیح امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: تبع نے دو قبائل اوس و خزرج کو کہا تھا کہ تم لوگ یہیں رہنا تاکہ جب اس آخری پیغمبر (ص) کا ظہور ہو تو اس کی مدد کر سکو اگر میں بھی اس پیغمبر (ص) کو پا سکا تو اس کی خدمت میں رہوں گا۔

۳۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے تبع کا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہو وہ مسلمان تھا۔

کچھ حضرت عبدالمطلب اور ابوطالب (علیہاالسلام) کے بارے میں

حضرت ابوطالب اور حضرت عبدالمطلب (علیہما السلام) دوسرے تمام اہل علم کی نسبت مقام پیغمبراکرم (ص) کو زیادہ بہتر طریقہ سے جانتے تھے لیکن یہ دونوں افراداس بات کو جُہّال اور کُفّار سے پوشیدہ رکھتے تھے۔

عکرمہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ ہم عبدالمطلب (ع) کے لئے خانہ کعبہ کے سائے میں مسند بچھایا کرتے تھےاور وہ اس پرآکر بیٹھا کرتے تھےان کے احترام کی بناء پر دوسراکوئی بھی اس مسندپر نہیں بیٹھا کرتا تھاان کے بیٹےان کے اطراف میں بیٹھا کرتے تھے مگررسول اللہ (ص) جوکہ اس وقت بچے تھےآتےاوراس مسندپر بیٹھتے تھےیہ دیکھ کر آنحضرت (ص) کے چچاؤں کوبُرا لگتا تھااوروہ ہٹاناچاہتے تھےتوعبدالمطلب (ع) اُنھیں منع کرتے تھےاورکہتے تھے کہ اسے چھوڑدواس کی بڑی شان ہےاورمیں دیکھ رہاہوں کہ ایک دن ایسا آئےگاکہ یہ تم سب کی خوشی کاسبب بنےگامیں اس کی پیشانی میں دیکھ رہاہوں کہ وہ تمام لوگوں کے لئے خوشی کاباعث ہوگاپھرآنحضرت (ص) کواُٹھاکراپنے پاس مسندپر بیٹھالیتے تھے اوران کے سرپرہاتھ پھیرتے ہوئےانہیں پیارکیاکرتے تھےپھرابوطالب کی طرف مخاطب ہو کرکہتے تھے (کیونکہ حضرت عبداللہ وحضرت ابوطالب دونوں ایک ہی ماں سے تھے) اےابو طالب!اس بچے کی بڑی شان ہےاس کی حفاظت کرویہ تنہاہے،اس کے لئےماں کی طرح مہربان بنو،ایسانہ ہوکہ جوچیزاسے پسندنہ ہواسے دی جائےپھرآنحضرت (ص) کواپنی پشت پربٹھاکرخانہ کعبہ کاسات مرتبہ طواف کرتے تھے،کیونکہ عبدالمطلب جانتے تھے کہ

آنحضرت (ص) کو بچپن ہی سے کعبے میں رکھے ہوئے بت لات وعزیٰ بُرے لگتے ہیں لہٰذا آنحضرت (ص) کاان کی طرف رُخ نہیں ہونے دیتے تھےاورجب آنحضرت (ص) چھ سال کے ہوئ توآپ کی والدہ حضرت آمنہ کاسرزمین ابواء (جوکہ مکہ ومدینہ کے درمیان میں واقع ہے) میں انتقال ہوگیا، حضرت آمنہ آنحضرت (ص) کوان کے ماموؤں سے ملانے (جو کہ بنوعدی سے تھے) وہاں لے گئیں تھیں لہٰذاجب پیغمبر (ص) باپ ماں دونوں کے سایہ سے محروم ہوگئےتوعبدالمطلب ان پرسب سےزیادہ مہربان اوران کے محافظ تھےاور آنحضرت (ص) سےاس قدر محبت کرتے تھےکہ جب حضرت عبدالمطلب کی وفات کاوقت نزدیک ہواتوحضرت ابوطالب کوبلایاجبکہ آنحضرت (ص) حضرت عبدالمطلب کے سینہ پر تھے عبدالمطلب گریہ کرتے ہوئےابوطالبؑ سےکہتے ہیں اےابوطالب !اس بچے کی حفاظت کرناکہ اس نےنہ باپ کی بوسونگھی ہےنہ ماں کی محبت کامزہ ہی چکھاہےاےابوطالبؑ یاد رکھواسےاپناگوشۂ جگربناکررکھنا، میں اپنےتمام بیٹوں کوچھوڑکرتمہیں صرف اس کے بارےمیں وصیت کررہاہوں اگرتم نےاس کےوقت کوپایاتواگرتم اس کی پیروی نہ بھی کرسکےتواس کی زبان ثروت اورہاتھوں سے ضرورمدد کرنا،اللہ تعالیٰ کی قسم عنقریب یہ تم سب کاآقاہوگااوراس کوایسی سلطنت ملےگی کہ میرےاجدادمیں بھی کسی کونہ ملی ہوگی۔

اےابوطالبؑ !میں تمہارےاجدادمیں کسی کو بھی نہیں جانتاجس کےماں باپ اس طرح سے بچے کی کم سنی میں انتقال کرگئےہوں اس کے تنہاہونے کی بناءپراس کی مدد کرنا،کیاتم نے میری ان وصیتوں کوقبول کیا؟ابوطالبؑ کہتے ہیں ہاں میں نے قبول کیااوراللہ تعالیٰ بھی

اس پر گواہ ہے، حضرت عبدالمطلبؑ نے کہاذرااپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں دوجب ابوطالبؑ نے ہاتھ میں ہاتھ دیکروعدہ کرلیاتوعبدالمطلب کہتے ہیں اب میرے لئے موت آسان ہے پھر عبدالمطلب پیغمبر(ص) کو مسلسل پیار کرتے جاتے اور کہتے جاتے میں نے آج تک اپنے کسی بیٹے کواس طرح سے پیار نہیں کیااور عبدالمطلب آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش میں اتنی عمر پاسکوں کہ اس کے وقت کو پاسکوں اورجب حضرت عبدالمطلبؑ کاانتقال ہواتو پیغمبر(ص) آٹھ سال کے تھے،ابوطالبؑ آنحضرت(ص) کواپنے گھرلے گئےاور کسی وقت بھی آنحضرت(ص) سے غافل نہیں ہوتے تھےاور آنحضرت(ص) کے پاس سوتےاوران کو کسی کے بھی حوالے نہ کرتے تھے۔

۲۔عباس بن عبداللہ بن سعیداپنے بعض خاندان والوں سے بھی گذشتہ روایت ہی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۳۔عبداللہ ابن ابی جہم کے بیٹے کہتے ہیں کہ میرے والدنےاپنے والد سے سناکہ ابوطالبؑ عبدالمطلبؑ سے یوں نقل کرتے تھے کہ انھوں نے کہا:ایک دفعہ میں حجراسماعیل میں سویاہواتھاتومیں نے خوفناک خواب دیکھاپریشانی کے عالم میں اُٹھ کرقریش کے کاہنوں کے پاس گیاانھوں نے جومیری یہ عجیب حالت دیکھی توکیونکہ میں اس وقت بھی اپنی قوم کا سردارتھاتوانھوں نے دیکھ کرکہاکیوں سردارعرب کارنگ اُڑاہواہے؟کیاکوئی عجیب بات رونماہوئی ہے؟میں نے کہاہاں میں ابھی کچھ دیرپہلے حجراسماعیل میں سویاہواتھاکہ خواب

میں دیکھاکہ میری پشت میں ایک درخت اُگاہے جس کاتناآسمان کو پہنچاہواہےاوراس کی شاخیں مشرق ومغرب تک پھیل چکیں ہیں اوراس میں ایسانوردیکھاکہ جوسورج کی روشنی سے ستر درجے زیادہ روشن تھااورعرب وعجم اسے سجدہ کررہے تھےاوروہ نورروزبروزبڑھتا جارہاتھااورکچھ قریش والوں کودیکھاکہ وہ چاہ رہے ہیں کہ اس نورکومنقطع کریں مگرجیسے ہی وہ لوگ اس نورکےنزدیک پہنچےتوایک خوبصورت نوجوان نمودارہوااوراس نےان کی کمروں کوتوڑدیااوران کی آنکھیں نکال دیں میں نےہاتھ بڑھایاکہ اس کی شاخوں میں سے کوئی شاخ پکڑوں تواسی جوان نےکہاخبردارآپ کااس میں کوئی حق نہیں ہے،میں نےکہایہ کیسے ممکن ہے جبکہ اصل درخت مجھ ہی سےہے ؟تواس جوان نےکہااس میں صرف ان لوگوں کوحق ہےجواس سےوابستہ ہوں اوراس کی طرف لوٹ آئیں پس فوراًگھبرائی ہوئی حالت میں میری آنکھ کھل گئی میں نےدیکھاکہ اس کاہن کابھی رنگ اُڑاہواہےاوروہ کہہ رہاہےکہ اگرآپ کایہ خواب سچاہےتوآپ کی نسل سےایسابیٹاپیداہونے والاہےجوشرق وغرب کامالک ہوگاجولوگوں کوآگاہ کرنےوالاہوگا،یہ سنکرمیراغم و غصہ دور ہوا،اےابوطالبؑ شایدوہ فرزندتم ہو؟اورابو طالبؑ پیغمبراکرم(ص)کی بعثت کےبعداس حدیث کولوگوں کےدرمیان ذکرکیاکرتے تھےاورکہتے تھےکہ اللہ تعالیٰ کی قسم وہ درخت ابو القاسمِ امین ہے،لوگ ان سےکہتے تھےکہ پھرکیوں آپ ان پرایمان نہیں لےآتے ہیں؟تو وہ جواب دیتے تھےکہ قریش والوں کےبُرابھلاکہنےکےخوف سے۔

مؤلف: ابوطالب مؤمن تھے لیکن ظاہر میں اظہار شرک کرتے تھے اور انھوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا ہوا تھا تاکہ بہتر طریقہ سے پیغمبر (ص) کی مدد کر سکیں۔

۴۔ محمد بن مروان امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ابوطالب اظہارِ شرک کرتے تھے اور ایمان کو چھپاتے تھے اور جب ان کی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو وحی کی کہ مکہ سے ہجرت کر جاؤ کہ اب تمہارا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے لہٰذا پیغمبرؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔

۵۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میرے والد میرے دادا عبدالمطلب اور میرے اجداد ہاشم وعبد مناف نے کبھی بھی کسی بُت کی پرستش نہیں کی ہے، میں نے سوال کیا: پھر وہ لوگ کس کو مانتے تھے؟ آپ نے جواب دیا وہ لوگ دینِ ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے اور اسی سے تمسک کرتے تھے۔

۶۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہمارے والد عبدالمطلب کے گھر عبداللہ کی ولادت ہوئی تو ان کی پیشانی میں ہم لوگوں نے ایسا نور دیکھا جو سورج کی طرح چمکتا تھا میرے والد نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ یہ بچہ بڑی منزلت والا ہے پھر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ناک سے ایک سفید رنگ کا پرندہ نکلا اور پرواز کرتا ہوا شرق وغرب کی سیر کرکے واپس لوٹا اور خانہ کعبہ پر آکر اُترا اور تمام قریش والے

اسے سجدہ کررہے ہیں،اسی دوران اس پرندے سے زمین وآسمان کے درمیان ایسانور پھیلا جس نے شرق وغرب کو گھیر لیاتھاجب میں بیدار ہوااوراس کی تعبیر کاہنوں سے پوچھی تو انھوں نے جواب دیاکہ اگرآپ کاخواب سچاہوتوآپ کی نسل میں ایسابچہ پیداہوگاجس کی سب اہل شرق وغرب پیروی کریں گے،میرے والدنے کہااسی وجہ سے(عبداللہ) میرے نزدیک بڑی اہمیت کاحامل ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہوئےاورقریش کی خوبصورت اور بااخلاق ترین خاتون آمنہ سےان کی شادی ہوئی اورجب عبداللہ کی وفات کے بعدآمنہ سے پیغمبرؐ کی ولادت ہوئی توہم لوگ وہی نورچہرۂ پیغمبرؐ میں دیکھتے تھےاوران سے مشک وعنبر کی خوشبوآتی تھی،اورآمنہؑ کہاکرتی تھیں کہ جب اس بچے کی ولادت کے وقت مجھے زچگی کا دردُاٹھاتومیں نےایساکلام سناجوانسانوں کے کلام کی مانندنہیں تھااورایساخوبصورت پرچم دیکھا جس کادستہ یاقوت کاتھااوروہ پرچم زمین وآسمان کے درمیان تھااس سےآسمان کی طرف نور ساطع ہورہاتھااوراپنےاطراف میں قطاۃ(یہ کبوترکی مانندایک پرندہ ہے)نامی پرندے کو دیکھاجواپنےپروں کومیرے پہلومیں آکرکھولے ہوئے ہےاورطائفہ بنی اسدکےجوان کودیکھا کہ وہ میرےنزدیک سے یہ کہتےہوئے گزراکہ اےآمنہ!جانتی ہوکاہن اور بُت آپ سے کتناخوفزدہ ہیں؟اورایک بلند قامت سفیدلباس والےجوان کودیکھاجومیرے گمان میں عبد المطلب تھےجومیرےنزدیک آئےاوراس بچے کومجھ سےلیااوراپنی زبان بچےکےمنہ میں دی اوران کےہمراہ ایک طشت سوناتھااوروہ طشت زُمُرُّدسے بناہواتھااورانھوں نے بچے سے مخاطب ہوکرکہاتوخیرالبشرہےخوش قسمت ہیں وہ لوگ جوتیری پیروی کریں گےاورلعنت

ہواُن پر جو تیری نافرمانی کریں پھرانھوں نےاپنی جیب سے سفید حریر کی ایک تھیلی نکالی اس میں سے مہر نکالی اوراس کواس بچے کے شانہ پر لگاتے ہوئے بولے، میرے اللہ نے مجھے یہ حکم دیاہے کہ تم میں روح القدس کو پھونکوں پھرانھوں نے بچے پر پھونکااوراسے کپڑے پہنائےاور کہایہ تیرے لئے آفاتِ دنیاسےامان ہے یہ وہ چیز تھی جس کو عباس نے خوداپنی آنکھوں سے دیکھاتھاپھر عباس نے کہامیں نے پھر سےاس بچے کے شانوں سے کپڑاہٹایااور دوبارہ سے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت کودیکھااوران کی اس منزلت کولوگوں سے چھپائے رکھااور پھراس بات کو بھول گیایہاں تک کہ جب میں اسلام لایاتورسول اللہ (ص) نےاس گذشتہ واقعہ کو مجھے یاددلایا۔

کچھ سیف بن ذی یزن کے بارے میں

یہ شخص بھی ان افرادمیں سے ہےجورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت کے بارے میں پہلے سےواقف تھاجب حضرت عبدالمطلبؑ ایک جماعت کےہمراہ اس کے پاس گئے تھےاورانھوں نےاس کو پیغمبراکرم (ص) کے بارے میں خوشخبری سنائی تھی۔

ا۔ابوصالح ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب سیف ذی یزن نےولادتِ پیغمبر (ص) کے دوسرےسال حبشہ پر غلبہ حاصل کیاتوبزرگان وشعراءِ عرب کے مختلف گروہ ان کے پاس مبارک بادپیش کرنے کوآتےاوراپنی اقوام کی مشکلات وپریشانیوں کاذکر کرتےاسی دوران قریش والوں کی بھی ایک جماعت آئی جن میں عبدالمطلب بن ہاشم وامیہ بن عبد

شمس وعبداللہ بن جدعان واسدبن خویلدبن عبدالعزی ووہب بن عبدمناف اوربعض دیگرقریش والے تھے مقامِ صنعاءپرانھوں نے سیف بن ذی یزن سے ملاقات کی جہاں اس کاقصرتھا،حاجب نےآکرسیف کوآنےوالوں کے مقام منزلت کے بارے میں آگاہ کیا،اس نےانہیں داخل ہونےکی اجازت دی،عبدالمطلب آگےبڑھےاورگفتگوکےآغازکرنےکی اجازت چاہی،سیف نےکہااگرآپ ان میں سے ہیں جوبادشاہوں کےسامنےکلام کرتے ہیں توہمیں نےاجازت دی،عبدالمطلبؑ نےکہا:اےبادشاہ ،اللہ تعالیٰ نےآپ کوبلندمقام ومنزلت عطاکئےہیں اورآپ کوایسےخاندان سےقراردیاہےجس کی اصل پاک اوربنیاد مستحکم ہےاورنفرین ہوگذشتہ بادشاہِ عرب پرجنھوں نےکفران نعمت کی اورخوش قسمت ہیں وہ لوگ جونعماتِ الٰہی پرشکرادا کرتےہیں اورخوش قسمت ہیں وہ لوگ جوآپ کے فرمان کےتحت عمل کرتےہیں اورآپ ان کےلئے محکم پشت پناہ ہیں آپ کےاجداد بھی بہترین اجدادتھےاورآپ بھی ان کے بہترین جانشین ہیں،اےبادشاہ ہم اہلِ حرم ہیں یعنی اس بیت اللہ کےنگہبان ہیں جس اللہ نےہمیں آپ کے پاس آنےاورلوگوں کی پریشانیوں کےدُورہونےکی خوشخبری دی ہےلہٰذاہم مبارک بادپیش کرنےکوآئےہیں۔

سیف نےکہااے تکلم کرنےوالےآپ کون ہیں؟کہامیں عبدالمطلب بن ہاشم ہوں ''سیف ''نےکہاکہ آپ لوگ توہماری بہن کی اولاد سے ہیں؟عبدالمطلب نےکہاہاں،اس نےکہاقریب آیئے عبدالمطلب نزدیک گئےتواس نےسب کومخاطب کرکےکہامرحباً واھلاًاس جگہ آپ سب کاآنامبارک ہویہ گھرآپ لوگوں ہی کاگھرہےاگریہیں رہناچاہیں تورہیں اور

اگر جانا چاہیں تو اپنے ساتھ وافر مقدار میں ہدایا لے جائیں، پھر ان سبکو ''سیف'' اپنے خاص مہمان خانے لے گیا اور ایک ماہ تک ان کی اچھی خاطر وتواضع کی اس مدت میں ان لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ''سیف'' سے ان کی ملاقات ہو پاتی تھی پھر ایک دن ''سیف'' کو ان لوگوں کی یاد آئی اور عبدالمطلب کو بلوا کر اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان سے کہا اے عبدالمطلب میں ایک راز کو آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنے میں آپ سے زیادہ کسی کو امین نہیں پاتا ہوں، لہٰذا یہ راز آپ کے پاس محفوظ رہے جب تک اللہ تعالیٰ خود اس بات کی اجازت عطا نہ کردے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے پاس موجود پوشیدہ کتاب میں بطور عموم سب کے لئے اور بطور خاص آپ لوگوں کے لئے اس بشارت کو پڑھا ہے، عبدالمطلب نے کہا وہ راز کی بات کیا ہے؟ اس نے کہا آپ کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے دوشانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی قیامت تک نسل امامت اسی سے چلے گی اور اس کا نام محمد (ص) ہوگا اس کے بچپن ہی میں اس کے والدین کا انتقال ہو جائے گا اس کے جد اور چچا اس کی تربیت کریں گے وہ پاک وپاکیزہ نسل سے ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو اعلانیہ رسالت پر مبعوث کرے گا اور میرے قبیلے سے یاور وانصار اس کے گرد جمع کرے گا تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعہ عزت ملے اور اس کے دشمن رُسوا ہوں، آتشکدے بجھ جائیں گے ،شیطان ذلیل ورُسوا ہوگا جس کی گفتار میں صداقت اور حکم میں عدالت ہوگی، نیکی کا حکم دے گا اور خود بھی اس پر عمل کرے گا اور بُرے کاموں سے خود بھی بچتے ہوئے لوگوں کو بھی روکے گا عبدالمطلب نے کہا: اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے آپکی عزت وشہرت

میں اضافہ کرے کیاآپ مزیداس بارے میں بتاسکتے ہیں؟سیف بن ذی یزن نے کہااس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے گھرکےآپ متولی ونگہبان ہیں آپ اے عبدالمطلب اس محمد(ص) کے جد ہیں اوراس بچے کی یاتوولادت ہوچکی ہے یاعنقریب ہونے والی ہے تب عبدالمطلب نے کہابیشک آپ کی بات بجاہے میراایک نیک بیٹاتھاجس کامیں نےنیک خاتون سے نکاح کیاتھاجس کانام آمنہ بنت وہب تھااس کے یہاں ایک نیک بچہ پیداہواہےجس کانام میں نے محمد(ص)رکھاہےاس کےماں باپ کاانتقال ہوچکاہےاوروہ بچہ اپنے چچاکے گھر پرورش پارہاہے،''سیف''نے کیاوہی بات جومیں نےپہلے کہی تھی اب بھی کہہ رہا ہوں کہ اس بچے کی خوب حفاظت کرنااسے یہوداوردیگردشمنوں کے شرسے بچاکررکھنااللہ تعالیٰ بھی انہیں اس پرمسلط نہ ہونےدےگااورجوکچھ میں نےآپ سے کہاہےاپنےدیگرہمسفرلوگوں سے بھی ذکرنہ کرناکہ میں ڈرتاہوں کہ کہیں لوگوں کااس پررشک کرنااس سےحسدوکینہ کا سبب نہ بنےکہ وہ اس کےلئے مختلف مکروفریب اختیارکریں اگرمیں یہ نہ جانتاہوتاکہ اس کےمبعوث ہونےسےپہلےمجھےمیری موت فناکردےگی تومیں پیدل یاسوارہوکریثرب جو اس کاپایہ تخت ہوگاآتااوراس کےہاتھ پربیعت کرتالیکن کیونکہ میں نےکتاب ناطق اور علم سابق میں یہ پڑھاہےکہ یثرب اس کی حکومت کاپایہ تخت ہوگاوہیں اس کےاصحاب وانصاراس کے گردجمع ہوں گےاگرمجھےاس کے بارےمیں خوف نہ ہوتاتوابھی سےاس کے امرکوبرملاذکرکرتااوربزرگان عرب کواس کی طرف بھیجتامگراس بات کوبغیرکسی کمی وبیشی کے تمہارےحوالے کررہاہوں۔

پھر بادشاہ نے اپنے اطرافیوں کو حکم دیا کہ اس جماعت کو دس غلام دس کنیزیں، اور بردیمانی کے دو حلے سو اونٹ، پانچ رطل سونا، دس رطل چاندی اور ایک کھال عنبر سے بھری ہوئی عطا کئے جائیں اور اس شخص عبدالمطلب کو اس کے دس گنا بڑھا کر دیا جائے اور کہا کہ آپ لوگ ایک سال بعد پھر میرے پاس آیئے گا، مگر ایک سال سے بھی پہلے خود بادشاہ سیف بن ذی یزن کا انتقال ہو گیا اور عبدالمطلب اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ اے قریش والوں تم میں سے ہر کوئی حتی بادشاہ اپنی زیادہ بخشش کے باوجود بھی فنا ہونے والے ہیں سب مجھ پر میرے پاس موجود فخر و منزلت پر رشک کریں گے اس منزلت پر جو میرے اور میرے خاندان والوں کے لئے پیش آنے والی ہے اور جب قریش والے پوچھتے کہ وہ وقت کب آئے گا تو آپ کہتے کہ عنقریب۔

امیہ بن عبد شمس اس سفر کے بارے میں کچھ اشعار کہتا ہے:

سورج ہماری اس راہ پر دلیل ہے۔ہم دوست کی طرف رواں دواں ہیں۔

دشت و صحراء سے ہم نے گزر کیا۔تاکہ پہنچیں اپنے جاناں کے پاس۔

امید دل میں شہ یمن سے تھی۔نور شہ ذی یزن ہمیشہ روشن رہے۔

اس کی عطا سے بجلی چمک رہی تھی۔اس سے جود و کرم کی اُمیدیں زیادہ تھیں۔

جب میں پہنچا مُقامِ صنعاء پر۔جمال شہ یمن نمایاں ہوا

شاہ جودے کثیر ہدایا۔نیک اخلاق اور چہرہ خندان کے ساتھ

کچھ بحیرا راہب کے بارے میں

یہ شخص بھی اُنہیں افراد میں سے تھا جو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کو ان کے ظہور سے پہلے سے ان کے تمام اوصاف وکمال اور نسب کو جانتے تھے اور یہ بھی دوسروں کی طرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ظہور کا منتظر تھا۔

ا۔ابوصالح ابن عباس سے اور وہ اپنے والد عباس بن عبد المطلب سے اور وہ ابوطالب سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ولادت کے آٹھویں سال تجارت کے لئے شام کیا تو راستہ میں کافی شدید گرمی تھی جب میں آمادۂ سفر ہوا تو میرے رشتہ داروں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو تم کیا کروگے کس کے پاس چھوڑ کر جاؤگے؟ تو میں نے کہا میں ارادہ نہیں رکھتا کہ اسے کسی کے پاس چھوڑ کر جاؤں بلکہ اسے اپنے ہمراہ لے جاؤں گا،ان لوگوں نے کہا اتنے چھوٹے بچے کو اتنی شدید گرمی میں اپنے ساتھ لیکر جاؤگے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اسے میں اپنے سے جدا نہیں کرسکتا ہوں، پھر میں گیا اور روئی بھرے کپڑے کی زین اس کے لئے آمادہ کی اور اکثر ایسا ہوتا کہ ہم سوار ہوتے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) جس اونٹ پر سوار رہتے جو میرے سامنے رہتا اور میں اس سے جدا نہ ہوتا وہ اونٹ قافلے میں سب سے آگے آگے چلتا جب بھی شدید گرمی ہوتی سفید ٹھنڈا بادل اس پر آکر سلام کرتا اور ہم سب پر برستا اور کبھی راستے میں پانی کم پڑجاتا تو ہم

جہاں بھی اپنی سواریوں سے اُترتے وہ زمین سرسبز اور حوض والی ہوجاتی ہم لوگ بہت ہی آرام سے رہتے جبکہ ہمارے ساتھ چلنے والوں کے اونٹ تھک کر چلنے سے رُک جایا کرتے تو پیغمبر (ص) ان کے پاس جاتے اور ان پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے تو وہ چلنے لگتے تھے اور جب ہم لوگ شام کے شہر بصریٰ پہنچے تو وہاں ایک صومعہ سے ایک راہب کو اپنی طرف ڈورتے آتے ہوئے دیکھا جو آکر پیغمبر (ص) کی سواری کے ساتھ چلنے لگا، کسی سے کوئی بات نہ کرتا وہ کاروان والوں کو نہیں پہچانتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ ان کے پاس تجارت کا کیا مال ہے؟

جناب ابوطالب (ع) کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک درخت کے سائے میں ٹھہراؤ کیا جس کے قریب ایک راہب عبادت کیا کرتا تھا اور اس درخت کی شاخیں کم تھیں اور اس پر پھل بھی نہیں تھا جیسے ہی پیغمبر (ص) اس درخت کے نیچے پہنچے درخت نے حرکت کی اور اس کی شاخیں رسول اللہ (ص) کی طرف جھکیں اور ان میں تین قسم کے پھل اُگ آئے دو موسم گرما کے اور ایک سردی کے موسم کا تھا جتنے لوگ بھی ہمارے ساتھ تھے یہ منظر دیکھ کر سبکو تعجب ہوا اور بحیرا نامی راہب کو پتا چلا تو وہ رسول اللہ (ص) کے لئے انہیں کے مطابق غذا لیکر آیا، پھر آکر کہنے لگا اس جوان کا سرپرست کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، اس نے کہا آپ کی اس سے کیا رشتہ داری؟ میں نے کہا اس کا چچا ہوں، اس نے کہا اس کے تو کئی چچا ہیں آپ کون سے ہیں؟ میں نے کہا میں اس کے باپ کا پدری ومادری بھائی ہوں تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ وہی ہے وگرنہ میں بحیرا نہیں ہوں، پھر اس نے کہا کیا آپ اجازت دیں گے کہ یہ غذا ان کے پاس لے جاؤں تاکہ وہ اسے کھالیں، میں نے کہا لے جاؤ، پھر میں نے پیغمبر (ص)

کودیکھاکہ انھوں نےاس بات کوپسندنہ کیاکہ وہ تنہااس غذاکوکھائیں؟بحیرانے کہاکہ میرے پاس غذااس سےزیادہ نہ تھی کہ آپ سب کے لئےلاتا،پیغمبر(ص)نے کہااچھا تمہاری طرف سےاجازت ہےکہ اس غذاکومیرےساتھ دوسرے بھی کھائیں؟اس نے کہاہاں،پیغمبر(ص)نے کہابسم اللہ پڑھکر کھائیں،اسطرح خودپیغمبر(ص)اورہم سب نے شکم سیر ہوکر کھایااوراللہ تعالیٰ کی قسم اس وقت ہم لوگوں کی تعداد۷۰اتھی پھربحیرااپیغمبر (ص)کےنزدیک کھڑاہوکرآپ کے سروگردن کوچومتاہےاور کہتاہے مسیح کےپروردگارکی قسم یہ وہی ہےمگرلوگ اس بات کونہیں سمجھ پارہےہیں،کاروان کے کسی فردنے کہاتم کیاکہہ رہےہویہ تمہیں کیاہوگیاہےہم اس سےپہلے بھی تمہارےنزدیک سے گزرتے تھےہمارے ساتھ اس طرح سےتم نے کبھی نیکی نہیں کی ہے،بحیرانے کہا:اللہ تعالیٰ کی قسم آج جویہ میری عجیب حالت ہےمیں اس وقت ایسی چیزدیکھ رہاہوں جوتم لوگ نہیں دیکھ رہےہو اورمیں وہ بات جانتاہوں جوتم لوگ نہیں جانتےکیونکہ اس بچےمیں جوخصوصیات ہیں وہ میں جانتاہوں تم لوگ نہیں جانتےہواورمیں نےجوآپ لوگوں کا بھی احترام کیاہےتووہ اس بچےکی وجہ سے کیاہےجب وہ آرہاتھاتواس کےآگےآگےایسانورتھاجوزمین وآسمان کواس کےآگےروشن کررہاتھااورایسےلوگوں کومیں نےدیکھاجویاقوت وزبرجدکےدستےدارپنکھے لئےہوئےاسے جھل رہےتھےاورکچھ دیگرلوگ اس کےسامنےطرح طرح کےمیوےاس پر نثارکررہےتھےاوریہ بادل کاٹکڑااس سےجدانہ ہوااوراس خشک درخت کاتین قسم کے پھل دینا،اس کےعلاوہ یہ تمہارےاطراف میں جوحوض پانی سے بھرےہوئےہیں یہ بنی

اسرائیل کی سرکشی کے بعد سے خشک پڑے تھے مگراس بچے کی برکت سےان میں پانی آگیا، میں نےکتاب شمعون الصفامیں پڑھاہےکہ انھوں نےبنی اسرائیل پرنفرین کی تھی جس کے نتیجےمیں یہ پانی خشک ہواتھاپھرانھوں نےکہاکہ جب بھی تم لوگوں نےدیکھاکہ ان حوضوں میں پانی بھرآیا ہےتوجان لوکسی پیغمبرکی وجہ سے ہےجوزمین پرمبعوث ہواہے اوروہ پیغمبر(ص)مدینہ کی طرف ہجرت کرےگااس کانام قوم کےدرمیان'امین'ہوگااور آسمانوں میں اس کانام احمدہوگااوروہ اسماعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہوگا،لہٰذاقسم باللہ تعالیٰ یہ بچہ وہی ہےپھربحیراپیغمبر(ص)سے مخاطب ہوکرکہتاہےاےبیٹامیں آپ سے تین خصوصیات کے بارےمیں سوال کرتاہوں آپ کولات وعزیٰ کی قسم دیتاہوں کہ مجھےان کے بارےمیں خبردیں؟رسول اللہ تعالیٰ(ص)نےجیسےہی لات وعزیٰ کانام سناغضب ناک ہوکرفرمایاخبردارمجھےایسوں کی قسم نہ دوکہ جن سے میں سب سےزیادہ دشمنی رکھتاہوں ،بحیرانےکہایہ ایک علامت ہے،پھرکہنےلگاآپ کواللہ تعالیٰ کی قسم کےمجھےجواب دیجئے ؟ پیغمبر(ص)نےفرمایاجوپوچھناہوپوچھوکیونکہ تم نےمیرےمعبودکی قسم دی ہے،اس نے کہامیراسوال آپ کی حالتِ خواب وبیداری کے بارےمیں ہے،پیغمبر(ص)نےاسےاپنے خواب وبیداری کے بارےمیں مطلع کیاجوکچھ بحیرا پہلےسےجانتاتھاوہ اس کے موافق تھا بحیرانےاپنےآپ کوآنحضرت(ص)کےقدموں پرگرادیااورآپ کےقدموں کےبوسےلینے لگااورکہنےلگااےبیٹاآپ کتنےاچھےہیں کہ تمام پیغمبروں سےزیادہ آپ کےپیروکارہوں گے (بیشک ایساہی ہےدنیاکی روشنی انھیں کی برکت کانتیجہ ہے،مساجدانہیں کےذکرسےآباد

ہیں)اور میں دیکھ رہاہوں کہ عرب وعجم کے لشکر پر لشکر آپ کی پیروی کررہے ہیں اور میں یہ بھی دیکھ رہاہوں کہ آپ لات عزیٰ کوتوڑرہے ہیں اوربیت عتیق آپ کے اختیار میں ہے کثیر تعداد قریش وعرب کے پہلوانوں کوخاک سے یکساکررہے ہیں اورجنت وجہنم کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں ذبح الکبر یعنی بتوں کی ہلاکت آپ کے ہاتھوں میں ہے اورآپ وہ ہیں کہ قیامت اس وقت تک برپانہیں ہوگی جب تک تمام بادشاہان وقت آپ کے دین کے پرچم تلے جمع نہ ہوجائیں، بحیراآنحضرت (ص) کے ہاتھوں وپیروں کوچومتا جاتاتھااور کہتاجاتاتھاکہ اگرمیں آپ کی نبوت کے وقت زندہ رہاتوتلوارلیکرآپ کے ہمراہ آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا،آپ اولادآدم کے سیّدوسردارہیں رسولوں کے سرور ہیں آپ امام متّقین اورخاتم النبیّین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم جس دن آپ نےاس دنیامیں قدم رکھازمین خوش ہوئی ہے اور قیامت تک خوش رہےگی اوراللہ تعالیٰ کی قسم یہودیوں کی عبادت گاہیں اور بت وشیاطین قیامت تک گریاں رہیں گےآپ دُعاءِابراہیمؑ اوربشارت عیسیٰؑ ہیں آپ مقدس ہیں اورہر قسم کی نجاست سے پاک وپاکیزہ ہیں پھرابوطالبؑ کی طرف رُخ کرکے بحیراکہتاہےآپ اس بچے کو یہیں سےاس کے شہرلے جائیں کیونکہ ہریہودی اورنصرانی اس کی ولادت سےآگاہ ہوچکا ہےاورجوکچھ میں اس بچےکے بارےمیں جانتاہوں وہ سب جانتےہیں لہٰذامجھےخوف ہے کہ وہ لوگ کہیں اس کواذیت نہ پہنچائیں،ابوطالبؑ بولےوہ کیوں؟تواس نےکہاکیونکہ آپ کایہ بھتیجاصاحبِ نبوت ورسالت ہوگااورجوفرشتہ موسیٰؑ وعیسیٰؑ پرنازل ہوتاتھاوہ اس پر

بھی اُترے گا،ابوطالبؑ کہتے ہیں انشاءاللہ،اللہ تعالیٰ اسےاس کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گاپھر ہم لوگ شام گئےتووہاں لوگوں کامحمد(ص) کودیکھنےآنےکااتناہجوم تھاکہ ہمارا گزرنا مشکل تھااوریہ خبر ہلکے ہلکے ہر جگہ منتشر ہوگئی اور تمام یہودی وعیسائی علماء پیغمبر کے گرد جمع ہوگئےایک شخص جوان کاسب سے بڑاعالم تھانشطورنام کاوہ تین دن تک متواتر پیغمبرکے پاس آتااورصرف بیٹھاآپ کے چہرے کودیکھتارہتااور کوئی بات نہ کرتاتین دن کے بعداُٹھ کران کی پُشت کی طرف دیکھتااور چکرلگاتاگویاکچھ تلاش کررہاتھامیں نے کہااے راہب تم کیاتلاش کررہےہو؟اس نے کہااس بچےکانام کیاہے؟میں نے کہامحمد بن عبداللہ،یہ سنتےہی اس کے چہرےکارنگ متغیرہونےلگااس نے کہااس بچے سے کہیں کہ اپنےشانوں کوذرا کھولےاب جواس نےشانوں کوکھولاتووہ راہب مہرِنبوت دیکھ کرپیغمبرکےقدموں میں گر پڑااورچومتاجاتااور گریہ کرتاجاتاپھراس نے مجھ سے کہااے شخص جتناجلدی ہوسکےاس کواس کے شہرلے جاؤاگرتم جانتےہوتےکہ ہمارےشہرمیں اس کے کتنےدشمن ہیں توآپ اس کو یہاں لاتےہی نہیں،اس کےبعدجب تک ہم لوگ اس شہرمیں رہےوہ راہب روزانہ پیغمبرسےملنےآتااورآپ کے لئے کھانالاتاپھرہم لوگ شام سے باہرنکلےتووہ راہب ایک لباس لایااور کہااگرممکن ہوتومیری طرف سے یہ تحفہ قبول کریں پھرہم لوگ مکہ آگئےاب جو مکہ پہنچےتوکوئی مردوزن ایسانہیں تھاکہ جوہمارےاستقبال کونہیں آیاہوسوائےابوجہل(لعنت اللہ علیہ)کےجوخونخواربدکردارشراب کی مستی میں پڑارہا،(سیرہ ابن ہشام ج۱ص۲۰۴ تاریخ طبری ج۱ص۵۱۹)

۲۔دوسری روایت میں حضرتِ ابوطالب (ع) سے نقل ہے کہ بحیرا راہب جب ہمیں اللہ حافظ کرنے لگا تو روتے ہوئے بولا 'اے آمنہ کے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب اپنے کمانوں سے تمہاری طرف تیر برسا رہے ہیں اور تمہارے سگے رشتہ دار تم سے قطع رحمی کر رہے ہیں اگر وہ لوگ تمہارے مرتبہ کو جانتے تو تمہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتے پھر بحیرا راہب میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے اے ابو طالبؑ !آپ اس سے رشتہ داری کو برقرار رکھنا اور اپنے والد کی نصیحت کو اس کے بارے میں فراموش نہ کرنا میں جانتا ہوں کہ آپ ظاہر میں اس پر ایمان نہیں لائے ہیں مگر باطن میں آپ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کا بیٹا بھی اس پر ایمان لائے گا اور اسکی مدد کرے گا جس کا نام آسمانوں میں 'بطل ہاصر' اور زمیں میں 'شجاع انزع' ہے اس کے دو بیٹے شہید ہوں گے وہ سید العرب ہے وہ گذشتہ تمام کتابوں میں اصحاب عیسیٰؑ سے زیادہ مشہور ہے ابوطالبؑ کہتے ہیں 'اللہ تعالیٰ کی قسم جو باتیں بحیرا نے مجھ سے کہیں تھیں ان میں سے اکثر باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں۔

۳۔ابان بن عثمان ایک مرفوعہ حدیث میں کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)سن بلوغ کو پہنچے تو ابوطالبؑ قریش کا تجارتی کاروان لیکر شام کی طرف جانا چاہ رہے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے کہا چچا جان آپ مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہیں میرا کیا ہوگا یہ سنکر ابوطالبؑ کا دل دکھا اور آپ کو اپنے ہمراہ کندھے پر لے گئے،آفتاب کی شدت کے سبب ایک بادل آپ کے سر پر سایہ کیا ہوا تھا،راستے میں بحیرا نامی راہب سے ان لوگوں کی ملاقات ہوئی اس نے جو دیکھا کہ بادل ان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اپنی عبادت گاہ

سے باہر آیااوران لوگوں کے لئے کھانابنایا کسی کوان کے پاس بھیج کر بلایاوہ لوگ اس کے قریب آکراترےاس نے کہا آپ لوگ ایک ایک کرکے میرے پاس کھانے کو تشریف لائیں یہ لوگ پیغمبر(صلی اللہ علیہ وآلہ) کو سامان کے پاس چھوڑ کر بحیرا کے پاس آئے اب جو بحیرانے دیکھا کہ سب لوگ آئے ہیں مگر بادل وہیں رُکاہواہےتواس نے پوچھاکیاآپ میں سے کوئی رہ گیاہے؟سب نے کہاکوئی نہیں رہ گیاسوائے ایک نوجوان کے جس کو ہم لو گ سامان کے پاس چھوڑ کرآئے ہیں اس نے کہایہ ہر گزمناسب نہیں ہے کہ کوئی میرے دسترخوان سے محروم رہےیہ سن کران لوگوں نے پیغمبر(صلی اللہ علیہ وآلہ) کوبلوایااب جو تشریف لائےتوبادل بھی آپ کے ہمراہ آیابحیرانےآپ کو غورسے دیکھااوران لوگوں سے پوچھایہ نوجوان کون ہے؟لوگوں نےابوطالبؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہاکہ یہ ان کابیٹاہے،ابوطالبؑ بولے یہ میرابھتیجاہےاس نے پوچھااس کے والد کہاں ہیں؟ابوطالبؑ نےجواب دیاکہ جب یہ رحم مادرمیں تھااس وقت اس کے والدکاانتقال ہوگیاہے، بحیرا کہتا ہےفوراًاس کواس کے شہرلے جائیں کہ اگریہودیوں کواس کے بارے میں وہ سب کچھ جو مجھے معلوم ہےپتہ چل جائےتووہ اسے قتل کرڈالیں گے یہ بڑےبلندمقام کامالک ہےیہ اس اُمّت کاپیغمبر ہے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بارے میں شام کے بڑے راہب خالد وطلیق کی شناخت

یعلی کہتے ہیں شام جانے والے تجارتی کاروان جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) تھے اسی کاروان میں خالد بن اسید اور طلیق بن سفیان بھی تھے لہٰذا وہ دونوں اپنے اس سفر کے چشم دید واقعات کو یوں نقل کرتے ہیں کہ جیسے ہی ہم لوگ بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کی ایک جماعت ہمارے سامنے آئی جنکے رنگ گھبراہٹ سے زعفران کی طرح زرد ہو چکے تھے وہ لوگ کہنے لگے ذرا ہمارے بزرگ کے پاس آپ لوگ تشریف لائیں جو فلاں عبادت گاہ میں ہیں ہم نے کہا کہ ہمیں تم لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے انھوں نے کہا ہم لوگ آپ لوگوں کو ہر گز اذیت وآزار نہیں پہنچائیں گے بلکہ ہم لوگ آپ لوگوں کا احترام کریں گے کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ ہم میں سے ایک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہے ہم ان کے ساتھ ان کی عبادت گاہ گئے ان کے بزرگ کو دیکھا جو اپنے شاگردوں کے ہجوم میں بیٹھا ہوا تھا اور ان لوگوں کے آگے ایک کھلی ہوئی کتاب رکھی تھی کبھی وہ عالم اس کتاب کی طرف دیکھتا اور کبھی ہماری طرف دیکھتا تھا پھر ہم سے پوچھتا ہے آپ لوگ کون ہیں؟ ہم نے کہا ہم لوگ قریش سے ہیں اس نے پوچھا قریش کے کس قبیلہ سے؟ تو ہم نے کہا قبیلہ بنی عبد شمس سے اس نے پوچھا کیا اور بھی کوئی آپ لوگوں کے ساتھ آیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں بنی ہاشم کا ایک جوان ہے جو عبد المطلب کا یتیم پوتا ہے اس نے ایک سرد آہ لیتے ہوئے کہا ہائے اب نصرانیت ومسیحیت کے ختم ہونے کے دن آگئے پھر وہ اٹھا اور قریب رکھی ہوئی صلیب سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کی مجھے زیارت کرائیں؟ ہم لوگوں نے

کہاہاں وہ ابھی بازاربصرہ میں کچھ معاملات انجام دےرہاہےلہٰذااس عالم سمیت ہم سب لوگ بازار پہنچے دیکھامحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)کاچہرہ چاندکی طرح چمک رہاہےاورکافی معاملات انجام دےچکے ہیں اورمنافع بھی کافی ہواہے ہم نےچاہاکہ اس عالم کواس کی پہچان کروائیں کہ خوداس عالم نےسبقت کی اورکہامسیح کی قسم میں اس کوپہچان گیااورپھروہ آنحضرت (ص)کےقدموں میں جاکرگرگیااوران کوچومنےلگاپھراس نےکچھ اشیاوعلامات کے بارے میں سوالات کئےآنحضرت (ص) نےاس کے تمام سوالات کےجوابات دیئے پھر وہ کہنےلگااگرمیں نےآپ کےزمانے کوپایاتوشمشیرکاحق اداکروں گاپھروہ ہماری طرف متوجہ ہوکرکہنےلگاآپ لوگوں کومعلوم ہےاس کےہمراہ کیاہے؟اس کےساتھ زندگی اور موت ہےجوبھی اس کےساتھ ملااس کےلئےحیات جاودانی ہےاورجواس سےدورہوااس کےلئےہلاکت ہےیہ وہی ہےجس کےساتھ ذبح عظیم ہےپھروہ مسلسل آنحضرت (ص) کےسرکابوسہ لیتاجاتاتھا۔

ابوالمویہب راہب کے بارے میں

ابوالمویہب راہب منجملہ ان افرادمیں سےہےجوپیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ)کی بعثت سے پہلےسےآپ کوآپ کی تمام صفات کےذریعہ جانتاتھااورآپ کےوصی حضرت علی ابن ابی طالب علیہماالسلام کے بارے میں بھی آگاہ تھا۔

بکر بن عبداللہ اشجعی اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں اس تجارتی سفر شام میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ہمراہ عبد مناف بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی گئے ہوئے تھے ابو المویہب راہب نے جب ان دونوں کو دیکھا تو ان سے کہنے لگا آپ لوگ کون ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ اہل حرم کے تاجر لوگ ہیں جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں اس نے پوچھا قریش کے کس قبیلہ سے؟ ہم نے جواب دیا فلاں قبیلہ سے اس نے پوچھا آپ لوگوں کے ساتھ اور بھی کوئی ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بنی ہاشم کا جوان بھی ہمارے ساتھ ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہے۔

ابو المویہب نے کہا اسی کی مجھے تلاش تھی پھر کہنے لگا اللہ کی قسم قریش والوں میں اس سے زیادہ گمنام شخص کوئی نہیں ہے جس کو یتیم قریش کہتے ہیں اور وہ ہمارے قبیلہ کی عورت خدیجہ کا اجیر ہے پھر ابوالمویہب کہنے لگا مجھے اس کے پاس لے چلو ہم لوگ اسے بازار بصرہ لے گئے وہاں جا کر جو اس کی نگاہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر پڑی کہنے لگا وہ وہی ہے اور ان کے قریب جا کر ان سے کچھ گفتگو کی اور پھر ان کی پیشانی کو چومنے لگا پھر آستین سے اس نے کچھ نکالا جو ہم لوگ نہ دیکھ سکے مگر پیغمبر (ص) نے اس چیز کو قبول کرنے سے انکار کیا جب وہ پیغمبر (ص) سے ملکر ہمارے پاس آیا تو کہنے لگا اللہ تعالیٰ کی قسم وہ پیغمبرِ آخرُالزمان ہے اور عنقریب وہ مبعوث ہونے والا ہے اور لوگوں کو 'لاالہ الااللہ' کی طرف بلائے گا جب تم لوگ اسے مبعوث ہوتے ہوئے پاؤ تو اس کی پیروی کرنا پھر اس نے ہم سے پوچھا کیا اس کے چچا ابوطالبؑ کے گھر علیؑ کے نام کا بچہ پیدا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا یا تو وہ اب تک پیدا ہو چکا ہے یا

اسی سال پیداہوگاوہی سب سےپہلا شخص ہوگاجواس پرایمان لائےگاہم اسے جانتےہیں اوریہ بھی جانتےہیں کہ وہ اس کاوصی ہوگاجس طرح ہم یہجانتےہیں کہ محمدنبی(ص)ہیں اوروہ سیّدعرب اورزبانی انسان اورذوالقرنین عرب ہےوہ شمشیرکاحق اداکرےگااس کانام اوپر کی دنیامیں''علی''ہےوہ انبیاءکےبعدنامورانسانوں میں سےہےفرشتےاسے شجاع اورنامور پہلوان کہتےہیں جس طرف بھی وہ رُخ کرےگاکامیاب لوٹےگا،اللہ تعالیٰ کی قسم وہ اپنے دوستوں کےدرمیان آسمان پرسورج سےزیادہ تابندہ معروف ہے۔

کچھ سطیح کاہن کے بارے میں

مخزوم بن ہانی اپنےوالدسےجس نے۱۵۰سال عمرکی ہے نقل کرتےہیں کہ انھوں نےکہا: جس رات پیغمبراسلام(ص)کی ولادت ہوئی کسریٰ کےمحلات میں لرزہ آیاتھااوراس کے چودہ کُنگرے نیچےآگرےتھےاورساوہ کےدریاکاپانی خشک ہوگیاتھااورفارس کاآتشکدہ جوہزار سال سےروشن تھاوہ بجھ گیاتھااورکسریٰ کے بادشاہ نےخواب میں دیکھاتھاکہ سرکش اونٹوں پرکچھ چست سوارلوگ دجلہ سے گزرکرشہرمیں بکھررہےہیں یہ دیکھ کربادشاہ خوفزدہ ہوامگرصبح کواُٹھ کربادشاہ نےجوکچھ خواب میں دیکھاتھااسےپوشیدہ رکھااوربڑی بُردباری کےساتھ اپنےسرپرتاج رکھ کراپنےتخت پرجابیٹھااپنےوزیروں کوجمع کیااوررات کاخواب بیان کیا،اسی دوران جب کسی نےآکرخبردی کہ آتشکدہ بجھ گیاتواس کے غم میں اوراضافہ ہوااس نےان تمام باتوں کی جوتعبیرپوچھی تواسےبتایاگیاکہ یہ حادثہ سعودی

عرب میں رونماہوگالہٰذابادشاہ کسریٰ کی طرف سے نعمان بن منذر کویوں خط لکھاگیاکہ کسی اہل علم کومیرے پاس بھیجاجائے تاکہ اس سے جوکچھ میں چاہوں پوچھ سکوں، عبد المسیح بن عمروبن حیان کواس کے پاس بھیجاگیااب جووہ اس کے پاس پہنچاتوبادشاہ نےاس کےسامنےاپنےخواب کوبیان کیااوراس کی تعبیرپوچھی،اس نےکہا:اس کی تعبیرآپ کو میرےماموں بتاسکتے ہیں جوشام میں رہتے ہیں جن کو'سطیح'کہتے ہیں بادشاہ نے کہاتم خود جاؤاور اس سےاس خواب کی تعبیرپوچھ کرآؤ،عبدالمسیح گیاجیسےہی وہ'سطیح'کے پاس پہنچاتو 'سطیح'کا انتقال ہونےوالاتھااس نے جاکرسلام کیا،اور مبارک باددی مگر'سطیح'نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس وقت عبد المسیح نے یہ اشعار کہے:

آقائے یمن بہراہے یانہیں۔اس میں ابھی جان بھی ہے کہ نہیں

اے شخص علیم مشکل ہےدرپیش۔ہمیں تجھ سےجواب ملےگاکہ نہیں

آقاوسردار تیز ہوش ہے۔لاغربدن اور باریک رداء نہیں

میں بادشاہ ایران کاقاصدہوں۔اس کے دل کاخوف اس کامدعانہیں

اس نے عجیب وغریب خواب دیکھاہے۔جس کی تعبیرہمارے پاس نہیں

یہ راستہ کاتھکاہواقاصدہے۔مگراس جگہ اسے کوئی رنج وملال نہیں

اس قدر اسیر راہ کا گرد غبار ہے۔ اگر وہ پہاڑ بھی طلب کرے تو خطاء نہیں

جب 'سطیح' نے اس کے یہ اشعار سنے تو آنکھوں کو کھولا اور عبدالمسیح نے اپنے آنے کے ہدف کو بیان کیا اور کہا جب صاحبِ عصاء مبعوث ہوگا تو وادیٔ ''ساوہ'' پانی سے سیراب ہو جائے گی اور ساوہ کا دریا خشک ہو جائے گا اور پھر شام سطیح کا نہ رہے گا کسریٰ کے محل میں جتنے کنگرے گرے ہیں انتی تعداد میں مرد و عورتیں حکومت کریں گے پھر سطیح کا انتقال ہو گیا۔

عبدالمسیح اس کے پاس سے اُٹھا اور اپنے مرکب پر سوار ہوتے ہوئے یہ اشعار کہے:

کمر باندھ لے اے مرد مصمم۔ تجھے نہ ڈرائیں یہ دنیا کی جدائیاں

اگر بنی ساسان کی سلطنت ختم ہو چکی ہے۔ گریں گی دوسری بھی حکومتیں

تم ہو کہنے والے ان سے۔ کہ شیر بھی خوفزدہ ہیں ان کی وحشت سے

جب لوگ کسی کا ضعیف ہونا جان لیتے ہیں۔ کرتے ہیں اس کے ضعف کے سبب اسے تحقیر

جب ہو خیر و شر آپس میں ملا ہوا۔ تو خالق کے امر و نہی کو انجام دیا جائے

اب جو عبدالمسیح نے بادشاہ کسریٰ کے پاس آ کر سطیح کی بات کو بتایا تو اس نے کہا کہ ہمارے چودہ افراد حکومت کریں گے جن میں سے دس افراد نے چار سال کی مدت میں حکومت کی باقی لوگوں نے بھی حکومت عثمانیہ تک حکومت کی۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بارے میں یوسف یہودی کا خبر دینا

ابان بن عثمان حدیث مرفوع میں کہتے ہیں جب عبداللہ بن عبدالمطلب (علیہاالسلام) سن بلوغ کو پہنچے تو عبدالمطلبؑ نے ان کی شادی آمنہ بنت وہب زہری سے کردی اور جب حضرت آمنہ حاملہ ہوئیں تو ان سے نقل ہے کہ جب میں حاملہ ہوئی تو مجھے بالکل بھی احساس نہ ہوا جو حاملہ عورتوں کو حمل کے دوران سنگینی محسوس ہوتی ہے مجھے بالکل بھی محسوس نہ ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی میرے پاس آکر کہتا ہے 'تیرے رحم میں خیرالانام ہے' جب وضع حمل کا وقت ہوا تو اس وقت بھی مجھے کوئی مشکل نہیں ہوئی اور جب میرا بچہ دنیا میں آگیا تو میں نے سنا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے 'خیرالبشر' کو جنم دیا ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی، حضرت آمنہ کہتی ہیں جیسے ہی بچہ زمین پر آیا تو اس نے دونوں ہاتھوں اور دونوں زانوؤں کے ذریعہ اپنے آپ کو زمین سے حفظ کیا اور آسمان کی طرف سر بلند کیا تو اس کے چہرے سے ایسا نور ساطع ہوا جس نے زمین سے آسمان تک کو روشن کردیا اور ستاروں نے شیاطین پر حملہ کرکے آسمان سے بھگادیا قریش والوں نے ستاروں کو اُترتے ہوئے دیکھا تو خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے قیامت برپا ہوئی ہے اور بھاگے بھاگے ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوگئے اور کہنے لگے اس کا کیا سبب ہے اس نے کہا جاکر دیکھو اگر ستارے اُتر کر ختم ہورہے ہیں تو یہ قیامت کی علامت ہے اور اُترنے کے باوجود باقی رہے تو یہ کسی عجیب بات کی خبر دہی ہے شیاطین نے بھی جب یہ منظر دیکھا تو سب ابلیس کے گرد جمع ہوگئے اور کہا آج سے ہم لوگ آسمان سے منع

کر دیئے گئے ہیں اس نے کہا جاؤ زمین پر جا کے جستجو کرو کہ کونسا امر عجیب رونما ہوا ہے جس کے سبب ایسا ہوا ہے وہ سب پوری دنیا میں پھرے مگر انہیں کوئی عجیب بات محسوس نہیں ہوئی واپس آ کر کہا ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا ابلیس نے کہا مجھے خود جستجو کرنے نکلنا ہوگا لہٰذا وہ مشرق و مغرب کا چکر لگاتا ہوا مکہ کی سرزمین پر پہنچا تو وہاں فرشتوں کا ہجوم دیکھا جیسے ہی اس نے اس مجمع میں داخل ہونے کی کوشش کی تو جبرائیلؑ نے اسے پکار کر کہا 'اے ملعون دور ہو جا' پھر وہ حرا کی جانب سے آیا تو وہاں سے بھی اسے دھتکار دیا گیا اس نے جبرائیلؑ سے پوچھا مسئلہ کیا ہے؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا آج پیغمبر آخرالزمان (ص) کی ولادت ہوئی ہے اس نے پوچھا کیا اس میں میرا بھی کچھ حصہ ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا اس کی امت میں میرا حصہ ہے جبرائیلؑ نے کہا ہاں تو وہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور ابان بن عثمان کہتے ہیں مکہ میں ایک یوسف نام کا یہودی رہتا تھا جب اس نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں تو اس نے کہا آج کی شب پیغمبر آخرالزمان (ص) کی ولادت ہوئی ہے اور یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ذکر میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے جب صبح ہوئی تو وہ قریش کی محفل میں آ کر پوچھتا ہے کیا رات کو تمہارے یہاں کسی کی ولادت ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں تو وہ کہنے لگا تورات کی قسم تم لوگ خطا کر رہے ہو اس کی ولادت ہو چکی ہے اور وہ افضل الانبیاء ہے یہ سنکر قریش والے پھیل گئے اور ہر ایک کی زبان پر یوسف یہودی کا جملہ تھا آ کر پتہ کیا تو معلوم ہوا عبداللہ بن عبد المطلب کے گھر بچہ کی ولادت ہوئی ہے سب نے آ کر یوسف یہودی کو خبر دی کہ ہاں رات کو ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے اس نے کہا ممکن

ہے مجھے بھی وہ بچہ دکھاؤاسے آنحضرت (ص) کے گھرلاکر جو دکھایا گیااس نے آپ کی پشت پر مہر نبوت کو جو دیکھا تو بیہوش ہوگیا، قریش والوں کو اس کی اس حرکت پر تعجب ہوااور ہنسنے لگے اس نے ہوش میں آکر کہااے قریش والوں ہنس رہے ہو یہی پیغمبر تم لوگوں کو ہلاک کرے گا سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے بالکل سے ختم ہوجائے گا یہ سنکر لوگ پھیل گئے اور یوسف یہودی کی بات کو ایک دوسرے سے نقل کرنے لگے۔

شام سے آنے والے ابن حواش کی روایت

ابن عباس کہتے ہیں جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے غزوۂ بنی قریظہ میں کعب بن اسد کو بلوایا تاکہ اس کی گردن کاٹی جائے، جب اسے لایا گیا تو پیغمبر (ص) نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہااے کعب! کیا تمہارے لئے شام سے آنے والے اہل علم ابن حواش کی بات مفید نہیں تھی جو اس نے کہا تھا کہ میں نے شام کی تمام عیش وعشرت کو چھوڑا اور مبعوث ہونے والے پیغمبر کی محبت میں آیا ہوں جو اس شہر مکہ میں مبعوث ہوگا اور یہی مکہ اس کی ہجرت گاہ ہوگا وہ دشمنوں کو قتل کرے گا وہ چند دانے خرمہ اور چند ٹکڑے روٹی پر اکتفاء کرے گا جو سواری پر بغیر زین کے سوار ہوگا اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ اپنے پاس شمشیر رکھا کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اسکی سلطنت پوری کائنات میں پھیل جائے گی کعب نے کہااے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ! بالکل ایسا ہی ہے مگر پھر بھی

میں دین یہودپر باقی ہوں،اوراسی پر مروں گا،رسول اللہ تعالیٰ (ص) نے حکم دیاکہ اس کی گردن اُڑادی جائے لہٰذاایساہی کیاگیا۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بارے میں زید بن عمرو بن نفیل کا خبر دینا

زید بن عمر بن نفیل بھی ان افرادمیں سے ہے جو ہمیشہ خالص دین کی تلاش میں تھےاور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کوان کی تمام صفات کے ساتھ پہچانتاتھااوران کے ظہور کامنتظر تھااوران کی جستجو میں ایک شہر سے دوسرے شہر جارہاتھا کہ راستے میں قتل کردیاگیا۔

۱۔ محمد بن اسحاق بن یسارکہتے ہیں کہ زید بن عمر بن نفیل نے مکہ سے نکل کردین ابراہیم کو تلاش کرنے کاجب ارادہ کیاتواس کی بیوی صفیۃ بنت حضرمی نے خطاب بن نُفیل کواس کے ارادے سے آگاہ کیا،زیدنے دین ابراہیمی کی تلاش میں مکہ سے نکل کرسب سے پہلے شام کی طرف سفر کیاشام پہنچ کرایک راہب سے اس کی ملاقات ہوئی اس سے جب اس نے دین ابراہیمی کے بارے میں سوال کیاتواس نے کہاتم نے ایسے دین کے بارے میں پوچھاہے جس پراس زمانے میں کسی کو نہیں پاؤگے،اس علم کے جاننے والے اہل علم کاانتقال ہوچکاہےالبتہ اسی دورمیں خود تمہاری سر زمین مکہ میں اس دین کاآخری پیغمبر مبعوث ہونے والاہے تمہارے لئے ضروری ہے کہ فوراًوہاں جاؤ،زیدیہ بات سنکرفوراًمکہ کی طرف روانہ ہواجیسے ہی وہ قبیلہ لخم کی سرزمین پر پہنچاوہاں کے لوگوں نےاس پرحملہ کرکےاسے قتل کردیا،ورقہ بن نوفل بھی اگرچہ زیدکی طرح دین ابراہیمی کی جستجو میں تھامگراس نے زیدکی طرح نہیں کیا۔

اسی لئےاس نےزیدکے قتل کوسنکراس کےسوگ میں یہ اشعارکہے:

آگاہ رہواےابن عمرو کہ تم نےراہ پالی ہے۔تنورآتش کاتم نےرُخ کیاہے

تمہارےاللہ تعالیٰ کاکوئی مثل ومانندنہیں ہے۔تمہیں بتوں سے کوئی سروکارنہیں ہے

رحمت پہنچی ہےانسان کوکبھی کبھی۔اگرچہ اس کامقام زمین کی گہرائیوں ہی میں ہو

۲۔عمربن خطاب اورسعیدبن زیدکہتےہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کیاہم لوگ زیدکے لئےطلب مغفرت کریں ؟آنحضرت(ص)نےفرمایا:ہاں اس کے لئے طلب مغفرت کروکہ وہ روزقیامت ایک امت کی مانندمحشورہوگا۔

۳۔سعیدبن زیدنےاپنےباپ زیدبن عمروکے بارےمیں پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیاکہ یارسول اللہ(ص)آپ نےزیدبن عمروکے بارےمیں سناکہ وہ کتنادین حق کی تلاش میں تھےکہ اگرآج وہ زندہ ہوتےتویقیناوہ اس دین حقہ کوقبول کرتےلہٰذااجازت ہےکہ میں ان کے لئےطلب مغفرت کروں؟ آنحضرت(ص)نےفرمایا:ہاں اس کےلئےطلب مغفرت کی دعاکرو وہ قیامت کےدن تنہاایک امت کی مانندآئےگااورکہاجاتاہےکہ وہ اسی مذہب حقہ کی تلاش میں تھاکہ اس کاانتقال ہوگیا۔

اس کتاب کےمؤلف شیخ صدوق کہتےہیں کہ پیغمبراکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ)کی نبوت سےپہلےکی حالت کی مانندقائم آل محمدعلیہم السلام کی حالت ہےاس دور میں کیونکہ پیغمبر(ص)کوبھی اس دورمیں صرف یہودی اورعیسائی علماءجانتےتھےاوراسلام ان کےدرمیان غریب تھااگران میں

سے کوئی اس پیغمبر آخرالزمان کے بارے میں دعا کرتا تھا تو اس وقت کے جاہل وگمراہ لوگ ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ پیغمبر جس کی شرق وغرب میں حکومت ہوگی اور تمام سلاطین عالم اس کے مطیع ہوں گے وہ کب ظہور کرے گا؟ جس طرح آجکل کے جہلا ہم سے کہتے ہیں کہ وہ امام زمان (عجل اللہ فرجہ) جس کے تم لوگ گیت گاتے ہو کب ظہور کرے گا؟ بعض تو حضرت کے وجود کے منکر اور بعض معترف ہیں جیساکہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الاِسْلامَ بُدِءَ غَریباً وَسَیَعُودُ غَریباً] کَمابَدَءَ[فَطُوبیٰ لِلْغُرَباءِ "یعنی بیشک اسلام کی غریبانہ انداز میں ابتداء ہوئی اور عنقریب دوبارہ اسلام غریب ہوجائے گا (جس طرح ابتدا میں غریب تھا) نیک بشارت ہو غربا کو کہ بیشک اس زمانہ میں بھی اسلام دوبارہ ویسا ہی ہوگیا ہے لیکن حجت الٰہی کے ظہور سے دوبارہ اسلام طاقتور ہوجائے گا جس طرح پیغمبر اکرم (ص) کے ظہور سے اسلام طاقتور ہوگیا تھا اور آنحضرت (ص) کے ظہور کے منتظر لوگوں کی آنکھیں آپ کے وجود سے منور ہوگئیں تھیں اسی طرح امام زمان (عج) کے ظہور سے اسلام کو دوبارہ سے جلا ملے گی اور ان کے منتظریں کی آنکھیں ان کے ظہور سے منور ہوجائیں گی۔

۴۔ علی بن موسی الرضا (علیہاالسلام) اپنے اجداد کے ذریعہ حضرت علی (علیہ السلام) سے اور وہ پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الاِسْلامَ بُدِءَ غَریباً وَ سَیَعُودُ غَریباً] کَمابَدَءَ[فَطُوبیٰ لِلْغُرَباء"

یعنی: بیشک اسلام کا آغاز غریبانہ انداز میں ہوا عنقریب پھر سے اسلام غریب ہوجائے گا (جس طرح ابتدا میں غریب تھا) اور خوش قسمت ہیں غرباء''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا باب: امام کی ضرورت کیوں؟

۱۔ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے پوچھا کیا زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟آپ نے ارشاد فرمایا:"لَوْبَقِيَتِ الأَرْضُ بِغَيْرِإمامٍ ساعَةً لَساخَتْ" یعنی اگر زمین ایک گھنٹے کے لئے بھی بغیر امام کے رہ جائے تو دھنس جائے گی۔

۲۔محمد بن فضل کہتے ہیں میں نے امام رضا (علیہ السلام) سے سوال کیا کہ زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟تو آپ نے فرمایا: نہیں میں نے کہا کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے ہم تک روایت پہنچی ہے کہ زمین بغیر امام کے باقی نہیں رہ سکتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ اہلِ زمین پر غضبناک ہو تو حضرت نے فرمایا: اگر زمین بغیر امام کے رہ جائے تو دھنس جائے گی۔

۳۔ابوہراسہ امام محمد باقر (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر امام کو زمین پر سے ایک گھنٹے کے لئے اُٹھالیا جائے تو زمین اپنے ساکنین کے ساتھ مضطرب ہو جائے گی جس طرح دریا اپنے اہل کے ساتھ مضطرب ہو جاتا ہے۔

۴۔زرارہ بن اعین امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجتیں نہ ہوں تو زمین اپنے ساکنین کے ساتھ لرزہ میں

آجائےاورجوکچھ اس پرہوگرجائےلہٰذازمین ایک گھنٹےکےلئے بھی حجتِ الٰہی سےخالی نہیں رہ سکتی ہے۔

۵۔ابراہیم بن ابی محمودکہتے ہیں امام رضا(علیہ السلام)نےفرمایا:ہم لوگ خلائق پراللہ تعالیٰ کی حجت اوراس کے نمایندے ہیں اوراللہ تعالیٰ کےاسرارپرامین ہیں اورہم ہی کلمہ تقویٰ و عروۃالوثقیٰ اوراللہ تعالیٰ کے گواہ اورمخلوقات میں اس کی نشانی ہیں اللہ تعالیٰ نےہمارے ذریعہ سےزمین وآسمان کوٹھہرایاہواہے،ہمارےہی ذریعہ سے بارش برستی ہےاوررحمتِ الٰہی سب تک پہنچتی ہےاورزمین کسی وقت بھی ہمارے قائم سےخالی نہیں رہ سکتی ہے اگرزمین ایک دن کےلئے بھی حجتِ الٰہی سےخالی ہوجائےتووہ اپنےساکنین کےساتھ مضطرب ہوجائےگی جس طرح دریااپنےاہل کےساتھ مضطرب ہوجاتاہے۔

۶۔محمدبن سنان حمزۂ طیارسےاوروہ امام جعفرصادق(علیہ السلام)سےروایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:اگرزمین میں صرف دوافرادبھی رہ جائیں توان میں سےایک حجت اللہ ہوگا۔

۷۔ابوالصباح امام جعفرصادق(علیہ السلام)سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زمین کواس کےحال پرنہیں چھوڑتاہےمگریہ کہ اس میں ایساعالم ہوجوہرکمی و زیادتی کاعالم ہوکہ اگرمؤمنین کسی چیزکوبڑھائیں توہ اسےلوٹاسکےاگرکسی چیزکوکم کریں توہ اسے تکمیل کرسکےاگرایسا نہ ہوتومؤمنین کےاُموران پرپوشیدہ ہوجائیں گے۔

٨۔ابو بصیر امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا تو حق کو باطل سے پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔

٩۔زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے کہا: کیا ممکن ہے کہ ایک امام کا انتقال ہو جائے اور اس کے بعد دوسرا امام نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ایسا ہر گز ممکن نہیں ہے ''میں نے کہا پھر کس طرح ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہر گز ایسا ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ پروردگار عالم بندوں پر غضبناک ہو اور ان کے لئے کوئی چارہ جوئی کرے۔

١٠۔عمرو بن ثابت اپنے والد سے اور وہ امام محمد باقر (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر زمین ایک دن کے لئے بھی بغیر امام کے باقی رہ جائے تو زمین اپنے اہل کے ساتھ دھنس جائے اور اللہ تعالیٰ انہیں شدید ترین عذاب کرے گا اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے اور ہم زمین واہل زمین کے لئے امان قرار دیئے گئے ہیں جب تک ان میں رہیں تو وہ امان میں ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اہل زمین کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے گا تو ہمیں ان کے درمیان سے اُٹھالے گا اور اپنی طرف بلالے پھر جو چاہے گا انجام دے گا۔

١١۔سلیمان جعفری کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا (علیہ السلام) سے پوچھا: کیا زمین بغیر حجت اللہ تعالیٰ کے باقی رہ سکتی ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی زمین حجتِ الٰہی سے خالی ہو جائے تو اپنے باشندوں کو نگل لے گی۔

۱۲۔ محمد بن ابراہیم امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ اپنے فضل کے بارے میں آگاہ کریں، امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے یوں جواب لکھا: اللہ تعالیٰ نے جس طرح ستاروں کو اہل آسمان کے لئے امان قرار دیا ہے اگر ستارے چلے جائیں تو اہل آسمان پر وہ سب کچھ آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان ہیں اگر اہل بیت چلے جائیں تو میری اُمت پر جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے پہنچ جائے گا۔

۱۳۔ خیثمۂ جعفی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر (علیہ السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''ہم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، میراث انبیاء ہمارے ہی پاس امانت رکھائی گئی ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے امین اور اس کی حجت ہیں، ہم ارکان ایمان اور ستون اسلام ہیں ہم خلائق پر رحمت اللہ تعالیٰ ہیں، ہم وہ ہیں جن کے سبب کائنات کا آغاز ہوا اور جن پر کائنات کا اختتام ہوگا، ہم پیشوائے ہدایت اور تاریکیوں میں روشنی بخشنے والے چراغ ہیں، ہم ہی اولین وآخرین ہیں ہم خلائق کے لئے پرچم ہدایت ہیں جو بھی ہم سے تمسک رکھے گا وہ حق سے ملحق ہو جائے گا اور جو بھی ہم سے دوری اختیار کرے گا وہ دریائے جہالت میں غرق ہو جائے گا، ہم اللہ تعالیٰ کی راہ اور معدن نبوت ہیں ہمارے یہاں ملائکہ کی آمدورفت ہے ہم روشنی چاہنے والوں کے لئے چراغ ہیں ہم اپنے پیروکاروں کے لئے راہ حق ہیں ہم بہشت کی طرف ہدایت کرنے والے ہادی ہیں ہم حق تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں ہمارے ہی سبب سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر باران رحمت برساتا ہے اور ہمارے ہی سبب سے لوگوں پر سے

عذاب کواُٹھائے ہوئے ہےلہٰذاجس نے بھی ہمیں پہچاناوہ بابصیرت ہوااوراس نے ہماراحق پہچانااس سے ہمارےاحکامات کولیااوران پر عمل کیاجس کے نتیجہ میں وہ ہماری طرف آیا اوروہ ہم میں سے ہوگیا۔

۱۴۔امام محمد باقر(علیہ السلام)ارشادفرماتے ہیں:رسول اللہ تعالیٰ(صلی اللہ علیہ وآلہ)نے حضرت علی(علیہ السلام)سےفرمایا:اے علی!میں جوکچھ تم سے کہہ رہاہوں اسے لکھو: حضرت علی(ع)نےفرمایا:یارسول اللہ(ص)کیاآپ کواس بات کاخوف ہےکہ بھلا دوں؟ آپ نےفرمایا:میں تم سےفراموش کرنےکے بارےمیں نہیں ڈرتاہوں کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سےدعاکی ہےکہ تمہیں محفوظ رکھےاورنسیان سے تمہیں بچاکررکھےمگریہ سب باتیں اپنےشرکاءکے لئےلکھو،حضرت علی(ع)نےکہایارسول اللہ(ص)میرےشرکاءکون ہیں؟پیغمبر(ص)نےفرمایا:وہ آئمہ جوتمہاری نسل سےہوں گےجن کےسبب میری امت پر بارانِ رحمت برسےگی اوران کی دعائیں مستجاب ہوں گی،انھیں کےسبب اللہ تعالیٰ ان سےعذاب کودورکرےگا اورآسمان سےرحمت کوبرسائےگااورامام حسن(ع)کی طرف اشارہ کرتےہوئےفرمایا:یہ ان میں کادوسرااوربقیہ حسینؑ کی نسل سےہوں گے۔

۱۵۔امام جعفرصادق امام محمد باقر علیہما السلام سےاوروہ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا:ہم مسلمانوں کےامام اورتمام کائنات والوں پر حجت الٰہی ہیں مؤمنین کےسروراوراہلِ ایمان کے مولاہیں ہم اہل زمین کے لئےامان ہیں جس

طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں ہم وہ ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے آسمان کو روکا ہوا ہے کہ زمین پر نہ گر جائے مگر اس کے اذن سے، اس نے ہمارے سبب زمین کو روکا ہوا ہے کہ اپنے اہل کو نہ لرزائے، ہمارے سبب وہ باران رحمت برساتا ہے اور اپنی رحمت کو منتشر کرتا ہے اور زمین کی برکات کو نکالتا ہے اگر ہم روئے زمین پر نہ ہوتے تو زمین اپنے اہل کو اپنے اندر نگل لیتی، پھر آپ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو خلق کیا زمین حجتِ الٰہی سے خالی نہیں رہی اور نہ قیامت تک زمین حجت الٰہی سے خالی ہوگی اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی، سلیمان راوی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے کہا لوگ کس طرح سے اللہ تعالیٰ کی غائب حجت سے مستفید ہو سکیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے مستفید ہوتے ہیں۔

۱۶۔ یونس بن یعقوب کہتے ہیں ہم کچھ افراد مثلاً حمران اعین، مؤمن الطاق، ہشام بن عالم اور ہشام بن حکم امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام نے ہشام بن حکم جو اس وقت جوان تھے ان سے پوچھا: اے ہشام! ذرا اپنے اور عمرو بن عبید کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان کرو، ہشام کہتے ہیں یا بن رسول اللہ (ص) میری جان آپ پر قربان میری زبان آپ کے سامنے کھلنے سے قاصر ہے امام نے فرمایا: ایک مقام پر روایت ہے) (اذا امرتکم بشیء فافعلوہ) جب میں تم لوگوں کو کسی چیز کا حکم دوں تو تم اس کام کو انجام دو، ہشام کہتے ہیں عمرو بن عبید مسجد بصرہ میں اپنے گرد حلقہ بنائے بیٹھا تھا اور لوگ

اس سے سوالات پوچھ رہے تھے میں بھی لوگوں کے حلقہ کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور ''عمرو'' کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا اور کہا مولانا میں ایک مسافر ہوں کیا اجازت ہے آپ سے کچھ سوالات کروں؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا آپ کی آنکھ ہے؟ اس نے کہا بیٹا یہ کیسا سوال ہے جو چیز تم خود دیکھ رہے ہو اس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ میں نے کہا مولانا در اصل میرے سوال کچھ اسی طرح کے ہیں، اس نے کہا پوچھو اگرچہ تمہارے سوالات احمقانہ ہیں، میں نے کہا برائے مہربانی میرے سوالوں کے جوابات دیجئے، اس نے کہا پوچھو، میں نے پوچھا کیا آپ کی آنکھ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا دیکھتے ہیں؟ اس نے کہا: رنگوں کو لوگوں کو، میں نے پوچھا کیا آپ کی ناک ہے؟ اس نے کہا ہاں: میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا سونگھنے کا، میں نے پوچھا کیا آپ کی زبان ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا بولتا ہوں میں نے پوچھا کیا آپ کے کان ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا ان سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا آوازوں کو سننے کا کام لیتا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا آپ ان سے کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا چیزوں کے نرم یا سخت ہونے کو تشخیص دیتا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کے پیر ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا ان سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا ان کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہوں میں نے پوچھا کیا آپ کا منہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا اس سے مختلف غذاؤں کا مزہ چکھتا ہوں، میں نے پوچھا آپ کا دل ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں

نے پوچھاآپ اس سے کیاکام لیتے ہیں؟اس نے کہااس کے ذریعہ اعضاء کی دریافت کردہ چیزوں کو تشخیص دیتاہوں، میں نے پوچھاکیایہ اعضاء دل سے بے نیاز نہیں ہیں؟اس نے کہا نہیں، میں نے پوچھاکیوں؟جبکہ وہ صحیح وسالم ہیں؟اس نے کہابیٹاجب یہ اعضاء وجوارح جب کسی چیز کو سونگھنے یا چکھنے یادیکھنے میں شک کرتے ہیں توایسی صورت میں وہ دل کی طرف رجوع کرتے ہیں اوردل کے ذریعہ یقین حاصل کرتے ہیں اوراپنے شکوک کودور کرتے ہیں، میں نے پوچھاتوکیااللہ تعالیٰ نے دل کواعضاء کے شک کودور کرنے کے لئے خلق کیاہے؟اس نے کہاہاں، میں نے پوچھاتوکیادل کاہوناضروری ہےورنہ اعضاء کویقین حاصل نہیں ہوسکتاہے؟اس نے کہاہاں میں نے کہااے ابومروان !اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعضاء کو بغیرامام ورہنماکے آزادنہیں چھوڑاہے تاکہ صحیح کو صحیح جان کرشک کودور کرے، لیکن تمام مخلوقات کوحیرت شک اوراختلاف میں چھوڑدیاہےاوران کے لئے کسی کو بھی امام ورہنما قرارنہیں دیاتاکہ وہ لوگوں کے شکوک اورحیرتوں کوختم کرسکے جبکہ تمہارے اعضاء کے شک وحیرت کے دور کرنے کے لئےامام ورہنماکوقراردیاہے؟یہ سنکرتو''عمرو''خاموش ہوگیااور پھرتھوڑی دیرکے بعدمیری طرف متوجہ ہوکرکہتاہےکیاتم ہشام ہو؟میں نے کہانہیں،اس نے کہاکیاتم اس کے ساتھ رہ چکے ہو؟میں نے کہانہیں،اس نے کہاکہ کہاں کے رہنے والے ہو؟میں نے کہاکوفہ کا،اس نے کہاپس تم ہی ہشام ہواورپھراس نے مجھےاپنےنزدیک کرکے بیٹھایااوراس وقت تک اس نے کوئی کلام نہیں کیاجب تک میں اس کے پاس بیٹھارہا،امام جعفرصادق(علیہ السلام)سنکرمسکرائےاورفرمایا:اےہشام!یہ استدلال کس نے تمہیں سکھایا

؟ہشام بولے فرزندِ رسول اصل علم تو مجھے آپ سے ملا اور الفاظ کے قالب میں اسے میں نے ڈھالا ہے۔(حق الیقین (عبداللہ شبر) پھر امام نے فرمایا: اے ہشام! اللہ تعالیٰ کی قسم یہ استدلال صحف ابراہیم و موسیٰ پر لکھا ہوا ہے۔

مصنف: مزید اس بات پر دلیل کہ کائنات کی بقاء کے لئے امام کی ضرورت ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر بھی اس وقت تک عذاب کو نازل نہیں کیا جب تک ان کے پیغمبر سے نہ کہا کہ تم مؤمنین کو لیکر اپنی قوم کے درمیان سے نکل جاؤ اور ان کے درمیان نہ رہو مثلاً حضرت نوح (ع) کے بارے میں ارشاد فرمایا: حَتَّی اِذَاجَاءَاَمْرُنَاوَفَارَالتَّنُّورُ قُلْنَااحْمِلْ فِیهامِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهلَکَ اِلاَّ مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ)(سورۂ ہود آیہ ۴۰) یعنی اور جب ہمارا حکم آگیا اور تنور سے پانی اُبلنے لگا تو ہم نے نوح سے کہا ہر جانور کے جوڑے کو کشتی میں سوار کرو اور اپنے گھر والوں کو سوائے ان لوگوں کے جن کے لئے پروردگار کا عذاب برحق ہو چکا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کو لیکر قوم والوں سے دور ہو جاؤ اور حکم دیا: (وَلاَتُخَاطِبْنِی فِی الَّذِینَ ظَلَمُوااِنَّهمْ مُغْرَقُونَ) (سورۂ ہود آیہ ۳۷)

یعنی: بیشک ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ستم کیا مجھ سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہونے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت لوط(ع)کے لئےارشادہوا:فَاَسْرِبِاَھلِکَ بِقِطْعٍ مِنْ اللَّیْلِ وَلاَیَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدِالاَّامْرَاَتَکَ اِنَّہُ مُصِیبُھامَااَصَابَھمْ)(سورۂ ہود آیہ۸۱)

یعنی اپنے گھروالوں کورات کی تاریکی میں لیکرشہرسے باہرنکل جاؤاورکسی کی طرف توجہ نہ کروصرف تمہاری زوجہ ہےجواسی عذاب میں مبتلاء ہونےوالی ہےجوقوم پرآنےوالا ہے،لہٰذااللہ تعالیٰ نےحضرت لوط(ع)کوعذاب آنےسےپہلےشہرسےنکل جانےکاحکم دیا اوراللہ تعالیٰ نےاس شہروالوں پراس وقت تک عذاب نازل نہیں کیاجب تک حضرت لوط (ع)ان کےدرمیان تھےاسی طرح اللہ تعالیٰ نےکسی بھی امت پراس وقت تک عذاب نازل نہیں کیاجب تک اس زمانےکاپیغمبران کےدرمیان رہااورجب کسی قوم کوہلاک کرنےکاارادہ کیاتوپہلےاس پیغمبرکواس شہرسےنکل جانےکاحکم دیاجیساکہ حضرت ابراہیم(ع)نےاپنی قوم کوڈراتےہوئےارشادفرمایا:(وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَاتَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللہِ وَاُدْعُورَبِّی عَسَی اَلاَّاَکُونَ بِدُعَاءِ رَبِّی شَقِیًّا(سورۂ مریم آیہ ۴۷)

یعنی:میں تم سےاورجن کوتم لوگ پکارتےہودوری اختیارکرتاہوں اوراپنےپروردگارکو پکارتاہوں اورامیدہےکہ میں شقی انسان قرارنہ پاؤں۔

لہٰذاابراہیم(ع)نےان سےاوران کےاللہ تعالیٰ سےدوری اختیارکی،اللہ تعالیٰ نےان لوگوں کوجنہوں نےابراہیمؑ کواذیتیں پہنچائیں اورآگ میں پھینکاہلاک کیااورانہیں بدترین لوگوں

میں سے قرار دیا ابراہیم ولوط کو نجات دی جیساکہ ارشاد ہوا: (وَنَجَّيْناهُ ولُوطاًاِلَى الأَرْضِ الَّتى بارَكْنافيهالِلْعالَمَينَ) (سورہ انبیاآیہ ۷۱)

یعنی ہم نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو ایسی زمین کی طرف نجات دی جس کو ہم نے عالمین کے لئے مبارک قرار دیا، پھر حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور ان سے یعقوبؑ جیسے فرزند عطا کئے جیساکہ ارشاد ہوا: وَوَهبْنَالَهُ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةًوَكُلًّاجَعَلْنَاصَالِحِينَ) (سورہ انبیاء آیہ ۷۲) یعنی: ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو بڑھاکر بیٹے عطا کئے اور انھیں صالحین میں سے قرار دیا اور اللہ تعالیٰ پیغمبر اکرم (ص) کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے: وَماكانَ اللّهُ لِيُعَذِّبَهمْ وَأَنْتَ فِيهمْ) (سورہ انفال آیہ ۳۳)

یعنی: اللہ ہرگز انہیں عذاب نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان ہیں معتبر روایات میں یہ بات ذکر ہے کہ اگر کوئی خواب میں پیغمبر اکرم (ص) و آئمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی کو کسی شہر میں داخل ہوتا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شہر امن وامان میں رہے گا اس شہر والوں کو جس چیز کی امید ہوگی وہ انہیں حاصل ہوگی، اور جیساکہ ہشام بن حکم کے عمرو بن عبید سے مناظرہ سے بھی معلوم ہوا کہ امام غائب سے مستفید ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت کرنا ہے جس طرح انسان کا دل تمام اعضاء وجوارح سے غائب ہے آنکھ سے نظر نہیں آتا، ناک سے سونگھا نہیں جاسکتا، منہ سے چکھا نہیں جاسکتا، ہاتھ سے چھوا نہیں جاسکتا، اس کے غائب ہونے کے باوجود اعضاء کو چلانے والا مدبر ہے اور

ان کی اصلاح کاذریعہ ہےاگردل نہ ہوتاتواعضاءوجوارح کانظام درہم برہم ہوجاتا،لہٰذا اصلاح اعضاء کی بقاءکے لئےدل کاہوناضروری ہےجس طرح اصلاح عالم کی بقاءکے لئے امام کاباقی رہناضروری ہےجس طرح دل کی جسدسےنسبت کوہم نےروایات سےجانا اسی طرح حجتِ الٰہی امام غایب کےمقام ومرتبہ کوبھی روایات سےجانااوریہ ایسی روایات ہیں جوآئمہ طاہرین علیہم السلام کےذریعہ سےہم تک پہنچی ہیں اوروہ یہ کہ امام زمانہ(عج)مکہ میں ظہورفرمائیں گےاورجس طرح دل سےہماری مُرادوہ اندرونی گوشت کا ٹکڑانہیں ہےبلکہ اس دل سےمُرادوہ لطیف جوہرہےجسےاللہ تعالیٰ نےاس گوشت کے ٹکڑےمیں قراردیاہےجونہ آنکھ سےدیکھاجاسکتاہےاورنہ ہاتھ سےچھواجاسکتااورنہ چکھا جاسکتاہےاگرچہ گوشت والےدل کودیکھاجاسکتاہےاس دل کی اعضاءپراس وقت تک حجت باقی ہےجب تک اس میں وہ لطیف جوہرموجودہےاورجیسےہی وہ جوہرختم ہوجائےاعضاءو جوارح کانظام درہم برہم ہوجاتاہےاوران سےتکلیفِ شرعی ختم ہوجاتی ہےتوجس طرح ممکن ہےاللہ تعالیٰ قیامت والےدن اس دل کےذریعہ اعضاءوجوارح پراستدلال کرےاسی طرح ممکن ہےمخلوقات سےاپنی حجت غائب امام ورہبرکےبارےمیں بھی سوال کرے کیونکہ اسی امام کےسبب بلاؤں کولوگوں سےدورکئےہوئےہےاورانہیں روزی دےرہا ہےاوربارانِ رحمت کوان پربرسارہاہے۔(وَلَاقُوَّۃَاِلَّا بِاللّٰہِ)

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک زمین حجتِ الٰہی سے خالی نہیں

١۔مقاتل بن سلیمان امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل کیاکہ آپ(ص)نےفرمایا:میں سیّدُالنبییّن ہوں اورمیراوصی سیدالوصییّن ہےاوراس کےاوصیاءسیّدالاوصیاءہیں حضرت آدم(ع)نےاللہ تعالیٰ سےدرخواست کی کہ میراوصی کسی صالح شخص کوقراردےاللہ تعالیٰ نےانہیں وحی کی کہ میں نےسب سےپہلےانبیاء کونبوت دی اورپھراپنی مخلوق میں سےجوبہترین افراد تھےانھیں ان کااوصیاءقراردیا،حضرت آدم(ع)نےکہااےپروردگار!پس تومیراوصی بھی کسی صالح شخص کوقراردے،اللہ تعالیٰ نےانہیں وحی کی کہ اےآدمؑ!''شیثؑ''کوتم وصیت کرو،(یہ وہی ہبۃاللہؑ ابن آدمؑ ہیں)حضرت آدمؑ نے''شیثؑ''کووصیت کی انھوں نےاپنےبیٹے''شبانؑ''کووصیت کی جوکہ اوپرسےنازل ہونےوالی حورسےپیداہوئےتھے جس کواللہ تعالیٰ نےبہشت سےبھیجاتھااورحضرت آدمؑ نےاس کی شادی''شیثؑ''سے کردی تھی پھر''شبانؑ''نےاپنےبیٹے''مجلثؑ''کووصیت کی اس نے''محوقؑ''کواس نے ''غنمیشاؑ''کواوراس نے''اخنوخؑ''کویہ وہی ادریسؑ پیغمبرہیں انھوں نے''ناخورؑ''کوانھوں نےنوحؑ کوانھوں نے''سامؑ''کوانھوں نے''عثامؑ''کوانھوں نے''یافثؑ''کوانھوں نے ''برہؑ''کوانھوں نے''جفیسہؑ''کوانھوں نے''عمرانؑ''کوانھوں نے''ابراہیمؑ خلیل اللہ''کو انھوں نےاپنےبیٹےاسماعیلؑ کوانھوں نے''اسحاقؑ''کوانھوں نے''یعقوبؑ''کوانھوں نے ''یوسفؑ''کوانھوں نے''بثریاؑ''کوانھوں نے''شعیبؑ''کوانھوں نے''موسیٰؑ بن عمرانؑ''

کوانھوں نے ''یوشعؑ بن نونؑ'' کوانھوں نے ''داؤد'' کوانھوں نے ''سلیمان'' کوانھوں نے ''آصفؑ بن برخیاؑ'' کوانھوں نے ''زکریاؑ'' کوانھوں نے ''عیسیٰؑ بن مریمؑ'' کوانھوں نے ''شمعونؑ بن حمونؑ الصفا' کوانھوں نے ''یحییٰؑ بن زکریاؑ'' کوانھوں نے ''سلیمہؑ'' کوانھوں نے ''بردہؑ'' کو پھر بردہ نے مجھے اور میں اے علیؑ! تمہیں وصیت کررہا ہوں اور تم اپنا وصی اپنے فرزند حسنؑ کو اور وہ اپنے بھائی حسینؑ کو اور وہ اپنے فرزند زین العابدینؑ کو اسی طرح یہ سلسلہ وصایت یکی بعدِ دیگری ہوتا ہوا اللہ تعالیٰ کی بہترین خلقت قائمِ آل محمد علیہم السلام تک پہنچے گا اور اے علی! میری اُمت میں سے بعض تمہارے بارے میں کافر ہو جائیں گے اور تمہارے بارے میں لوگوں کے درمیان شدید اختلاف ہوگا جو تمہارے ساتھ ثابت قدم رہا وہ میرا ہمنشین ہوگا اور جس نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی تو اس کا ٹھکانا آتش جہنم ہوگا اور جہنم کافروں کی جگہ ہے۔

۲۔ابوحمزہ ثمالی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے عہد لیا کہ اس درخت کے نزدیک نہ جانا اور پھر جب حضرت آدمؑ اپنے اس عہد کی وفا نہ کرسکے اور اس درختِ ممنوعہ کا پھل کھالیا تو نتیجہ میں وہ زمین پر بھیج دیئے گئے اور پھر حضرت آدمؑ کے لئے ہابیل کو اس کی بہن کے ہمراہ اسی طرح قابیل کو اس کی بہن کے ہمراہ جڑواں عطا کئے پھر حضرت آدمؑ نے ہابیل و قابیل کو قربانی پیش کرنے کا حکم دیا ہابیل کیونکہ چرواہا تھا لہٰذا وہ ایک گوسفند قربانی کو لایا اور قابیل کسان تھے وہ گندم کے چند خوشہ لایا نتیجتاً ہابیل کی قربانی قبول ہوئی لیکن قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی یہ وہی

مفہوم آیت ہے جس میں ارشاد ہوا: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْقَرَّبَاقُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَاوَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ) (سورۂ مائدہ آیۂ ۲۷)

یعنی: حضرتِ آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی داستان کوان کے لئے بیان کروجب انھوں نے قربانیاں پیش کیں توایک کی قربانی قبول ہوگئی اوردوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی،اور ان کی قربانی کے قبول نہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ آگ اسے جلادے لہٰذا قابیل نے سب سے پہلے آتشکدہ بنایاکہ اس کی پرستش کروں گاتاکہ میری قربانی قبول ہواورابلیس جودشمن اللہ تعالیٰ تھااس نے قابیل سے کہاہابیل کی قربانی قبول ہوئی مگر تمہاری قربانی قبول نہیں کی گئی لہٰذااگرتم نے اسے زندہ چھوڑدیاتواس کی اولادیں تمہاری اولادوں پر فخر کریں گے جس کے نتیجہ میں قابیل نے ہابیل کو قتل کردیااورجب قابیل حضرت آدمؑ کے پاس لوٹا اورآدمؑ نے قابیل سے پوچھاکہ ہابیل کہاں ہے؟تواس نے کہامجھے نہیں معلوم کیاآپ نے مجھے اس پر نگہبان بنایاتھا،آدم ہابیل کی تلاش کو نکلےاورجب اسے مقتول پایاتوکہا: اے زمین تجھ پر لعنت ہوکہ تم نے ہابیل کے خون کو قبول کیااورآدمؑ نے ہابیلؑ پر چالیس شب تک گریہ کیاپھراللہ تعالیٰ سے بیٹے کی درخواست کی تواللہ تعالیٰ نے یہ ''ھبۃ اللّٰہ'' نام کابیٹاعطاکیا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تحفہ تھےلہٰذاآدمؑ انہیں بہت زیادہ دوست رکھتے تھےاورجب آدمؑ کی نبوت کاوقت ختم ہوااوران کاوقت وفات نزدیک ہواتواللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں وحی ہوئی کہ میراث علمی اورآثارنبوت کواپنی ذریت میں منتقل کرواوراپنے بیٹے

''ھبۃ اللّٰہ'' کواس کے بارے میں وصیت کرو کیونکہ میں قیامت تک میراث علمی اورآثار نبوت کو تمہاری اولاد سے منقطع نہیں کروں گااورزمین کو رہنماکے بغیر خالی نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ ایسے عالم کوان کے درمیان رکھوں گاجس کے ذریعہ سے میری اطاعت پہچانی جائےاوروہ وسیلہ نجات ہوان تمام افرادکے لئے جو تمہارےاورنوحؑ کے درمیان پیداہوں لہٰذاآدمؑ نےنوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ وہ لوگوں کواللہ کی طرف بلائیں گےمگر لوگ انہیں جھٹلائیں گےاوراللہ تعالیٰ انہیں طوفان کےذریعہ ہلاک کرےگااورآدم ونوح علیہماالسلام کےدرمیان دس افرادکافاصلہ تھااوروہ سب پیغمبر تھےآدم نے'ھبۃاللّٰہ' کووصیت کی اور کہاتم لوگ یکی بعددیگری وصیت کرتےرہناکہ لوگ اس(یعنی نوحؑ) کی تصدیق کریں تاکہ غرق ہونےکےعذاب سے محفوظ رہیں،پھرجب حضرت آدمؑ کاانتقال ہواتوجبرائیل نےآکر''ھبۃاللّٰہ'' کوغسل میت دینےکاطریقہ بتلایا،حضرت آدمؑ کوغسل وکفن دینے کےبعد''ھبۃاللّٰہ'' نےجبرائیلؑ سے کہاکہ آپ آگےبڑھکر میرے باباکی نمازمیت بڑھائیں توجبرائیلؑ نےکہا:اے''ھبۃاللّٰہ''اللہ تعالیٰ نےہمیں بہشت میں حکم دیاکہ آدمؑ کوسجدہ کریں اورہمیں یہ حق حاصل نہیں ہےکہ ان کی اولادوں میں سے کسی کےامام بنیں ،''ھبۃُاللّٰہ'' نےآگےبڑھکرآدم پرنمازپڑھی،جبرائیل اور ملائکہ کی جماعت نےان کی اقتدا کی اورجبرائیلؑ کےحکم کےتحت تیس تکبریں ان پر کہی گئیں جن میں سے۲۵تکبیروں کا حکم ہم سےاُٹھالیاگیاہےاورصرف پانچ تکبیریں سنت قرارپائی ہیں اوررسول اللہ(ص) نے

بھی جنگ بدر کے شہداء پر پانچ تکبیریں کہیں تھیں، پھر ''ھبۃ اللہ'' نے اپنے باپ حضرت آدمؑ کو دفن کیا، قابیل نے آکر ''ھبۃاللہ'' سے کہاکہ میں جانتاہوں کے ہمارے باپ آدمؑ نے تمہیں وہ علم عطاکیاہے جو مجھے عطانہیں کیاہے یہی وہ علم ہے جس کے سبب تمہارے بھائی قابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی اور میں نے اسے قتل کردیاتاکہ اس کی اولاد ہی نہ ہو کہ وہ مجھ پر فخر کرسکے اور کہے کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی راہ اللہ تعالیٰ میں قبول ہوئی اگراس علم کو جو بابا نے تمہیں دیاہے اظہار کروگے تو میں تمہیں بھی قتل کروں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو میں نے قتل کیاہے،

لہٰذا ''ھبۃاللہ'' اوران کی اولادوں نے اس میراث علمی وآثار نبوت کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے اورجب انھوں نے حضرت آدمؑ کی وصیت کوملاحظہ کیاتو ''ھبۃ اللہ'' کا خلیفہ اوروصی ہونا معلوم ہوااورانھوں نے جاناکہ ان کے والدآدم نے ان کے بارے میں بشارت دی ہے لہٰذااسی طرح ہر نبی وصیت کرتارہا پیغمبراکرم(ص) کے مبعوث ہونے تک اوریہ بات بھی مسلّم ہے کہ حضرت نوح(ع) کو بھی لوگوں نے ان کے پاس جو علم تھااس کے ذریعہ پہچاناجیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: وَلَقَدْاَرْسَلْنَا نُوحًا اِلَی قَوْمِہِ) (سورۂ ہود آیۂ ۲۵) یعنی: بیشک ہم نے نوحؑ کوان کی قوم کی طرف بھیجا۔

یہ بات مسلّم ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان بہت سے پیغمبر گزرے ہیں جن میں سے بعض پوشیدہ رہےاور بعض آشکار ہوئےاسی لئےان کے ذکرقرآن میں مخفی رہےاوران کے نام بھی دوسرے آشکارانبیاءکے ناموں کی طرح ذکرنہیں ہوئے:

جیساکہ ارشادباری تعالیٰ ہے:(وَرُسُلًاقَدْ قَصَصْنَاهمْ عَلَيْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًالَمْ نَقْصُصْهمْ عَلَيْکَ)(سورۂ نساءآیہ ۱۶۴)

یعنی:رسولوں کے قصےآپ کے لئے ہم نے بیان کئےہیں اور بعض کے قصے بیان نہیں کئےہیں یعنی جوانبیاءپوشیدہ رہےان کے نام نہیں لئےگئےہیں جس طرح آشکارہنےوالے نبیوں کے نام لئے گئےہیں۔

حضرت نوحؑ اپنی قوم کےدرمیان ۹۵۰سال رہےاس مدت میں کوئی دوسرانبی نہیں تھالیکن وہ ایسی قوم میں مبعوث کئےگئےجوانبیاءکوجھٹلایاکرتےتھی یہ وہی لوگ ہیں جوآدمؑ ونوحؑ کےدرمیان کےہیں جیساکہ ارشادہوا:(كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ) (سورہ شعراءآیہ ۱۰۵)یعنی قومِ نوحؑ نےرسولوں کوجھٹلایا۔

اورجب حضرتِ نوحؑ کی نبوت کاوقت ختم ہونےلگاتواللہ تعالیٰ نےانہیں وحی کی کہ وہ میراث علمی اورآثارِنبوت تمہارےپاس ہیں وہ اپنی نسل میں''سام''کےسپردکردوجس کومیں نےآدمؑ سےلیکرتم تک منقطع نہیں ہونےدیاہےاورزمین کوبغیررہنماکےنہیں

چھوڑاہےاور''سام''کے بعد حضرتِ ہودؑ پیغمبر ہوئے جبکہ حضرت نوحؑ اور حضرتِ ہودؑ کے درمیان کئی نبی پوشیدہ وآشکار گزرے ہیں پھر ہودؑ نےاپنی قوم کوہدایت کی مگراس نے جھٹلایاجس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے سخت ہولےکےذریعہ اس قوم کونابود کردیا،حضرت نوحؑ نے بھی اپنے بیٹے''سام''کوآئندہ آنےوالےدورمیں ہودؑ کے بارے میں بشارت دے دی تھی لہٰذاجب اللہ تعالیٰ نےہودؑ کومبعوث کیاتولوگوں نے انہیں بھی میراث علمی وآثار نبوت کےذریعہ پہچانا کیونکہ ان کےجدحضرت نوحؑ بھی ان کے بارے میں وصیت کرگئے تھےلہٰذاجولوگ ہودؑپرایمان لائےوہ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہےجیساکہ قرآن میں مختلف مقامات پراس بات کاذکرہے:

۱۔(وَاِلَی عَادٍاَخَاھمْ ھودًا)(سورۂ اعراف آیۂ ۶۵)

یعنی اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا،

۲۔کَذَّبَتْ عَادالْمُرْسَلِینَ(۱۲۳)اِذْقَالَ لَھمْ اَخُوھمْ ھوداَلاَتَتَّقُونَ)(سورۂ شعراء آیۂ ۱۲۳۔۱۲۴)یعنی قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہاکہ تم لوگ کیوں خوف اللہ تعالیٰ نہیں رکھتےہو۔

۳۔(وَوَصّیٰ بِھااِبْرَاھِیمُ بَنِیہِ وَیَعْقُوبُ)(سورۂ بقرہ آیۂ ۱۳۲.)

یعنی اورابراہیمؑ ویعقوبؑ نےاپنےبیٹوں کواس بارےمیں وصیتیں کیں ۔

۴۔(وَنُوحًاهدَيْنَامِنْ قَبْلُ)(سورہ انعام آیہ ۸۴)

یعنی:اوراس سے پہلے ہم نوحؑ کی بھی ہدایت کر چکے ہیں۔

حضرت نوح(ع)کی نسل سے جوانبیاء تھے وہ ابراہیم پرایمان رکھتے تھے اور ہودؑوابراہیمؑ کے درمیان بھی دس پیغمبر گزرے ہیں جیساکہ ارشادہوا:(وَمَاقَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ) (سورۂ ہود آیۂ ۸۹)یعنی قوم لوط تم لوگوں سے دور کی نہیں ہے۔

اوردوسری جگہ یوں ارشادہوا:(فَآمَنَ لَهُ لُوط وَقَالَ اِنِّی مُهاجِرالٰی رَبِّی)(سورۂ عنکبوت آیۂ۲۶)یعنی:لوطؑ ان پرایمان لےآئےاورابراہیمؑ نے کہامیں اپنےپروردگارکی طرف ہجرت کرنےوالاہوں۔

اورحضرت ابراہیمؑ کایہ کہناکہ:وَقَالَ اِنِّی ذَاهِب اِلَی رَبِّی سَيَهدِينِ)(سورۂ صافات آیہ۹۹)

یعنی: بیشک میں اپنےپروردگارکی طرف جانےوالاہوں جوعنقریب میری ہدایت کرےگا۔

اوراللہ تعالیٰ کایہ فرماناکہ:وَاِبْرَاهِيمَ اِذْقَالَ لِقَوْمِهِ أَعْبُدُواالله وَاتَّقُوهُ ذَالِكُمْ خَيْرلَكُمْ)(سورۂ عنکبوت آیۂ۱۶)

یعنی:اورابراہیمؑ کےاس وقت کویاد کروجب اس نےاپنی قوم والوں سے کہاکہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرواوراسی سے تقوااختیار کروتویہ تم سب کےلئےزیادہ بہترہے،لہٰذامعلوم ہوا

کہ ایک نبی سے دوسرے نبی کے درمیان آٹھ یانویادس تک نبی گزرے ہیں اورہر نبی نے اسی طرح بعدوالے نبی کووصیت کی ہے جس طرح نوح نے وصیت کی تھی، جس طرح آدم وہودؑوصالحؑ وشعیبؑ وابراہیمؑ نے اپنے بعدوالے نبیوں کوکی تھیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ یوسفؑ بن یعقوبؑ ابن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ تک پہنچاحضرت یوسفؑ کے بعد سے یہ وصیت کاسلسلہ اولادکے بجائے بھائیوں میں چلا یہاں تک کہ یہ سلسلہ موسیٰ بن عمران تک پہنچا اور یوسف وموسیٰ علیہماالسلام کے درمیان دس انبیاء گزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون کو فرعون ،ہامان اور قارون کی طرف بھیجا ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے پےدرپے رسول بھیجے جیساکہ ارشاد ہوا: (كُلَّمَاجَاءَاُمَّةًرَسُولُهاكَذَّبُوهُ فَاَتْبَعْنَابَعْضَهمْ بَعْضًاوَجَعَلْنَاهمْ اَحَادِيثَ) (سورۂ مومنون آیہ ۴۴)

ترجمہ:جب بھی کوئی رسول اپنی اُمت کے پاس آتاتوقوم والے اسے جھٹلاتے اور ہم نے بعض کو بعض کا تابع قرار دیا اور ہم نے ان کی داستانیں باقی رکھیں۔

بنی اسرائیل والےروزانہ دویاتین یاچار پیغمبروں کو قتل کرتے تھےان کایہ کام اس حدتک پہنچاکہ ایک دن میں ستر پیغمبروں کو قتل کیااورجب حضرت موسیٰ بن عمران پرتورات نازل ہوئی تواس میں پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں بشارت دی گئی تھی اور حضرت یوسفؑ وموسیٰؑ کے درمیان دس پیغمبر گزرےاور موسیٰ بن عمران کےوصی یوشع

بن نون ہیں یہ وہی جوان ہیں جن کواللہ تعالیٰ نےاپنی کتاب میں یوں یادکیا(وَاِذْقَالَ مُوسَی لِفَتَاہُ لاَاَبْرَحُ حَتَّی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ)(سورۂ کہف آیہ ۶۰)

یعنی یادکرواس وقت کوجب موسیٰؑ نےاس جوان(یعنی یوشع بن نون)سے کہاکہ میں سفر کرنے سےاس وقت تک نہیں رُکوں گاجب تک دودریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں۔

مسلسل انبیاء پیغمبراسلام(ص)کے بارے میں بشارتیں دیتےرہے جیساکہ ارشادہوا: (عِنْدَھمْ فِی التَّوْرَاۃِوَالْاِنجِیلِ یَاْمُرُھمْ بِالْمَعْرُوفِ وَیَنْھاھمْ عَنْ الْمُنکرِ)(سورۂ اعراف آیہ۱۵۷)

یعنی یہودونصاریٰ اپنی کتابوں تورات وانجیل میں اس(پیغمبراسلام(ص)کی ان صفات کو لکھاہواپاتےہیں کہ ان کونیکی کی ہدایت کرےگااوربرائی سےروکےگا،اسی طرح دوسری جگہ ارشادہوا:(وَمُبَشِّرًابِرَسُولٍ یَاْتِی مِنْ بَعْدِی اسْمُہُ اَحْمَدُ)(سورۂ صف آیہ۶)

یعنی: عیسیٰ بن مریم نےاس رسول کی بشارت دی کہ وہ میرےبعدآئےگاجس کانام احمد ہوگا۔

لہٰذامعلوم ہواکہ ہرنبی اپنےبعدآنےوالےنبی کی بشارت دیتارہایہاں تک کہ سلسلۂ نبوت پیغمبراکرم(ص)تک پہنچااورجب پیغمبراسلام(ص)کی نبوت کےاختتام کاوقت آپہنچاتواللہ تعالیٰ نےآپ کووحی کی کہ اےپیغمبر!آپ کی نبوت کاآخری وقت آپہنچاہےلہٰذاآپ میراث علمی اورآثارِعلم نبوت کوعلی ابن ابی طالب (علیہاالسلام)کے سپرد کردواورمیں نے میراثِ علمی اورآثارِعلم نبوت کوتمہاری نسل سے منقطع نہیں کیاہےجس طرح آدمؑ سے

لیکرتم تک منقطع نہیں کیاہےجیساکہ ارشادہوا:اِنَّ اللّٰہ اصْطَفیٰ آدَمَ وَنُوحًاوَآلَ اِبْرَاھِیمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِینَ(٣٣)ذُرِّیَّةً بَعْضُھامِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہ سَمِیع عَلِیم)(سورۂ آل عمران آیۂ ٣٣۔٣٤.)

یعنی:اللہ نےآدمؑ ونوحؑ وآلِ ابراہیمؑ وآلِ عمرانؑ کوعالمین پرچن لیاہے،جن میں سے بعض لوگ بعض دیگرکی نسل سے ہیں اوراللہ تعالیٰ سننےوالااورجاننےوالاہے۔

اللہ تعالیٰ نےعلم کوجہل قرارنہیں دیاہےاوراپنےکام کوفرشتوں یاانبیاءمرسل پرنہیں چھوڑا ہےمگرفرشتوں میں بعض فرشتوں کواپنےپیغمبروں کی طرف بعض احکام لیکربھیجتا ہےجوبہترسمجھتاہےاس کاحکم دیتاہےجومناسب نہیں سمجھتاہےاس سے منع کرتاہےاسی طرح انبیاءمیں سے بھی بعض کی بعض کےذریعہ سےرہنمائی کرتاہےجیساکہ ارشادہوا: فَقَدْآتَیْنَاآلَ اِبْرَاھِیمَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَوَآتَیْنَاھمْ مُلْکًاعَظِیمًا)(سورہ نساء آیہ ٥٤)

یعنی:ہم نےعطاکی آلِ ابراہیمؑ کوکتاب وحکمت اورہم نےان کوبڑی سلطنت عطاکی،اس آیت میں کتاب سےمرادنبوت ہےاورحکمت سےمراداحکام انبیاءہیں اور''اصفیاء''کے معنی خالص وبرگزیدہ کےہیں اوریہ سب بعض بعض کی ذُرّیت سےہیں جن کےدرمیان اللہ تعالیٰ نےنبوت کوقراردیاہےاوردنیاکےاختتام تک اس عہدوپیمان پرثابت قدم رہنے کی تاکید کی ہےاوروہ صاحبانِ علم اورہادیانِ اُمت ہیں،بیشک جوبھی آئمہ ہُدیٰ(ع)اور

خلفاءِ الٰہی کی پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا کیونکہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماچکا ہے کہ ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب وحکمت اور عظیم سلطنت عطا کی ہے لہٰذا حجت سے مُراد انبیاء اور ان کے گھر والے ہیں تا قیامت کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَفِيهااسْمُهُ) (سورۂ نور آیۂ ۳۶) یعنی: ان گھروں میں جنہیں برترقرار دیا گیا جہاں اس (اللہ) کا نام لیا جاتا ہے، وہ انبیاء ورُسُل اور آئمہ (علیہم السلام) کے گھر ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا: وَوَهَبْنالَهُ إِسْحاقَ وَيَعْقُوبَ كُلاًّهَدَيْناوَنُوحاًهَدَيْنامِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ داوُدَوَسُلَيْمانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسى وَهارُونَ وَكَذلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ(٨٤) اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطا کئے سب کی ہم نے ہدایت کی اور اس سے پہلے نوح کی بھی ہدایت کی اور اُنکی نسل سے داوو اور سلیمان اور ایّوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون تھے اور ہم اسی طرح نیک لوگوں کو جزاء دیتے ہیں۔
وَزَكَرِيَّاوَيَحْيى وَعيسى وَإِلْياسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ(٨٥) اور زکریااور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس سب صالح لوگوں میں سے تھے۔ وَإِسْماعيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطاًوَكلاًّ فَضَّلْنا عَلَى الْعالَمِينَ(٨٦) اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط سب کو ہم نے کائنات والوں پر فضیلت دی۔ وَمِنْ آبائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوانِهِمْ وَاجْتَبَيْناهُمْ وَهَدَيْناهُمْ إِلى صِراطٍ مُسْتَقيمٍ (٨٧) اور اُنکے اجداد اور انکی ذرّیت اور انکے بھائیوں میں سے ہم نے چن لیا اور اُنکی سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی۔ ذلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدي بِهِ مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ وَلَوْأَشْرَكُوالَحَبِطَ عَنْهُمْ ماكانُوايَعْمَلُونَ(٨٨) یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے اللہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اسکی

ہدایت کرتا ہے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو اللہ ان سب کے اعمال کو مٹا دیتا۔أُولئِكَ الَّذينَ آتَيْناهُمُ الْكِتابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَفَإِنْ يَكْفُرْبِهاهؤُلاءِ فَقَدْ وَكَّلْنا بِها قَوْماً لَيْسُوابِها بِكافِرينَ(۸۹) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوّت عطا کی پھر اگر وہ لوگ ان سب چیزوں کا انکار کریں گے تو ہم نے ان پر ایسی قوم کو مقرر کردیں گے جو ان چیزوں کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔أُولئِكَ الَّذينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُداهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراًإِنْ هُوَإِلاَّذِكْرى لِلْعالَمينَ(۹۰)یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی ہے لہٰذا تم بھی انکے نقشِ قدم پر چلو کہدو کہ میں تم لوگوں سے تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں یہ قرآن کائنات والوں کے لئے صرف نصیحت ہے۔(سورۂ انعام آیہ ۸۴۔۹۰)

گویااللہ تبارک تعالیٰ اس آیت کے ذریعہ اہلِ بیتؑ کی فضیلت کوان کے اجدادوبرادران واولاد کی نسبت واضح کردیناچارہاہےوہ اہل بیتِ پیغمبر(ص) جن کواللہ تعالیٰ نےہر قسم کے عیب ونقص سے پاک قراردیااوران کی مودت کواَجررسالتِ پیغمبر(ص)قراردیااوران کی ولایت کولوگوں پرفرض کیالہٰذااےلوگوں!جوکچھ ذکرکیاگیااس سے نصیحت حاصل کرواور ذراتحقیق کروکہ اللہ تعالیٰ نےاپنی حجت کوکہاں قراردیاہے؟

لہٰذااسے پہچانواوراس سے تمسک رکھوتاکہ نجات پاسکوکیونکہ قیامت کےدن اس حجت کے سبب تمہاری کامیابی ہےوہ تمہارےاوراللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب ان کے بغیرحاصل نہیں ہوسکتاہےبیشک جو بھی اللہ تعالیٰ کےفرامین پر عمل کرےگااللہ تعالیٰ پرفرض ہےکہ اسےانعام واکرام عطاکرےاورجواس کے حکم کی خلاف ورزی کرےگاتواللہ تعالیٰ کواس بات کا بھی حق حاصل ہےکہ اسےذلیل ورُسواکرے۔

بعثتِ انبیاء دو طرح کی ہے عام و خاص، حضرت نوحؑ تمام اہل زمین کی طرف بھیجے گئے اور نبوت عامہ رکھتے تھے لیکن حضرتِ ہودؑ صرف قوم عاد کی طرف بھیجے گئے اور انہیں نبوت خاصہ حاصل تھی اسی طرح حضرت صالحؑ قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے قوم ثمود کا علاقہ تو بہت ہی چھوٹا سا تھا جو دریا کے ساحل پر آباد تھا اور ان کے گھروں کی تعداد چالیس سے زیادہ نہیں ہوگی اور حضرتِ شعیبؑ اہل مدین کی طرف بھیجے گئے وہاں بھی چالیس گھر سے زیادہ نہیں تھے لیکن حضرتِ ابراہیمؑ کی نبوت کا آغاز ''کوثی'' نامی سرزمین سے ہوا پھر وہاں سے انھوں نے ہجرت کی البتہ ان کی یہ ہجرت جنگ کرنے کے لئے نہیں تھی جیسا کہ ارشاد ہوا: اِنِّی ذَاهِب اِلَی رَبِّی سَیَهدِینِ) (سورۂ صافات آیۂ ۹۹) جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے

حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت اسحاقؑ کی نبوت چلی ان کے بعد یعقوبؑ کی نبوت جو کہ کنعان کی سر زمین پر واقع ہے قرار پائی پھر وہ مصر آئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا ان کے جسد کو کنعان ہی کی سر زمین پر لا کر دفن کیا گیا، پھر حضرتِ یوسفؑ کی نبوت کا آغاز مصر میں ہوا پھر یوسف اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان بارہ نبی گزرے اور موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا ان کی نبوت کا آغاز اس بیابان میں ہوا جہاں بنی اسرائیل سرگرداں تھے پھر کافی انبیاءؑ کے فاصلے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ان کی نبوت کا آغاز بیت المقدس میں ہوا ان کے بعد ان کے بارہ حواری تھے جب سے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اوپر بلایا ان کے بقیہ خاندان والوں کا ایمان پوشیدہ

رہایہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبراسلام (ص) کوتمام مخلوقات جن وانس سب کی طرف مبعوث کیااورآپؐ کوخاتم النبیین قراردیاآپؐ کے بعدآپ کے بارہ جانشین قراردیئے جن میں سے بعض گزرچکے ہیں اوربعض باقی ہیں جو بھی پیغمبربنی اسرائیل کی طرف بھیجاگیا خصوصی ہویاعمومی ہرایک کے وصی جانشین تھےلہٰذاپیغمبرِاسلام (ص) کے بعد بھی حضرت عیسیٰ (ع) کےاوصیاء کاسلسلہ چلا۔

۳۔صفوان بن یحییٰ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت آدم (ع) سے لیکراب تک اللہ تعالیٰ نے زمین کوحجتِ الٰہی سے خالی نہیں چھوڑا ہےجولوگوں کوہدایت کرتے تھےلہٰذاجو بھی حجتِ الٰہی کوچھوڑےگاوہ گمراہ ہوجائےگااوراس سے تمسک رکھنےوالانجات پائےگا۔

۴۔عماربن موسیٰ ساباطی کہتے ہیں کہ میں نےامام جعفرصادق علیہ السلام سے سناکہ آپ نےفرمایا:جب سےزمین خلق کی گئی کبھی بھی حجتِ الٰہی سے خالی نہیں رہی ہےجب بھی لوگوں کےدرمیان حق مٹ جاتاہےتواللہ تعالیٰ اسے زندہ کردیتاہےپھرامام نےاس آیت کی تلاوت کی(یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوانُورَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہ مُتِمُّ نُورِہِ وَلَوْکَرِہَ الْکَافِرُونَ) (سورۂ صف آیۂ ۸)

یعنی:وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کےنورکواپنےمنہ کےذریعہ بُجھادیں مگراللہ تعالیٰ اپنےنورکوکامل کرکےرہےگاگرچہ کافروں کوناگوارہی کیوں نہ گزرے۔

۵۔ابان بن تغلب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حجتِ الٰہی مخلوقات سے پہلے اور مخلوقات کے ساتھ اور مخلوقات کے بعد ہر وقت ہے۔

۶۔اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: زمین کسی وقت بھی عالم سے خالی نہیں رہ سکتی تاکہ اگر مسلمان کسی چیز کو بڑھادیں تو وہ عالم اسے حق کی طرف پلٹادے اور اگر کسی چیز کو کم کردیں تو وہ عالم اسے مکمل کر دے۔

۷۔امام جعفر صادق (علیہ السلام) اپنے اجداد طاہرین سے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری اُمت کی ہر نسل میں میرے اہل بیت میں سے ایک عادل موجود ہوگا جو کہ تحریف کرنے اور غلو کرنے والوں اور بے جا نسبت دینے والوں اور نادان تأویل کرنے والوں کی نفی کرے گا، میرے بعد آئمہ (ع) تمہارے لئے رہبر ہیں جو اللہ کے نمائندے ہیں لہٰذا اپنے دینی مسائل میں دیکھو کہ کس کی پیروی کر رہے ہو؟

۸۔ابو بصیر امام محمد باقر (علیہ السلام) سے اس آیہ: یاأَیُّهاالَّذینَ آمَنُواأَطِیعُواالله وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولی الأَمْرِمِنْکُمْ)کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: (اُولی الأَمرِ) سے مراد وہ آئمہ (ع) ہیں جو اولاد علی و فاطمہ علیہما السلام سے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

۹۔عمر وبن اشعث کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو یہ کہتے سنا: کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہر کام ہمارے ہاتھ میں ہے کہ جو چاہیں کریں؟ ہر گز ایسا نہیں ہے اللہ

تعالیٰ کی قسم امر امامت ایسا عہد ہے جو رسول اللہ (ص) کی طرف سے ایک کے بعد دوسرے کی طرف یہاں تک کہ اس کے اصلی صاحب تک پہنچ جائے۔

۱۰۔ محمد بن مسلم امام محمد باقر (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: علیؑ اس اُمت کے عالم ہیں اور یہ علم ارث میں چلتا رہے گا ہم میں سے جب بھی کوئی اس دنیا سے انتقال کرتا ہے تو اپنے اہل بیت (علیہم السلام) میں سے اپنے جیسے علم رکھنے والے کو اپنا جانشین بنا کر جاتا ہے یا جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

۱۱۔ فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہما السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو علم حضرت آدمؑ کے ساتھ نیچے اُترا تھا وہ واپس نہیں گیا ہے بلکہ وہ علم ارث میں چلا آرہا ہے اور علیؑ اس اُمت کے عالم ہیں ہم میں سے کوئی بھی عالم رحلت نہیں کرتا مگر یہ کہ جو اسکی طرح کا علم رکھتا ہے وہ اسے اپنا جانشین قرار دیتا ہے یا جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

۱۲۔ حارث بن مغیرہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے سنا کہ: زمین کو کبھی بھی خالی نہیں چھوڑا گیا ہے مگر یہ کہ اس میں ایسا عالم ہوتا ہے جو حلا ل وحرام کو لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا ہے راوی نے پوچھا یا بن رسول اللہ وہ کیسے علم کا وارث ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: وہ علم جو پیغمبر اسلام (ص) اور علی (ع) سے وراثت میں ملا ہے۔

۱۳۔حسن بن ابی العلاء کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے پوچھا کہ کیا زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ان میں سے ایک خاموش ہو، میں نے پوچھا کیا امام اپنے بعد کے حالات جانتا ہے؟آپؑ نے فرمایا: ہاں میں نے پوچھا کہ حضرت قائم (عجل اللہ فرجہ) امام ہیں؟آپ نے جواب دیا ہاں وہ امام ہیں اور فرزند امام ہیں اور قبل از ظہور بھی ان کی اقتداء ہو چکی ہے۔

۱۴۔ابو رافع پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جبرائیلؑ میرے پاس ایسی کتاب لائے ہیں جس میں پہلے کے بادشاہوں، پیغمبروں اور رسولوں کی خبریں ہیں (یہ حدیث اگرچہ کافی طویل ہے مگر ہم یہاں جو ضرورت کی باتیں ہیں صرف انہیں کو نقل کریں گے) اور آنحضرتؐ نے فرمایا: جب اشکان کا بیٹا کیس بادشاہت کو پہنچا اور ۲۶۶ سال بادشاہی کی اور اسکی سلطنت کے ۲۱۵ ویں سال میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو مبعوث کیا اور اُنہیں نورِ علم وحکمت اور تمام انبیاءِ کی میراث عطا کی اور اُنہیں کتاب انجیل عطا کی اور انھیں بیت المقدس میں بنی اسرائیل کا پیغمبر بنایا اس طرح سے لوگوں کو کتاب وحکمت اور اللہ تعالیٰ ورسول پر ایمان لانے کی دعوت دی تو ان میں سے اکثر لوگ سرکشی پر اُتر آئے اور کافر ہو گئے لہٰذا جب لوگ ایمان نہ لائے تو عیسیٰؑ کی بد دُعاء کے نتیجہ میں وہ مسخ ہو گئے تاکہ دوسرے ان سے عبرت حاصل کرلیں مگر اس کے باوجود بھی لوگوں نے عبرت نہ لی تو عیسیٰؑ بیت المقدس میں آکر رات گذارتے ہیں اور لوگوں کو عیسیٰؑ نے ۳۳ سال تک وحدانیتِ الٰہی کی طرف دعوت دی یہاں تک کہ یہودی

ان کی دشمنی پر اُتر آئے اور اس بات کا ادّعیٰ کیا کہ ہم نے اُنہیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دیا ہے بعض نے ادعا کیا کہ ہم نے ان کو زندہ زیر خاک کر دیا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عیسیٰؑ پر مسلط نہ ہونے دیا اور ان کے لئے امر مشتبہ ہو گیا یعنی وہ لوگ نہ اُنہیں قتل ہی کر سکے اور نہ ہی اُنہیں زندہ زیرِ خاک کر سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنْ الَّذِینَ کَفَرُوا) (سورۂ آل عمران آیہ ۵۵)

یعنی: ہم تمہاری دنیاوی مدّتِ قیام پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اُٹھانے اور تمہیں کفار سے نجات دینے والے ہیں یعنی وہ لوگ عیسیٰ کو نہ قتل کر سکے اور نہ سُولی پر لٹکا سکے کیونکہ اگر وہ اس کام پر قدرت رکھ سکتے ہوتے تو وہ ضرور ایسا کرتے دوسری جگہ ارشاد ہوا: (رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ) (سورہ نساء آیہ ۱۵۸) یعنی: اللہ نے اُنہیں اپنی طرف اُٹھا لیا اور عیسیٰؑ کو وحی کی کہ تم علم و حکمت اور کتابِ الٰہی کو شمعون بن حمون الصفا کو منتقل کر دو اور اسے اپنا جانشین بناؤ اور شمعون بھی مسلسل احکامات الٰہی کو لوگوں تک پہنچاتے رہے اور حضرتِ عیسیٰؑ کی کہی ہوئی باتوں پر بنی اسرائیل کے درمیان عمل کرتے رہے اور کفار کے ساتھ جہاد کرتے رہے جو بھی ان کی اطاعت کرتا اور ان کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان رکھتا وہ مومن ہوتا اور جو بھی ان کا انکار کرتا اور نافرمانی کرتا وہ کافر کہلاتا پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یحییٰؑ بن زکریاؑ کو مبعوث کیا اس دوران ''اردشیر بابکان'' کی بادشاہت کو ۱۴ سال دس ماہ گزر چکے تھے اسی کی سلطنت میں آٹھ سال بعد یہودیوں نے یحییٰؑ ابن زکریاؑ کو قتل کر دیا ان کی روح قبض

ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ شمعون کے لڑکوں اور عیسیٰؑ کے حواریوں کو حکم دیں کہ وہ بادشاہ کے خلاف قیام کریں اورانھوں نے ایسا کیا دوسری طرف اردشیر بابکان کے بعد اس کے ''شابور'' نے بھی ۳۰سال حکومت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے واصل جہنم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ بن شمعون کو مبعوث کیا اور عیسیٰؑ کے حواریوں نے ان کا ساتھ دیا، اس دوران بخت نصر نے ۱۸۷سال حکومت کی اور ستر ہزار یہودی سپاہیوں کو یحییٰؑ بن زکریاؑ کے انتقال میں قتل کروادیا اور بیت المقدس کو بالکل سے مسمار کردیا، یہودی لوگ دوسرے شہروں میں پراکندہ ہوگئے بخت نصر کی حکومت کے ۴۷ ویں سال اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو پیغمبری پر مبعوث کیا تاکہ مسمار شدہ بستیوں کو آباد کرے اور اس طرح بکھرے ہوئے لوگ بھی جمع ہوگئے اور عزیرؑ پر ایمان لائے کچھ عرصہ بعد عزیرؑ صرف ایک دن کے لئے لوگوں کے درمیان سے غائب ہوگئے اب جو لوٹے تو دیکھا کہ بستی والے سارے مرے پڑے ہیں اس پر انہیں افسوس ہوا اس پر انھوں نے کہا: (اَنّٰی یُحْیِ هذِهِ اللّٰه بَعْدَمَوْتِها) (سورۂ بقرہ آیۂ ۲۵۹)

یعنی: کس طرح سے اللہ اس قریہ والوں کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

کیونکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ سب ایک دن کے اندر مر گئے اسی دوران اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دیدی سو سال تک عزیرؑ بھی مردوں کے درمیان پڑے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں اور باقی سب لوگوں کو زندہ کیا جن کی تعداد ایک لاکھ سپاہیوں کی بنتی تھی جو کہ

بخت نصر ہی کے ہاتھوں حضرت داؤدؑ کے قتل کی سزامیں مارے گئے، بخت نصر کے بعد' بخت نصر' کا بیٹا' مہرقیہ' بادشاہ بناسولہ سال بیس دن بادشاہی کی اس نے اپنی بادشاہت کے دوران دانیال پیغمبراوران کے پیروکاروں کو گرفتار کرواکر کنویں میں قید کیایعنی ہر طرح سے اُنہیں عذاب دینے کی کوشش کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کواس ظالم سے نجات دی اوریہ وہی لوگ ہیں جن کواللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں یادکیاہے(قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُودِ(٤)النَّارِذَاتِ الْوَقُودِ)(سورہ بروج آیہ ۴و۵)

یعنی: قتل کیاگیاان کنویں والوں کو، دہکتی ہوئی آگ کے ذریعہ۔

اورجب دانیالؑ نبی کی قبض رو ح کاوقت ہواتواللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ اپنے بیٹے ''یکیحا'' کواپناوصی وجانشین بنادوانھوں نے ایساہی کیا،اس دوران ''ہرمز'' بادشاہ نے ۶۳ سال تین ماہ چاردن حکومت کی اس کے بعد ''بہرام'' بادشاہ نے۲۶سال چھ ماہ حکومت کی مگراس دوران یکیحابن دانیال اوران کے ساتھی اظہارایمان نہیں کرسکتے تھےاس کے بعد ''بہرام'' کا بیٹاسلطنت پرآیااوراس نے سات سال حکومت کی اس دوران رسولوں کاسلسلہ رُک گیااورجب اللہ تعالیٰ نے چاہاکہ ''یکیحا'' کی قبض روح ہوتواُنہیں خواب میں وحی کی کہ میراث علمی اورآثار نبوت کواپنے بیٹے ''اِنشو'' کے سپرد کردو،اس طرح حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبراسلام(ص)کے درمیان۴۸۰سال کافاصلہ رہااس دوران ''انشوبن یکیحا'' کی اولادمیں جو اولیاءِالٰہی تھےوہ لوگوں کی رہنمائی کرتےرہےاور میراث نبوت کوایک دوسرے کے سپرد

کرتے رہے، ہرمُز کا بیٹا شاپور جس نے ۷۲ سال حکومت کی اس نے سب سے پہلے تاج بنایا اور اسے سر پر رکھا اس کے بعد اس کے بھائی ''اردشیر'' نے دو سال حکومت کی اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف ورقیم کو اس کے خلاف اُبھارا اس دوران زمین پر اولیاءِ الٰہی میں سے ''دسیحا بن انشو بن مکیحا'' تھے دوسری طرف ''شاپور ابن اردشیر'' نے پچاس سال حکومت کی اس کے بعد اس کے بیٹے ''یزدگرد'' نے ۲۱ سال پانچ ماہ اُنیس دن حکومت کی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف ''دسیحا'' کی قبض روح کا وقت ہوا تو اُنہیں خواب میں وحی ہوئی کہ میراثِ علمی اور آثار نبوت کو اپنے بیٹے نشطور بن دسیحا'' کے سپرد کردیں انھوں نے ایسا ہی کیا اِس دوران ''بہرام گور'' نامی بادشاہ نے ۲۶ سال تین ماہ اٹھارہ دن حکومت کی پھر اس کے بیٹے ''یزدگرد بن بہرام '' نے ۲۸ سال تین ماہ اٹھارہ دن حکومت کی پھر اس کے بیٹے ''فیروز بن یزدگرد بن بہرام'' نے ۲۷ سال حکومت کی اس پورے دور میں ''نسطور بن دسیحا'' اوران کے پیروکار اولیاءِ الٰہی میں سے تھے اور اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے اور جب ''نسطور بن دسیحا'' کی قبض روح کا وقت ہوا تو اُنہیں بھی اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی کی کہ میراثِ علمی وآثار نبوت کو ''مرعیدا'' کے سپرد کردیں اس دوران ''بلاش بن فیروز ''نامی بادشاہ نے چار سال حکومت کی اس کے بھائی ''قباد بن فیروز'' نے ۴۳ سال حکومت کی اس کے بعد اس کے بھائی ''جاماسب بن فیروز'' نے ۴۶ سال حکومت کی اس کے بعد ''کسریٰ بن قباد'' نے ۴۶ سال آٹھ ماہ حکومت کی اور پورے دور میں ''مرعیدا'' اوران کے ساتھی اولیاء الٰہی تھے اور جب ''مرعیدا'' کی قبض روح کا وقت ہوا تو انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے

خواب میں وحی کی کہ وہ میراث علمی اورآثار نبوت کو''بحیراراہب''کے سپرد کردیں انھوں نےایساہی کیا،اس دوران''کسریٰ''کے بیٹے''ہرمز''نے۳۸سال حکومت کی اس کے بعددوسرے'' کسریٰ بن ہرمز''جس کااصل نام''پرویز''تھاحکومت کی اس دوران کافی طولانی عرصہ تک وحی کاسلسلہ منقطع رہالوگوں نےپروردگارکی نعمتوں کی ناقدری کی،نماز ودیگرعبادت کوچھوڑکرلوگ مختلف فرقوں میں بٹ گئےدین کولوگوں نے بالکل سے تباہ کرکے رکھ دیاتھاایسےوقت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبراسلام(ص)کومبعوث کیااورآپؐ کو نبوت عامہ عطاکی تاکہ آپ بندگان الٰہی کودین حق کی طرف دعوت دیں اور مخالفت پر آنےوالوں سے جہاد کریں۔

۱۵۔ابوحمزہ امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا: اےابوحمزہ!زمین پرمسلسل ہم میں سےایک عالم کاوجودرہاہےتاکہ اگرلوگ دین میں کسی چیزکوبڑھائیں توہ کہےکہ تم لوگوں نےاس چیزکودین میں بڑھایاہےاوراگرلوگ کسی چیز کوکم کریں توہ کہےکہ تم نےفلاں چیزکوکم کردیاہےاللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عالم کو موت نہیں دےگاجب تک اس کی اولادوں میں سےاسی جیساعلم رکھنےوالااس کانائب قرارنہ دیدے۔

۱۶۔عبداللہ بن سلیمان عامری امام جعفرصادق(علیہ السلام)سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا:کسی وقت بھی زمین حجت الٰہی سےخالی نہیں ہوگی جولوگوں کے لئے

حلال وحرام کوبیان کرےاوراللہ کی طرف بلائےاورحجت الٰہی سے کسی وقت بھی منقطع نہیں ہوگی سوائے قیامت سے چالیس دن پہلےجب حجت الٰہی کواُٹھالیاجائےگااورتوبہ کے دروازے بندہوجائیں گےاس وقت کسی کاایمان لانافائدےمندثابت نہیں ہوگااوراس وقت قیامت ان پرواقع ہوجائے گی۔

۱۷۔ابوحمزہ امام محمد باقر(علیہ السلام)سےروایت کرتےہیں کہ میں نےآپ سےاس آیت(کُلُّ شَیْئٍ ھالِک اِلَّاوَجْھہُ)کی تفسیرپوچھی توآپؑ نےفرمایا:اس آیت میں (وَجْھہ)سے مراددین اورمحافظین دین ہیں جوتاقیامت باقی رہنےوالے ہیں اورہم وہ''وجہ اللہ''ہیں جن کےذریعہ سےاللہ کادین باقی ہےجب اللہ تعالیٰ دین کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا توہمیں زمین سےاُٹھالے گا۔

۱۸۔حمزہ بن حمران امام جعفرصادق(علیہ السلام)سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپؑ نے فرمایا:اگرروئےزمین پرصرف دوافراد بھی بچیں توان میں سےایک حجت الٰہی ہوگااوراگر ان میں سےایک کاانتقال ہوجائےتوجوحجت الٰہی ہوگاوہ باقی بچےگا۔

۱۹۔زیدبن ارقم پیغمبراسلام(صلی اللہ علیہ وآلہ)سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نے فرمایا:میں تمہارےدرمیان دوگراں قدرچیزیں چھوڑےجارہاہوں ایک کتاب الٰہی دوسری اپنی عترت یہ دونوں ہرگزایک دوسرےسےجدانہ ہوں گےیہاں تک کہ حوض کوثرپرمجھ سےآملیں۔

۲۰۔عامر بن واثلہ زید بن ارقم سے روایت نقل کرتے ہیں جب رسول اللہ(ص)حجۃ الوداع سے لوٹے تو غدیر خم کے میدان میں پہنچ کر ارشاد فرمایا: مجھے دعوت دی گئی اور میں نے اسے قبول کیا اور اب میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب الٰہی دوسری اپنی عترت دیکھو تم لوگ کس طرح ان دونوں کو میرا جانشین قرار دیتے ہو؟اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں پھر آپ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے،اے اللہ تو اسے دوست رکھنے والوں کو دوست رکھ اور اسے دشمن رکھنے والوں کو دشمن رکھ،راوہ کہتا ہے میں نے زید بن ارقم سے کہا کیا تم نے خود پیغمبر(ص) سے یہ کلام سنا ہے اس نے کہا ہاں اور ان سب نے بھی سنا ہے جو میدان غدیر خم میں درختوں کے نیچے جمع تھے۔

۲۱۔ابو سعید خُدری پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: نزدیک ہے کہ مجھے دعوت دی جائے اور میں اسے قبول کرلوں اور میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب الٰہی دوسری اپنی عترت کتاب الٰہی کا تعلق تو آسمان سے زمین کے درمیان ہے اور میری عترت وہی میرے اہل بیت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان دونوں کے درمیان ہر گز جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے دیکھو کہ تم لوگ ان دونوں کو کس طرح کا میرا جانشین مانتے ہو؟

۲۲۔زید بن ثابت پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں ایک کتابِ الٰہی اوردوسری اپنی عترت،آگاہ رہوتم لوگ ان دونوں سے متمسک رہنااوریہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثرپر مجھ سے آملیں۔

۲۳۔عمروبن ابی المقدام امام جعفرصادق (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ جابربن عبداللہ انصاری سے کہاکہ ذرامجھے حجۃالوداع کے بارے میں خبردیں توانھوں نے ایک طولانی حدیث مجھے سنائی اورپھرکہاکہ وہاں پیغمبراسلام (ص) نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دوایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگران سے متمسک رہوگے توہرگزگمراہ نہیں ہوگے ایک کتاب الٰہی اوردوسری میری عترت ہیں پھرآپ نے تین بارکہاکہ پروردگارتُو بھی اس بات پر گواہ رہنا۔

۲۴۔حنش بن معتمر کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ ابوذرغفاری کودیکھاکہ وہ کعبہ کے دروازے کے اطراف میں لوگوں کے حلقہ میں کہہ رہے ہیں کہ جومجھے پہچانتاہے وہ توپہچانتا ہےاورجومجھے نہیں پہچانتاوہ پہچان لے کہ میں ابوذرجندب بن سکن ہوں اورمیں نے رسول اللہ (ص) کو یہ کہتے سناہے کہ: میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں ایک کتاب الٰہی اوردوسری اپنی عترت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدانہیں

ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں اور جان لو کہ ان دونوں کی مثال کشتی نوحؑ کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔

۲۵۔ سُلیم بن قیس امیر المؤمنین علی (علیہ السلام) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک و پاکیزہ قرار دیا اور محفوظ رکھا اور ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا اور زمین پر اپنی حجت بنایا، ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا نہ ہم قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ہم سے جدا ہوگا۔

۲۶۔ امام جعفر صادق (علیہ السلام) اپنے اجداد سے حضرت علی (علیہ السلام) سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اس کلام ''کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب الٰہی دوسری اپنی عترت'' کے ذیل میں لوگوں نے جب آپ سے پوچھا عترتِ پیغمبر کون ہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا: میں اور حسن و حسین اور حسین کی نسل سے نو آئمہ (علیہم السلام) جن کا نواں مہدی قائم (عج) ہے نہ یہ عترتِ پیغمبر قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان سے جدا ہوگا یہاں تک یہ دونوں حوضِ کوثر پر مجھ سے آملیں۔

۲۷۔ ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''اے علی! میں شہر علم ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو اور شہر میں اس وقت تک کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ دروازے سے داخل نہ ہو، جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو

زبان سے تو کہتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ دل میں تمہاری دشمنی رکھتا ہے کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرا گوشت ہے تمہارا خون میرا خون ہے میں تمہاری روح اور تم میری روح ہو تمہارا ظاہر میرا ظاہر اور میرا ظاہر تمہارا ظاہر ہے تم میری اُمّت کے امام ہو میرے بعد میرے جانشین ہو خوش قسمت ہے وہ انسان جو تمہاری اطاعت کرے اور بدبخت ہے وہ انسان جو تمہاری نافرمانی کرے جو تمہاری محبت دل میں رکھے گا وہ فائدے میں رہے گا اور جو تم سے دشمنی رکھے گا وہ گھاٹے میں رہے گا جو تمہارے ساتھ رہے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو تم سے جدا ہوا وہ ہلاک ہوا تمہاری مثال اور تمہاری نسل سے دوسرے آئمہؑ کی مثال میرے بعد کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو بھی اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی جو بھی اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوا تمہاری مثال آسمان کے ستاروں کی سی ہے جب بھی ایک ستارہ چھپ جاتا ہے تو دوسرا چمک اُٹھتا ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت رہنے والا ہے۔

عترت، آل، اہل، ذریۃ، سلالہ کے معانی

مؤلف: اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ آپ لوگ حدیثِ ثقلین میں عترت سے مراد کیوں صرف اہل بیتِ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو لیتے ہیں؟ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ لفظ 'اہل' (اھالۃالبیت) سے لیا گیا ہے یعنی وہ لوگ جو گھر کو آباد کرنے والے ہیں لہٰذا جو لوگ بھی گھر کو آباد کرتے ہیں اُنہیں 'اہل بیت' کہتے ہیں اسی لئے 'قریش' والوں کو (آلُ اللہ) کہا گیا ہے

کیونکہ انھوں نےاللہ کے گھر کوآباد کیااورآل کے معنیٰ وہی اہل ہی کے معنی ہیں جیساکہ داستان حضرت لوطؑ میں ارشادہوا: (فَاَسْرِبِاَھلِکَ بِقِطْعٍ مِنْ اللَّیْلِ)(سورہ ہودآیہ ۸۱) یعنی:اپنے گھروالوں کورات میں لیکرنکل جاؤاوردوسرے مقام پرارشادہوا: (اِلَّاآلَ لُوطٍ نَجَّیْنَاہُمْ بِسَحَرٍ)(سورہ قمرآیہ ۳۴)یعنی:مگرآل لوط کوجنہیں سحرکےوقت ہم نے نجات دی۔

آل اوراہل دونوں ایک ہی معنی رکھتےہیں بات یہ ہےکہ جب عرب والوں نےاہل کو تصغیر بناناچاہا(یعنی اُہَیلُ)تواُنہیں''ھا''اس پر ثقیل محسوس ہوئی لہٰذااس کوگرادیاتوآل استعمال ہونےلگااور''آل''کے معنی بھی وہی انسانی خاندان والوں کے ہیں پھرکنایۃًلفظِ آل اُمت کےلئے بھی استعمال ہونےلگالہٰذاجس نے بھی اپنےدینی مسئلہ میں پیغمبرِاسلام (ص)کی طرف رجوع کیااسےآل کہاگیاجیساکہ قرآن میں ارشادہوا:(اَدْخِلُوااٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّالْعَذَابِ)(سورۂ غافرآیۂ ۴۶)یعنی:آل فرعون کوسخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

لہٰذااس آیت میں فرعون کےپیروکاروں کو''آل ''کہاگیاکیونکہ اللہ تعالیٰ نےان کے کفر کےسبب اُنہیں عذاب دیانہ کہ ان کےنسب کےسبب اوریہاں اس آیت(اَدْخِلُوااٰلَ فِرْعَوْن)میں یہ ہرگزصحیح نہیں ہےکہ وہ فرعون کےاہل بیت ہوں جیسے''آل الرجل ''جب کہاجاتاہےتواس سےمراداس کےگھروالےہی ہوتےہیں مگرکوئی دلیل موجودہوکہ یہاں یہ لفظ(کنایۃً)استعمال ہواہےجس طرح اللہ تعالیٰ نے(اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْن)میں معنی کنائی کئےہیں۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ (اِدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْن) میں ''آل'' سے مُراداس کی بیٹی ہے یہ روایت کنایہ نہ لینے کی صورت والے معنی کو تقویت کرتی ہے۔

اور ''اہل'' کہتے ہیں ''نسل'' کواور پدری ومادری رشتہ دارو ں کو اہل نہیں کہتے ہیں کیاآپ نے نہیں ملاحظہ کیاکہ عرب لوگ عجم والوں کو ''اھلنا'' نہیں کہتے ہیں اگرچہ حضرت ابراہیم (ع) دونوں کے جد ہیں اورخود عرب میں بھی 'مضر' والے 'ایاد' و 'ربیعہ' کواپنااہل نہیں کہتے ہیں اورقریش والے بھی اپنے تمام 'مضر' کی اولادوں کو 'اھلنا' نہیں کہتے ہیں اگر ایساہوتاکہ تمام قریش والے رسول اللہ (ص) سے نسبی رشتہ داری کے تحت آپ کے اہل ہوتے توتمام 'مضر' کی اولاداوربقیہ عرب بھی ان کے اہل ہوتے لہٰذااہل بیتِ پیغمبر (ص) صرف بنی ہاشم والے ہیں نہ کہ پوراخاندان قریش اسی لئے جہاں بھی پیغمبر (ص) نے حدیثِ ثقلین ارشادفرمائی توعترت کی ''اہل بیتی'' سے تفسیر بھی کردی لہٰذامعلوم ہوا عترت سے مراداہل بیت ہیں اور 'اہل' پدری رشتہ داروں کوکہتے ہیں اوراگرعترت اہل کے معنٰی میں نہ ہوتاتوصرف اولادوں کوشامل ہوتابقیہ تمام خاندان والوں کوشامل نہ ہوتا توایسی صورت میں حدیثِ ثقلین حضرت علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) کوشامل نہ ہوتی کیونکہ وہ عترت میں داخل نہیں ہوتےاوران میں سےنہ ہوتےکہ جن سےقرآن جُدا نہیں ہوتااسی طرح ان افرادمیں سےنہ ہوتےجن سےمتمسک ہونےسےگمراہی سےبچ سکتےلہٰذاایسی صورت میں کلام پیغمبر (ص) خاص ہوتانہ عام جبکہ ایسانہیں ہے کیونکہ اس

بات پر تو تمام اُمت مسلمہ متفق ہے کہ رسول اللہ (ص) کی وفات کے وقت حکمِ الٰہی کو جاننے والا حضرت علی (ع) سے بڑھکر کوئی نہیں تھا اور حضرت علی (ع) کی پیغمبرِ اسلام (ص) سے پدری رشتہ داری بھی تھی لہٰذا جس طرح حدیثِ ثقلین افراد کے لحاظ سے عام ہے اسی طرح زمانے کے لحاظ سے بھی عام ہے یعنی امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے بعد نسلِ امام حسین (ع) سے ہونے والے بقیہ نواماموں کو بھی شامل ہے اور جب پیغمبر (ص) نے فرمایا دیا کہ: "اِنَّھمٰالَنْ یَفْتَرِقٰاحَتّیٰ یَرِدَاعَلَیَّ الْحَوْضَ" تو قیامت تک کا زمانہ قرآن اور عترت پیغمبر (ص) سے خالی نہیں رہ سکتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا:
"اِنَّ مِثْلَھمْ کَمَثَلِ النُّجُومِ کُلَّمٰاغَابَ نَجْم طَلَعَ نَجْم اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَةِ"

یعنی: بیشک اہل بیت کی مثال ستاروں کی سی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہو جاتا ہے قیامت تک کے لئے۔

احمد بن الحسن القطان حدیث متواتر پیغمبر اسلام (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو مہم چیزوں کو اپنا جانشین بنا کے جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ تعالیٰ دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں ان دو اُنگلیوں کی مانند پھر آپ (ص) نے اپنی دو اُنگلیوں کو ملا کر بتایا، جابر بن عبداللہ انصاری نے اُٹھ کر پوچھا: یا رسول اللہ

(ص)آپ کی عترت کون لوگ ہیں ؟توآنحضرت(ص)نےفرمایا: علی فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام اور قیامت تک نسلِ حسینؑ سےآنےوالےآئمہ علیہم السلام ہیں۔

ثعلب کہتے ہیں میں نےابن الاعرابی سےپوچھاابوبکرنےجوسقیفہ میں کہاکہ"نَحْنُ عِتْرَةُ رَسُولِ اللّٰهِ''اس سےان کی مرادکیاتھی؟توانھوں نےجواب دیاکہ اس سےان کامقصدیہ تھاکہ ہم ان کےشہروالےہیں وگرنہ عترتِ پیغمبر(ص) کےاصل مصداق توصرف علی(ع) اوراولادفاطمہ(س) ہیں جس پردلیل سورہ برائت ہےجس کی قریش والوں پرتلاوت کرنے کےمسئلہ میں پیغمبراکرم(ص)کاابوبکرکوبلوانااور علی(ع) کوروانہ کرنااورآپؐ کایہ فرماناکہ: "اُمِرْتُ اَنْ لَایُبَلِّغَهاعَنِّی اِلَّااَنَااَوْرَجُل مِنّی"یعنی مجھےحکم دیاگیاہےکہ اس پیغام کو میں خودیامجھ میں سےکوئی جاکرپہنچائے،یہ کہہ کرآنحضرت(ص)نےسورۂ برائت کوابوبکر سےلیکرحضرت علی(ع) کوبھیجااگرابوبکرحسب ونسب کےلحاظ سےعترت پیغمبر(ص)میں شامل ہوتےتوابن اعرابی کی یہ تفسیر صحیح نہیں ہونی چاہئیے تھی۔

عترت:کےمعنی کٹےہوئے درخت کی جڑکے بھی کئےگئےہیں۔

مصنّف:عترت پیغمبرحضرت علی(ع)اوران کی وہ اولادجونسلِ فاطمہ الزہرا(س)سےہیں جوکہ بارہ امامؑ ہیں جنکےپہلےحضرت علیاورآخری قائم آل محمدعلیہم السلام ہیں یہ وہ معنی ہیں جواس معنی کےساتھ جوعرب والےکرتےہیں مطابق ہیں گویامحمدوآل محمدعلیہم السلام ایسادرخت ہیں جس کی جڑپیغمبراکرم(ص)ہیں اورجس کاتناحضرت علی(ع)ہیں اوردیگرآئمہ

طاہرین علیہم السلام اس کی شاخیں اوراس کے پتےان کے شیعہ ہیں اوران کےعلوم اس درخت کے پھل ہیں اوریہ سب اُصول اسلام اورہادیان اُمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نےقرآن مجیدمیں ارشادفرمایا:وَنُنَزِّلُ مِنْ الْقُرْآنِ مَاهوَشِفَاءوَرَحْمَة لِلْمُؤْمِنِينَ وَلاَيَزِيدُالظَّالِمِينَ اِلاَّخَسَارًا)(سورۂ اسراء آیۂ ۸۲)

یعنی:اورہم نےقرآن کونازل کیاجوکہ مؤمنین کےلئےشفابھی ہےاوررحمت بھی اور ظالمین کےلئےسوائےخسارےکےکسی چیزکااضافہ نہیں ہوتاہےدوسری جگہ ارشادہوا: وَاِذَامَااُنزِلَتْ سُورَةفَمِنْهمْ مَنْ يَقُولُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هذِهِ اِيمَانًافَاَمَّاالَّذِينَ آمَنُوافَزَادَتْهمْ اِيمَانًاوَهمْ يَسْتَبْشِرُونَ(۱۲٤)وَاَمَّاالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَض فَزَادَتْهمْ رِجْسًااِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُواوَهمْ كَافِرُونَ(۱۲۵)(سورۂ توبہ آیہ ۱۲۴۔۱۲۵)

یعنی:اورجب کسی سورہ کونازل کیاجاتاہےتوکچھ لوگ ان میں سےکہتےہیں کہ اس سورہ سےتم میں سےکس کےایمان میں اضافہ ہوا؟لیکن جومؤمن ہیں ان کےایمان میں اضافہ ہوتاہےاوروہ خوش ہوتےہیں مگروہ لوگ جن کےقلوب میں مرض ہےان کی اس مریضی میں اضافہ ہوتاہےاوروہ اسی طرح کفرکی حالت میں مرجاتےہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب: غیبتِ امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں روایاتِ معصومین (علیہم السلام)

۱۔ابن عباس رسول اللہ (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے جب معراج پر لیجایا گیا تو آواز آئی اے محمد (ص)! میں نے کہا لبیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وحی ہوئی اے محمد (ص)! تمہیں معلوم ہے اوپر والے کس بارے میں اختلاف کئے ہوئے ہیں؟ میں نے کہا پروردگار مجھے کیا معلوم؟ آواز آئی اے محمد! کیوں تم نے لوگوں میں سے کسی کو اپنا وزیر و جانشین نہیں بنایا؟ میں نے پوچھا تو ہی بتا میں کس کو منتخب کروں؟ آواز آئی اے محمد! میں نے لوگوں میں سے علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) کو تمہارے لئے انتخاب کیا ہے میں نے پوچھا بار الٰہا میرے چچازاد بھائی کو؟ آواز آئی ہاں اے محمد! علی تمہارا اور تمہارے بعد تمہارے علم کا وارث ہے اور قیامت کے دن لوائے حمد اسی کے ہاتھوں میں ہوگا اور تمہارے حوض کوثر کا سردار ہوگا جو بھی حوضِ کوثر پر پہنچے گا اس کے ہاتھوں سیراب ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد! میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ تیرا دشمن اور تیرے اہل بیت اور تیری پاک و پاکیزہ نسل کا جو دشمن ہوگا وہ اس حوض کوثر سے نہیں پی سکے گا بیشک اے محمد! تمہاری ساری امت بہشت میں داخل ہوگی سواء ان لوگوں کے جو اس کا انکار کریں میں نے پوچھا پروردگار کیا کوئی جنت میں جانے سے بھی انکار کر سکتا ہے؟ آواز آئی اے محمد (ص)! جب میں نے تمہیں اپنی مخلوق میں سے چن لیا اور علیؑ کو تمہارا وصی

وجانشین قرار دیا جس طرح ہارون کو موسیٰؑ کا جانشین قرار دیا تھا صرف یہ کہ تمہارے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور اس (علی) کی محبت تمہارے دل میں ڈالدی اور تمہیں اس کے باپ اور اسے تمہارے بیٹے کی مانند قرار دیا لہٰذا تمہارے بعد اس کا حق اُمت کی گردن پر اسی طرح سے ہے جس طرح تمہاری اُمت میں تمہارا حق اُمت کی گردن پر ہے جس نے بھی اس کے حق کا انکار کیا اس نے جنت کا انکار کیا، یہ سنکر میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کے لئے سجدے میں سر رکھ دیا، آواز آئی اے محمد (ص) ! آج تمہیں جو مانگنا ہے مانگو تاکہ تمہیں عطا کیا جائے، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ یا میرے بعد میری اُمت کو ولایتِ علی (ع) کے تحت جمع کرنا تاکہ قیامت کے دن سب کے سب حوض کوثر پر مجھ سے آملیں، اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے محمد (ص) ! میں نے بندوں کی خلقت سے پہلے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ تمہارے بعد تمہارے علم کا وارث اسے (یعنی علیؑ) کو قرار دوں اور اسے تمہارا وزیر و جانشین قرار دیا لہٰذا میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ جو اسے دوست رکھے گا اسے بہشت میں جگہ عطا کروں گا، اور جو اس سے بغض وعداوت رکھے گا اور اس کی ولایت کا انکار کرے گا اسے ہرگز بہشت میں داخل نہیں کروں گا کیونکہ جس نے اس سے دشمنی رکھی اس نے تم سے دشمنی رکھی اور جس نے تم سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے اس سے دوستی رکھی اس نے تم سے دوستی رکھی اور جس نے تم سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی اور یہ فضیلت میں نے اس کے لئے اس لئے قرار دی ہے کہ اس کے صلب سے گیارہ آئمہ قرار دوں گا جو کہ سب کے سب اے محمد (ص) ! تمہاری ذُرّیت اور اولاد بتول سے ہوں گے اور ان

میں کاآخری وہ ہے جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نمازپڑھیں گےاوروہ زمین کواسی طرح عدل وانصاف سےپُر کردے گاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی اسی کےذریعہ سے میں اہل نجات کونجات دوں گااورہلاک ہونےوالوں کواسی کےذریعہ ہلاک کروں گااسی کےذریعہ سےجہالت اورگمراہی میں گھرےہوئےلوگوں کونجات دوں گااوراسی کے ذریعہ بیماروں کوشفادوں گامیں نےپروردگارسے سوال کیایہ سب کب ہوگا؟وحی ہوئی جب علم اُٹھ چکاہوگا،جہالت پھیل چکی ہوگی قرآن پڑھنےوالےتوبہت ہوں گےلیکن اس پر عمل کرنے والےکم ہوں گے قتل وغارتگری زیادہ ہوگی ہدایت کرنےوالےکم اورگمراہ کرنےوالے زیادہ ہوں گےخیانت کرنےوالےاورشعراءزیادہ ہوں گےتمہاری اُمت اپنی قبروں کو مسجدبنائےگی قرآنوں کومساجدکی زینت بنادیاجائےگا،ظلم وجوربڑھ جائےگامُنکرکاموں کو اعلانیہ اورنیک کاموں کوپوشیدہ طریقہ سےانجا م دیاجائےگامردمردسےاورعورتیں عورتوں سےاکتفاءکریں گےاُمراءکافراوران کے پیروکارفاجران کےمددگارظالم ہوجائیں گے، ان کےاہل علم فاسق ہوجائیں گےایسے موقع پر تین چاندگرہن واقع ہوں گےایک مشرق میں اورایک مغرب میں اورایک جزیرۃُالعرب میں اوربصرہ تمہاری ذُرّیت کےایک شخص کےہاتھوں ویران ہوجائےگا،حسین بن علی علیہما السلام کی اولادمیں سےایک شخص قیام کرےگااورمشرق کی جانب سےدجال خروج کرےگااورسفیان ثوری ظاہرہوگا،میں نے عرض کیایاراللہایہ سب فتنےمیرےبعدکب رونماہوں گے؟تواللہ تعالیٰ نےمیری طرف وحی کی اورمیرےبعدقیامت تک رونماہونےوالےفتنوں جن میں فتنہ بنواُمیہ وبنوعباس

بھی تھے آگاہ کیااور میں نے بھی زمین پر آکر اپنے چچازاد بھائی علی کو ان تمام باتوں سے آگاہ کیااور اللہ تعالیٰ کا اس کی تمام گذشتہ وآئندہ نعمتوں پر شکرادا کیا۔

۲۔امیر المؤمنین علی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر شبِ معراج لے جایا گیا تو میرے اللہ نے مجھے وحی کی کہ: اے محمد (ص) میں نے زمین پر نظر کی اور تمام مخلوق میں سے تمہیں چن لیا اور تمہیں پیغمبر بنادیا اور تمہارے لئے اپنے نام سے ایک نام منتخب کیا کہ میں محمود ہوں اور تم محمد، پھر دوسری بار زمین پر نگاہ دوڑائی تو علیؑ کو منتخب کیا اور اسے تمہارا وصی وخلیفہ قرار دیا اور تمہاری بیٹی کا شوہر اور تمہاری ذُرّیت کا باپ قرار دیا اور اس کے لئے بھی اپنے اسماء میں سے ایک نام منتخب کیا میں علیّ اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے اور فاطمہ وحسن وحسین (علیہم السلام) کو تم دونوں کے نور سے خلق کیا پھر ان سب کی ولایت کو تمام فرشتوں کے سامنے پیش کیا جس نے بھی اس ولایت کو قبول کیا وہ میرے مقرّبین میں سے ہے اے محمد (ص) اگر کوئی بندہ میری عبادت اس قدر کرے کہ بوسیدہ ہوجائے لیکن اگر ان کی ولایت کے بغیر میرے پاس آئے گا تو میں ایسے بندے کو اپنی بہشت میں جگہ نہیں دوں گا اور اسے اپنے عرش کے سائے تلے نہیں لاؤں گا، اے محمد! کیا تم چاہتے ہو کہ ان کے انوار کو دیکھو میں نے کہا ہاں اے پروردگار مجھے حکم ہو اذرا اپنے سر کو اوپر کرو اب جو میں نے اپنا سر اوپر کرکے دیکھا تو علی وفاطمہ وحسن وحسین اور نسل حسین سے آنے والے تمام آئمہ علیہم السلام کے انوار دیکھے ان کے درمیان قائم آل محمد علیہم السلام کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا پایا، میں نے پوچھا یہ کون ہے ارشاد ہوا یہ وہ

ہے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام کی طرف لوٹائے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اور تمہارے پیروکاروں کو ظالموں اور کافروں سے نجات دے گا اور یہ وہ ہے جو لات و عزیٰ کی ناکیں رگڑوادے گا اور ان سب کو آگ لگادے گا اس دور کے لوگوں کے فتنے سامری کے فتنے سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔

۳۔ جابر بن جعفی کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جب پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر یہ آیت نازل ہوئی: یاأَیُّهاالَّذینَ آمَنُواأَطِیعُوا اللهَ وَأَطِیعُواالرَّسُولَ وَاُولِی الأَمْرِمِنْکُمْ) تو میں نے آنحضرت (ص) سے پوچھا:

یارسول اللہ (ص) ہم نے اللہ اور رسول کو تو پہچانا یہ اولی الامر کون ہیں جنکی اطاعت کو اللہ نے اپنی اور آپ کی اطاعت کی مانند قرار دیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: اے جابر وہ میرے جانشین آئمہ مسلمین ہیں جنکے پہلے علی ابن ابی طالب اور آخری مہدی صاحب الزمان (علیہم السلام) ہیں اور علیؑ تورات میں باقر کے نام سے مشہور ہیں اور اے جابر تم علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، و محمد باقرؑ علیہم السلام ان سب کی خدمت کا شرف حاصل کرسکوگے اور اس باقرؑ کو میرا اسلام کہنا اس کے بعد جعفر صادقؑ و موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی النقیؑ، حسن عسکریؑ، مہدی آخرُالزمانؑ علیہم السلام ہیں اس آخری کا نام میرے نام پر ہوگا اس کی کُنیت میری کُنیت ہوگی جو زمین پر حجت الٰہی ہوگا اور عبادت کرنے والوں میں بقیۃُاللہ ہوگا، شرق و غرب کی زمین کو اس کے ذریعہ سے نجات حاصل ہوگی اس کو غیبت حاصل

ہوگی، جابر کہتے ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ (ص) کیاان کی غیبت میں ان کے پیروکاروں کے لئے کوئی فائدہ ہوگا؟آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہاں قسم اس اللہ کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیااس کے نوراوراسکی ولایت سےلوگ اسی طرح استفادہ کریں گے جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج کے نورسےاستفادہ کرتے ہیں اوراے جابر! یہ بات اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ رازوں کی ہے جس کو غیروں سے پنہان رکھنا۔

جابر بن یزید جعفی کہتے ہیں: جابر بن عبداللہ انصاری امام سجاد (علیہ السلام) سے ملنے گئےاور دورانِ گفتگو دیکھاکہ امام باقر (علیہ السلام) جوکہ اس وقت بہت چھوٹے تھے وارد ہوئے جیسے ہی جابر نےانہیں دیکھاپہچان گئےاورامام محمد باقر (ع) کوقریب بلاکرپیار کیااورکہنے لگے بیشک اس کے گیسو،اس کی چال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی سی ہے پھرپوچھااے بیٹاآپ کا نام کیاہے؟آپ نے جواب دیامحمد، جابر نے پوچھاکس کے بیٹے ہو؟جواب دیاعلیؑ بن الحسینؑ کابیٹاہوں جابر نے کہاقربان جاؤں آپ وہی باقر ہو؟کہاہاں پھرامام باقر (ع) نے جابر سے کہا اے جابر جوامانت میرے جدنے تمہارے سپرد کی ہےاسے میرے سپرد کرو جابر نے کہامولا آپ کے جدنے مجھے بشارت دی تھی کہ میں اتنازندہ رہوں گاکہ آپ کی زیارت کرسکوں اورآپ تک آنحضرت (ص) کاسلام پہنچاؤں اورانہیں کسی چیز کی تعلیم نہ دینا کیوں کہ وہ تم لوگوں سےزیادہ عالم ہوتے ہیں امام محمد باقر (ع) نےفرمایا: میرے جدنے سچ فرمایاتھا اورجوکچھ میں نے پوچھااس کے بارے میں بھی میں آپ سےزیادہ عالم ہوں ہم خاندان

اہل بیت(ع) کو بچپن ہی میں علم وحکمت عطاہوجاتے ہیں جو فضل ورحمت پروردگار ہے ہم اہل بیت(ع) پر۔

۴۔امام علی رضا(علیہ السلام) اپنے اجداد کے ذریعہ امیر المؤمنین اور وہ پیغمبر اکرم(ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بہترین مخلوق کو خلق نہیں کیا ہے، حضرت علی علیہ السلام پوچھتے ہیں یارسول اللہ(ص) آپ بہتر ہیں یا جبرائیل؟ آنحضرت(ص) نے فرمایا: اے علی، اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ مُرسلین کو ملائکہ مقربین پر برتری دی ہے اور مجھے تمام انبیاء ورسولوں پر فضیلت دی ہے اور اے علی! میرے بعد تمہیں اور تمہاری نسل سے ہونے والے آئمہ(ع) کو برتری دی ہے فرشتے ہمارے اور ہمارے محبیّن کے خادم ہیں اے علیؑ! وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اطراف میں ہیں وہ ہماری ولایت کے ذریعہ حمدِ پروردگار بجالاتے ہیں اور مؤمنین کے لئے طلب استغفار کرتے ہیں اے علی! اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ آدمؑ وحواؑ، جنت وجہنم، زمین وآسمان، کو خلق نہ کرتا ہم کیوں نہ ملائکہ سے افضل ہوں جبکہ معرفتِ پروردگار اور اسکی تسبیح وتقدیس میں ہم نے ان پر سبقت لی ہوئی ہے کیونکہ ہماری ارواح اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں اس نے ہمیں اپنی توحید وتمجید پر گویائی کے ساتھ خلق کیا ہے پھر ملائکہ کو خلق کیا انھوں نے جب ہماری ارواح کو ایک نور کی صورت میں دیکھا تو ہمارے اُمور کو بڑا جانا ہم نے ملائکہ کو تسبیح پروردگار سکھائی تاکہ ملائکہ جان جائیں کہ ہم بھی خلق شدہ مخلوق ہیں اور وہ ہماری صفات سے منزّہ ہے اس کے بعد سے ملائکہ بھی اس کی تسبیح کرنے لگے اور جب انھوں نے ہماری

بزرگواری کوملاحظہ کیاتوہم نے تسبیح پروردگار کرکے بتایاکہ سوائےاللہ کے کوئی معبود نہیں ہےاورہم نے کہاکہ:''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ''اورجب ملائکہ نےمزیدہماری بزرگواری کوملاحظہ کیاتوہم نےصدائے تکبیر''اللّٰہُ اَکْبَرُ''بلندکی تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ تمام بزرگی وبرتری اسی کےلائق ہےاورجب ملائکہ نےہماری طاقت وقدرت کوملاحظہ کیاتوہم نے''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَاِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم''کہہ کربتایاکہ اللہ بزرگ وبرترسےبڑھکرکسی کی قدرت وطاقت نہیں ہےلہٰذاملائکہ نے بھی ان جملات کوتکرارکیااورجب ملائکہ نےہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سےعطاشدہ نعمات کوملاحظہ کیاتوہم نے''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ''کہاتاکہ ملائکہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نےجویہ نعمات ہم کوعطاکیں ہیں اس کےمقابل میں ہماری گردنوں پر حقوق ہیں لہٰذااس طرح سےملائکہ نے بھی یہ جملات کہےاورملائکہ نےاللہ کی معرفت اورتسبیح وتحلیل وتمجیداوردیگررہنمائیاں ہم سے سیکھی ہیں پھراللہ تعالیٰ نےآدمؑ کوخلق کیا اورہمیں ان کےصُلب میں قراردیااورملائکہ کوحکم دیاکہ ہماری تعظیم میں اُنہیں سجدہ کریں اُنھوں نےاللہ تعالیٰ کی بندگی اورآدمؑ کی اطاعت واحترام کیاکیونکہ ہم آدمؑ کےصُلب میں تھےلہٰذاہم ملائکہ سےافضل کیوں نہ ہوں جبکہ ان سب نےآدمؑ کےآگے سجدہ کیااور جب مجھے معراج پرلےجایاگیاتوجبرائیلؑ نےاذان اوراقامت کہی اورکہااے محمد(ص)آپ آگےبڑھکرنمازپڑھائیں میں نے کہااےجبرائیلؑ!میں آپ سےآگے؟جبرائیلؑ نے کہاہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کواورخصوصاًآپ کوتمام ملائکہ پربرتری دی ہےمیں نے

آگے بڑھکر نماز پڑھائی اسی طرح جب ہم لوگ نور کے حجابوں کے قریب پہنچے تو جبرائیلؑ نے کہا اے محمد (ص) آپ آگے بڑھ جائیں میں نے کہا اے جبرائیلؑ! کیا اس مقام پر آپ میرا ساتھ چھوڑ رہیں ہیں تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ (ص) یہ میری آخری حد ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کی ہے اگر میں اس حد سے آگے بڑھ جاؤں گا تو میرے پر جل جائیں گے پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا میں وہاں پہنچا اور آواز آئی اے محمد (ص) میں نے کہا ''لبیک وسعدیک'' آواز آئی میں تمہارا پروردگار ہوں صرف میری ہی عبادت کرو اور مجھ ہی پر توکل کرو تم میرا نور ہو میرے بندوں کے درمیان اور میرے بندوں کے لئے رسول ہو اور لوگوں کے درمیان میری حجت ہو میری بہشت ان لوگوں کے لئے ہے جو تمہاری پیروی کریں اور جو تمہاری مخالفت کریں ان کے لئے میرا عذاب ہے اور میں نے اپنی کرامت کو تمہارے اوصیاء کے لئے مخصوص قرار دیا ہے اور اپنے ثواب کو تمہارے پیروکاروں کے لئے قرار دیا ہے، میں نے کہا پروردگار میرے اوصیاء کون لوگ ہیں؟ آواز آئی اے محمد (ص) تمہارے اوصیاء کے نام عرش پر لکھ دیئے گئے ہیں اب جو میں نے عرش کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اس پر مجھے بارہ نور نظر آئے ہر نور پر سبز رنگ سے اس وصی کا نام لکھا ہوا تھا ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب اور آخری میری اُمت کا مہدی (علیہم السلام) ہے میں نے کہا اے پروردگار! یہ میرے اوصیاء ہیں؟ آواز آئی ہاں تمہارے بعد یہ لوگ زمین پر میری حجت ہیں اور بہترین وصی وجانشین وخلیفہ ہیں روئے زمین پر مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ ان کے ذریعہ سے میں اپنے دین کو غلبہ دوں گا اور بلند کروں گا اور ان کے آخری کے ذریعہ سے زمین

کواپنے دشمنوں سے پاک کروں گااورمشرق ومغرب کواس کی ملکیت میں دےدوں گااور ہواکواس کاتابع بنادوں گاسخت سے سخت انسان کواس کاتابع بنادوں گااپنےفرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کروں گاتاکہ وہ میری دعوت کوعام کرےاورلوگوں کودینِ الٰہی کےپرچم تلے جمع کرےپھراس کی سلطنت کودوام بخشوں گااورقیامت تک اختیارات اپنےان اولیاء کودیدوں گا،"وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الَعالمین وَالصَّلاةُعلیٰ نَبِیِّناوَسَلَّمَ تَسلیماً"

پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی روایات اپنے بعدکےاوصیاءکے بارے میں

ا۔عبد الرحمٰن بن سمرہ کہتےہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نےفرمایا:جودین کےمسئلہ میں جھگڑاکرتےہیں سترپیغمبروں کی زبانی ان پرلعنت کی گئی ہےاورجوآیاتِ الٰہی میں جھگڑاکرتےہیں ان کےبارےمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتاہے:کافرلوگ ہیں جوآیات الٰہی میں جھگڑاکرتےہیں ان کاشہروں میں گھومناآپ کودھوکہ میں نہ ڈالےاورجوقرآن کی تفسیراپنی رائےکےمطابق کرتاہےتووہ اللہ تعالیٰ پرجھوٹ باندھتاہےاورجوبغیرعلم وآگاہی کےفتوادیتاہےتوزمین وآسمان کےملائک اس پرلعنت کرتےہیں ہربدعت گمراہی ہےاورہر ضلالت آتشِ جہنم تک لیجاکرختم ہوتی ہے،عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتےہیں میں نےکہا:اے اللہ کےرسول!مجھےراہ نجات بتائیں توآپ نےارشادفرمایا:اےابن سمرہ!جب بھی خواہشاتِ نفسانی مختلف ہونےلگیں اورمختلف قسم کےعقایدپیداہونےلگیں توتم علی ابن ابی طالب(علیہماالسلام)کی راہ سےنہ ہٹنااس پرباقی رہناوہ میراخلیفہ وجانشین ہےاورمیری

اُمت کاامام ہےوہ فاروق اعظم ہے حق کو باطل سے جداکرنے والاہے جو بھی جو کچھ اس سے پوچھے گاوہ اس کو جواب دے گاجواس سے ہدایت چاہے گااس کی وہ ہدایت کرے گااور جو بھی اس سے پناہ مانگے گاوہ اسے پناہ دے گااور جو بھی اس کادامن تھامے گاوہ اسے نجات دے گاجو بھی اس کی پیروی کرے گاوہ اس کی ہدایت کرے گااے ابن سمرہ جو بھی اسے دوست رکھے گاوہ نجات پائے گااور جو بھی اس سے دشمنی کرے گاتووہ ہلاک ہوجائے گا،اے ابن سمرہ علی مجھ سے ہےاس کی روح میری روح سے ہےاس کی طینت میری طینت ہے وہ میرابھائی اورمیں اس کابھائی ہوں وہ میری بیٹی فاطمہ سیدہ ٔنساء عالمین کاشوہر ہےاوروہ میری اُمت کے دواماموں کاباپ ہےجودونوں بہشت کے سردار ہیں اور حسینؑ کی نسل سے نوامام ہوں گے جن کانواں میری اُمت کاقائم ہوگاجوزمین کوعدل وانصاف سےاسی طرح بھردے گاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی ۔

۲۔عبداللہ بن عباس رسول اللہ(ص)سےروایت کرتے ہیں کہ آپؐ نےفرمایا:جب اللہ تعالیٰ نےزمین کی طرف نگاہ اُٹھائی تواس سے مجھےچُن کر پیغمبرقراردیاپھرجب دوسری بار نظراُٹھائی توعلیؑ کوچن لیااوراسےامام بنادیاپھرمجھے حکم دیاکہ اسےاپناوصی وجانشین بناؤں علی مجھ سے ہےاورمیں علیؑ سے ہوں وہ میری بیٹی فاطمہؑ کاشوہراور حسنؑ وحسینؑ کاباپ ہے جان لوکہ اللہ تعالیٰ نے مجھےاوران سبکو اپنےبندوں پراپنی حجت قراردیاہےاور حسینؑ کی نسل سےآئمہؑ قراردیئے ہیں جو میرےدین کے لئے قیام کریں گےاور میری وصیت کوباقی رکھیں گےاوران کانواں میرےاہل بیتؑ کاقائم اورامامِ آخرُالزمانؑ ہوگاجوگفتاروکردارمیں

میرا شبیہ ہوگا اس کو طولانی غیبت حاصل ہو گی اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ دے گا اور اللہ تعالیٰ وملائکہ کی اسے مدد حاصل ہوگی زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۳۔امام جعفر صادق (علیہ السلام) اپنے اجداد کے ذریعہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جبرئیلؑ نے پروردگار عالم کی طرف سے میرے لئے یہ حدیث بیان کی کہ ''جو بندہ بھی میری وحدانیت، محمد (ص) کی نبوت، علیؑ کی جانشینی اور دیگر آئمہؑ کی جانشینی کا اقرار کرے گا جو میری طرف سے زمین پر حجت ہیں میں اسے اپنی رحمت اور بہشت میں داخل کروں گا اور اپنے عفو ودرگزر کے ذریعہ اسے جہنم کی آگ سے نجات دوں گا اور اسے اپنی رحمت کے جوار میں انعام واکرام عطا کروں گا اور اسے اپنے خالص بندوں میں سے قرار دوں گا اگر مجھے ندا کرے گا تو میں لبیک کہوں گا اگر مجھ سے مانگے گا تو میں اس کی اجابت کروں گا اسے عطا کروں گا اگر خاموش رہے تب بھی اسے عطا کروں گا اور جو میرے وحدہ لاشریک ہونے محمد (ص) کی نبوت اور علیؑ واولاد علیؑ کی جانشینی کا انکار کرے گا تو ایسے شخص نے گویا میری نعمتوں کا انکار کیا میری نشانیوں اور میری کتاب کا انکار کیا ایسا شخص اگر میری طرف مانگنے آئے گا بھی تو میں اسے محروم کردوں گا اور مجھے آواز دے گا تو اسکی آواز کو نہیں سنوں گا اگر مجھ سے دعا مانگے گا تو میں اس کی اجابت نہیں کروں گا اگر مجھ سے اُمید رکھے گا تو میں اسے نااُمید کردوں گا اور میں خود اپنی طرف سے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں ،یہ سنکر جابر ابن عبداللہ انصاری اپنی جگہ سے اُٹھے اور پوچھا یا رسول اللہ (ص): علیؑ کی اولاد

سے جو آئمہؑ ہوں گے وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: وہ حسن و حسین علیہما السلام جو کہ جوانانِ جنت کے سردار ہیں ان کے بعد سید الساجدین علی بن الحسین علیہما السلام ہیں ان کے بعد محمد بن علی الباقر علیہماالسلام ہیں اور تم اے جابر! ان کے زمانے کو پاکر ان کی خدمت کو پہنچ سکوگے اور جب تم اس کی خدمت میں پہنچو تو میرا اسے سلام کہنا پھر جعفر ابن محمد اور پھر موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہماالسلام ہیں پھر علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام ہیں پھر محمد بن علی التقی علیہماالسلام ہیں پھر علی بن محمد النقی علیہماالسلام ہیں پھر حسن بن علی الزکی علیہماالسلام ہیں پھر اس کے بیٹے قائم مہدی (عج) ہیں جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح پُر کردیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اے جابر! یہ سب میرے جانشین میرے اوصیاء اور میری عترت سے ہیں جو بھی ان کی اطاعت کرے گا گویا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی جس نے بھی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا اس نے گویا میرا انکار کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں کی برکت سے آسمان کو گرنے زمین کو دھنسنے اور لرزنے سے روکے رکھا ہے۔

۴۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن علیؑ، حسینؑ کا ہاتھ تھام کر لائے اور لوگوں کو مخاطب کرکے کہا اے لوگو! جس طرح آج میں نے حسینؑ کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اسی طرح ایک دن رسول اللہ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجمع سے کہا تھا کہ: اے لوگو! میرے بعد یہ میرا بھائی سب کا سردار اور ہر مسلمان کا امام ورہبر ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرے بعد یہ میرا بیٹا حسینؑ لوگوں کا سردار ہے اس پر بھی اسی طرح ظلم ہوگا جس طرح مجھ پر ظلم ہوا اور یہ

میرے بیٹے حسنؑ کے بعد بہترین خلائق ہوگااور سیدالشہداؑہوگا جسے سرزمین کربلاپر شہید کیا جائے گایہ اوراس کے ساتھی قیامت کے دن شہداکے لئے باعث خوشی وسرور ہوں گے حسینؑ کے بعداس کے صُلب سے نو خلیفہ الٰہی ہوں گے جو زمین پر اللہ کی حجت ہوں گے امام مسلمین اور رہبر مؤمنین ہوں گے اوران کانواں قائم ہوگاجس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زمین کو نورانی کردے گاقسم اُس اللہ کی جس نے میرے چچازاد بھائی محمد(ص) کو نبوت کے لئے منتخب کیااور مجھے امامت کے لئے مخصوص کیا،یہ وہ وحی آسمانی کے الفاظ ہیں جو جبرئیل امین کی زبان سے جاری ہوچکے ہیں میں رسول اللہ(ص)کے پاس بیٹھاہواتھاکہ آنحضرت(ص) سے ان کے بعدکے آئمہ(ع)کے بارے میں سوال ہواتوآپ نے فرمایا: ستاروں والے آسمان کے اللہ کی قسم ہے دن ورات کی قسم ہے کہ مہینوں کی تعدادکے برابرآئمہ(ع)ہوں گے سوال کرنے والے نے پوچھا: یارسول اللہ(ص)وہ لوگ کون ہیں؟رسول اللہ(ص)نے اپناہاتھ میرے سرپر رکھتے ہوئے کہاان میں کاپہلا یہ ہےاورآخری مہدی(عج)ہے جس نے بھی ان کی ولایت کوتسلیم کیااس نے مجھے بھی اپناولی قراردیاجس نے بھی ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی جس نے بھی ان کاانکارکیاتواس نے میرا انکارکیاجس نے بھی ان کی معرفت حاصل کی اس نے میری معرفت حاصل کی ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کوحفظ کیاہواہے شہروں کوآبادکیاہواہےاپنے بندوں کوروزی دے رہاہےان ہی کے سبب باران رحمت کوبرسارہاہے زمین کی برکات کوظاہر کررہاہے یہ سب اللہ کے برگزیدہ بندےاور میرے خلیفہ وجانشین ہیں۔

۵۔امام رضا (علیہ السلام) اپنے اجداد طاہرینؑ کے ذریعہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: جو بھی یہ چاہتا ہے کہ میرے دین سے متمسک رہے اور میرے بعد کشتی نجات میں سوار ہو اسے علی ابن ابی طالب (ع) کی اقتدا کرنی چاہئیے اس کے دشمن سے دشمنی رکھے اس کے دوست کو دوست رکھے وہ میرا وصی وجانشین ہے میری اُمت پر میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی وہ ہر مسلمان کا امام ہے اور ہر مؤمن کا سردار ہے میرے بعد اس کا قول میرا قول ہے اس کا حکم میرا حکم ہے اس کا منع کرنا میرا منع کرنا ہے اس کا پیروکار میرا پیروکار ہے اس کا مددگار میرا مددگار ہے اسے چھوڑنے والا مجھے چھوڑنے والا ہے پھر آپ (ع) نے فرمایا: جو بھی میرے بعد علیؑ سے جدا ہوگا وہ میری زیارت نہیں کرسکے گا اور نہ میں روزِ قیامت اسے دیکھوں گا جو بھی علیؑ کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ نے بہشت کو اس پر حرام کردیا ہے اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ کو قرار دیا ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے اور جو علیؑ کو چھوڑے گا روز قیامت اسے اپنی نظرِ رحمت سے محروم رکھے گا اور جو علیؑ کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مدد کرے گا اور اس کے دم نکلتے وقت اپنی حجت کو اُسے تلقین کروائے گا پھر آپ (ص) نے فرمایا: حسن وحسین علیہما السلام میری اُمت کے دو امام ہیں اپنے والد کے بعد اور جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کی ماں تمام خواتین کی سردار ہیں اور ان کے باپ اوصیاء کے سردار ہیں اور حسینؑ کے بعد نو امام ہوں گے جن میں کا نواں قائم (عج) ہوگا یہ سب میرے فرزند ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت ہے ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اس کے فضائل کا انکار کرنے والا میرا منکر ہے کیونکہ وہ

میری اُمت کاولی وناصروامام ہےجوہمارے دشمنوں سے ہمارا انتقام لینے والا ہے(سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُون)

٦۔امام رضا(علیہ السلام)اپنےاجدادطاہرین کےذریعہ پیغمبراسلام(صلی اللہ علیہ وآلہ)سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نےفرمایا:میں مخلوقاتِ الٰہی کاسردارہوں میں جبرئیلؑ ومیکائیلؑ واسرافیلؑ اورعرش کواُٹھانےوالےفرشتوں اورتمام ملائکہ مقرّبین وانبیاءورسولوں سے افضل ہوں میں اپنےحوض کوثرپرشفاعت کرنےوالا ہوں میں اورعلیؑ اُمت کےدوباپ ہیں جس نےہمیں پہچاناس نےاللہ کوپہچاناجس نےہمارا انکارکیااس نےاللہ کاانکارکیاعلیؑ کے دونوں بچےحسنؑ وحسینؑ جوانانِ جنت کےسردارہیں اورفرزندانِ حسینؑ سےنوامام ہوں گےجن کی اطاعت میری اطاعت ہےجن کی نافرمانی میری نافرمانی ہےان کانواں قائم ومہدی (عج)ہے۔

٧۔علی بن حسن سائح کہتےہیں میں نےامام حسن عسکری علیہ السلام کویہ کہتےہوئےسناکہ :میرےاجدادنےرسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ)سےروایت کی ہےکہ آنحضرتؐ نےعلی ابن ابی طالب(علیہماالسلام)سےفرمایا:اےعلی!تمہیں وہی دوست رکھےگاجس کی ولادت پاک ہوگی اورتم سےبُغض وہی رکھےگاجس کی ولادت ناپاک ہوگی تمہاری ولایت کوقبول کرنےوالامؤمن اورتمہاری ولایت کاانکارکرنےوالاکافرہےعبداللہ بن مسعوداُٹھ کرکہتےہیں یارسول اللہ(ص)آپ کےزمانےمیں توعلیؑ کودوست رکھنےوالوں کی ولادت کی پاکیزگی

اور علیؑ سے دشمنی رکھنے والوں کی ناپاکی کو تو ہم نے پہچان لیا آپ کے بعد کیا ہوگا؟ جب ظاہر میں اظہارِ اسلام ہوگا اور باطن میں کفر ہوگا؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود! علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) میرے بعد تمہارا امام اور میرا جانشین ہے اور جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا بیٹا حسنؑ تمہارا امام اور میرا جانشین ہوگا اور اس کے انتقال کر جانے کے بعد حسینؑ تمہارے امام اور میرے جانشین ہوگا اور اس کا نواں فرزند میری اُمت کا قائم ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی ان کو بھی وہی دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک ہوگی ان سے وہی دشمنی وکینہ رکھے گا جس کی ولادت ناپاک ہوگی جو ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے گا اس نے میرا انکار کیا اور میرا انکار کرنے والے نے گویا اللہ تعالیٰ کا انکار کیا جس نے ان میں سے کسی ایک کی بھی مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی اور جس نے میری مخالفت کی اس نے اللہ کی مخالفت کی کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اے ابن مسعود! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان کے بارے میں شک کرنے لگو اور ایسا کیا تو کافر ہو جاؤ گے مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں علیؑ یا اس کے فرزندوں کی امامت کے بارے میں کوئی بات بھی بیجا یا اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق نہیں کرتا ہوں پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا: اے میرے اللہ! تو میرے خلفاء اور میرے بعد کے آئمہؑ کے دوستوں کو بھی دوست رکھ اور ان کے دشمنوں کو بھی دشمن رکھ اور ان کی مدد کرنے والوں کی مدد فرماں انہیں رسوا

کرنے والوں کو رُسوا فرما اپنی زمین کو اپنے آخری قائم (عج) کے ذریعہ جو زمین پر تیری حجت ہوگا زمین کو خالی نہ چھوڑنا جو یا آشکار ہوگا یا پوشیدہ تاکہ تیرا دین اور حجت و برہان باقی رہیں پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے ابن مسعود! یاد رکھو جو بھی ان سے تمسک رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو بھی انکار کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔

٨۔ سلمان فارسی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس پہنچا تو دیکھا حسین بن علی علیہما السلام پیغمبر کی گود میں بیٹے ہیں اور پیغمبر ان کی دونوں آنکھوں اور منہ کا بوسہ لیتے جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں تم امام فرزندِ امام برادر امام اور آئمہ کے باپ ہو تم حجت الٰہی ہو اور حجت الٰہی کے بیٹے اور حجت الٰہی کے بھائی اور اللہ تعالیٰ کی نو حجتوں کے باپ ہو تمہارے ہی صُلب سے نواں قائم (عج) ہوگا۔

٩۔ سلمان فارسی کہتے ہیں میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی رحلت سے پہلے بیماری کے وقت آنحضرتؐ کے پاس حاضر تھا کہ جناب سیدہ (س) داخل ہوئیں جب باپ کو ضعف کے عالم میں دیکھا تو آپ پر گریہ طاری ہوگیا، رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے فاطمہ! کیوں گریہ کر رہی ہو بی بی نے فرمایا: آپ کے بعد اپنے اور اپنے شوہر پر آنے والی مصیبتوں پر پریشان ہوں یہ سنکر آنحضرتؐ کی بھی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھرانے کے لئے دُنیا کے بجائے آخرت کو اختیار کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین پر نگاہ اُٹھائی تو اپنی مخلوق میں سے مجھے چنا اور مجھے

پیغمبر بنایا پھر دوبارہ زمین کی طرف نگاہ اُٹھائی تو ان میں سے تمہارے شوہر علیؑ کو چنا اور مجھے وحی کی کہ تمہاری اس سے شادی کردوں اور اسے اپنا وزیر و جانشین بنادوں اور اُمت میں اپنا خلیفہ بنادوں لہٰذا تمہارا باپ تمام انبیاء و رسولوں سے افضل ہے اور تمہارا شوہر تمام اوصیاء سے افضل ہے اور تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی، پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری بار زمین پر نظر اُٹھائی تو تمہیں اور تمہارے دونوں بیٹوں کو چنا تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے دونوں بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہیں تم سے ہونے والے فرزند قیامت تک میرے اوصیاء ہوں گے وہ سب کے سب ہادی و مہدی ہیں ان میں کا پہلا جو میرے بعد میرا وصی ہوگا وہ میرا بھائی علیؑ ہے اس کے بعد حسنؑ اس کے بعد حسینؑ پھر حسینؑ کے بعد نو فرزند ہوں گے جو یکی بعدِ دیگری میرے اوصیاء ہوں گے بہشت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے اور میرے جد ابراہیم سے بڑھکر کسی کا درجہ نہیں ہوگا، اے بیٹی! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ مقام و منزلت صرف تمہیں حاصل ہے کہ تمہارا شوہر میری اُمت میں میرے بعد سب سے افضل ترین انسان ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا جو سب سے زیادہ بُردبار سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے، حضرت فاطمہ (س) یہ باتیں سنکر خوش ہوئیں پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے بیٹی! تیرے شوہر کے ایسے مناقب ہیں جو میری اُمت میں کسی کے لئے نہیں مثلاً: اس کا سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانا اور اس کا کتاب الٰہی کے بارے میں علم رکھنا اور اس کا میرے تمام علوم کا وارث ہونا جو اس نے مجھ سے سیکھے ہیں جس کی اور کسی کو میں نے تعلیم نہیں دی ہے اللہ تعالیٰ نے جو علوم بھی ملائکہ اور اپنے رسولوں کو

تعلیم دیئے وہ سب مجھے سکھائے اور مجھے حکم دیا کہ وہ تمام علوم میں علیؑ کو سکھاؤں اور میں نے ایسا ہی کیا میری اُمت میں علیؑ کے علاوہ کوئی نہیں جو تمام میرے علم وحکمت کو جانتا ہو اور تم اے بیٹی! اس کی زوجہ ہو اس کے دونوں بیٹے حسن وحسین علیہما السلام میرے فرزند ہیں اور ہمارا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے چھ ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جو اولین وآخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کی گئیں: ۱۔ ہمارے گھرانے میں سید المرسلین کو قرار دیا جو تمہارا باپ ہے ۲۔ ہمارے گھرانے میں سید الاوصیاء کو قرار دیا جو تمہارا شوہر ہے ۳۔ ہمارے گھرانے میں سید الشہداء کو قرار دیا جو کہ حمزہؓ بن عبد المطلبؑ تمہارے باپ کے چچا ہیں فاطمہ سوال کرتی ہیں باباجان وہ ان شہیدوں کے سالار ہیں جو ان کے ساتھ شہید ہوئے ہیں؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ غیر از انبیاء تمام شہداءِ اولین وآخرین کے سردار ہیں ۴۔ ہمارے گھرانے میں جعفرؑ بن ابی طالبؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں دو پر والا قرار دیا ہے جو ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہوں گے ۵۔ ہمارے گھرانے میں تمہارے دونوں بیٹوں حسن وحسین علیہما السلام کو جوانانِ جنت کا سردار قرار دیا ہے اور مجھے قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس اُمت کا مہدی (عج) ہم میں سے ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی، فاطمہ کہتی ہیں یہ جن کے آپ نے نام لئے ہیں ان میں سے کون سب سے افضل ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے بعد میری اُمّت میں علیؑ سب سے افضل ہے پھر اس کے دونوں فرزند حسن وحسین علیہما السلام اور ان کے بعد حسینؑ کی نسل سے ہونے والے نو

فرزند جن میں کا آخری مہدی (عج) ہوگا جو سب سے افضل ہوگا ان کے بعد میرے اہل بیت میں حمزہ و جعفر افضل ہیں٦۔ ہمارا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بجائے آخرت کو اختیار کرلیا ہے پھر رسول اللہ (ص) نے فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے سلمان! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ قرار دیکر کہتا ہوں جو انہیں دوست رکھے گا میں اسے دوست رکھوں گا جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا یہ سب بہشت میں میرے ہمراہ ہوں گے پھر علیؑ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے میرے بھائی! تمہیں میرے بعد قریش والوں کی طرف سے سختی اُٹھانی پڑے گی وہ سب تمہارے خلاف متّحد ہو جائیں گے اور تم پر ستم کریں گے اگر تم نے یاور انصار پائے تو ان سے جہاد کرنا موافقین کے ساتھ ملکر مخالفین سے جنگ کرنا اور اگر یاور وانصار نہ پاسکو تو صبر کی راہ کو اختیار کرنا اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالنا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی تمہارے لئے ہارونؑ کی بہترین سیرت ہے کیونکہ ان کی قوم نے انہیں ضعیف کردیا تھا اور نزدیک تھا کہ اُنہیں قتل کرڈالتے پس تم قریش والوں کے آپس کے اتحاد اور تم سے دشمنی پر صبر کرنا بیشک تم ہارون کی منزلت پر ہو اسی کی پیروی پر باقی رہنا اور وہ لوگ گوسالہ پرستوں کی مانند ان کے پیروکار ہوں گے اے علی! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اچھے بُرے کی تعلیم دیکر آزاد چھوڑ دیا ہے اگر وہ چاہتا تو سبکو ہدایت کردیتا کہ حتی دو افراد بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے اور اگر چاہتا تو عذاب کے ذریعہ کسی بھی ظالم کو آزاد نہیں چھوڑتا تاکہ حق ثابت ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اعمال کی جگہ اور آخرت کو جزا و سزاء کی جگہ قرار دیا ہے تاکہ اچھے

اوربُرے اعمال کرنے والے سب اپنے اعمال کی جزاء پالیں پھر علیؑ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ شُکْراًعَلیٰ نَعمٰائِہ وَصَبْراًعَلیٰ بَلائِہ "

۱۰۔ علی بن عاصم کہتے ہیں امام جواد (علیہ السلام) اپنے اجداد کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس گیا تو دیکھا ابی بن کعب آنحضرت (ص) کے قریب بیٹے ہیں تو آنحضرتؐ نے مجھے دیکھتے ہی کہا مرحبا اے اباعبداللہ (ع) اے زینتِ زمین وآسمان ابی بن کہتے ہیں یارسول اللہ (ص) آپ کے علاوہ کون زینت زمین وآسمان ہوسکتا ہے ؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے اُبی! قسم اس اللہ کی جس نے مجھے پیغمبری پر مبعوث کیا حسین ابن علی (علیہاالسلام) کا مرتبہ زمین سے زیادہ آسمان پر بلند ہے کیونکہ عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے کہ چراغِ ہدایت، کشتی نجات، پیشوائے عزت وافتخار وعلم وشرف حسینؑ ہے کیوں ایسا نہ ہو؟ جس کے صلب میں پاک پاکیزہ اولاد ہو جو یکی بعد دیگری حجت الٰہی وچراغ ہدایت وامام امت ہوں اسی کی نسل سے وہ آخری ہادی ومہدی (عج) ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا کے گوشہ وکنار سے (۳۱۳) افراد اصحاب بدر کی تعداد میں جمع کرکے پیش کرے گا اس کے تمام اصحاب کے حسب ونسب علاقہ وکنیت ولقب سب لکھے جاچکے ہیں وہ جس جنگ کو بھی نکلے گا اسے کامیابی حاصل ہوگی، ایک علم ہوگا جو اس کے ظہور کے وقت خود بخود لہرانے لگے گا گویا وہ کہہ رہا ہوگا اے حجت الٰہی اب مجھے اُٹھانے کا وقت ہوچکا ہے اسی طرح بوقت ظہور اس کے پاس نیام میں رکھی شمشیر نیام سے

نکل کر گویا ہوگی کہ اے ولی اللہ اب مجھے اُٹھا کر دشمنانِ الٰہی کو قتل کرنے اور حکمِ الٰہی کو جاری کرنے کا وقت آگیا ہے جبرائیلؑ اس کے دائیں جانب اور میکائلؑ اس کے بائیں جانب شعیبؑ وصالحؑ اس کے آگے آگے ہوں گے خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس کی امامت پر ایمان رکھتا ہوگا کیونکہ اس کی محبت رکھنے والا نجات پائے گا اور اس کا دشمن ہلاک ہوگا۔

۱۱۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے والد کے ہمراہ مدینہ پہنچا تو دیکھا کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں اور کہہ رہے ہیں میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آنحضرت (ص) کی آواز ہلکی ہوگئی میں نہیں سمجھ سکا کہ آنحضرت (ص) نے مزید کیا کہا ہے جب میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ تو آنحضرت (ص) کے نزدیک بیٹھے تھے آپ نے سنا کہ آنحضرت (ص) کیا کہہ رہے تھے تو میرے باپ نے کہا ہاں آپ (ص) فرمارہے تھے کہ وہ بارہ خلیفہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

۱۲۔ حضرت علی (علیہ السلام) روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام حضرت آدم (ع) کی خلقت سے چودہ سو سال پہلے خلق کئے گئے ہیں جس وقت آدمؑ کی خلقت ہوئی ہم نور کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تھے جب آدمؑ خلق ہوئے تو ہمارے انوار کو ان کے صلب میں قرار دیدیا گیا پھر ان کے زمین پر آنے کے بعد ہمارے انوار قُدسیہ کو صُلبِ نوحؑ پھر صُلبِ ابراہیمؑ پھر پاک پاکیزہ صُلبوں میں منتقل کیا گیا پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: قرآن کی یہ آیات (وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ

مِنْ الْمُهاجِرِينَ وَالْاَنصَارِ)(سورہ توبہ آیہ ۱۰۰)اور(وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ()اُوْلَئِکَ الْمُقَرَّبُونَ)(سورہ واقعہ آیہ ۱۰) میرےاوصیاءکے بارےمیں نازل ہوئی ہیں۔ میں افضل الانبیاءورُسل ہوں اور میراوصی علی ابن ابی طالب(علیہماالسلام)افضل الاوصیاء ہےاورقرآن کی یہ آیات:

۱۔(یَاَیُّھاالَّذِینَ آمَنُواَطِیعُواالله وَاَطِیعُواالرَّسُولَ وَاُوْلِی الْاَمْرِمِنْکُمْ)(سورۂ نساء آیۂ ۵۹)

۲۔(اِنَّمَاوَلِیُّکُمْ الله وَرَسُولُہُ وَالَّذِینَ آمَنُوا الَّذِینَ یُقِیمُونَ الصَّلاَۃَوَیُؤْتُونَ الزَّکَاۃَ وَھمْ رَاکِعُونَ)(سورۂ مائدہ آیہ ۵۵)

۳۔(وَلَمْ یَتَّخِذُوامِنْ دُونِ اللهِ وَلاَرَسُولِہِ وَلاَالْمُؤْمِنِینَ وَلِیجَۃً)(سورۂ توبہ آیہ ۱۶)

سب کےسب میرےبعدآنےوالے میرےبارہ جانشینوں کے بارےمیں نازل ہوئی ہیں پھرآنحضرت(ص)نےحجۃالوداع سےواپسی کے موقع پرمیدانِ غدیرمیں پہنچ کرمیراہاتھ پکڑکرلوگوں کوجمع کرکےارشادفرمایا:جس جس کامیں مولاہوں اس اس کایہ علی مولاہے اورپھردعاکےلئےہاتھ بلندکرکے عرض کیابارِالٰہااسےدوست رکھنے والوں کوتوبھی دوست رکھنااوراس سےدشمنی رکھنےوالوں کودشمن رکھناپھرآنحضرتؐ پریہ آیت نازل ہوئی(

الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلاَمَ دِينًا) (سورہ مائدہ آیہ ۳)

اس وقت ابوبکر وعمر نے اُٹھ کر پوچھا یارسول اللہ (ص) کیا یہ آیات خاص علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو آپ (ص) نے فرمایا: ہاں علیؑ اور اس کے بعد قیامت تک کے میرے اوصیاء کے بارے میں ہیں ان دونوں نے کہا یارسول اللہ (ص) ذرا ہمارے سامنے اپنے بعد کے اوصیاء کے بارے میں کچھ بیان کریں آنحضرت (ص) نے بیان کیا کہ میرے بعد علیؑ جو میرا بھائی اور میرا وزیر ووارث وجانشین ووصی ہے اور میری اُمت میں ہر مؤمن کا ولی ہے پھر میرا بیٹا حسنؑ پھر میرا بیٹا حسینؑ پھر حسینؑ کی نسل سے ہونے والے نو فرزند ہیں جو یکی بعدِ دیگری آئیں گے قرآن ان کے ساتھ ہوگا وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے وہ قرآن سے جُدا نہیں ہوں گے قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک یہ سب حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے اللہ کی قسم ایسا ہی ہے تب ابوبکر وعمر نے بھی کہا کہ بیشک جو کچھ آپ (ص) نے کہا ہم نے سنا اور ہم اس کی گواہی بھی دیتے ہیں (حضرت علی (ع) سے پیغمبر (ص) کی یہ حدیث سنکر) بعض اصحاب کہنے لگے بیشک اے علی! آپ نے سچ کہا بلکہ ہم نے تو پیغمبر کی زبانی اور بھی بہت سے فضائل آپ کے بارے میں سنیں ہیں تو حضرت نے کہا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے رسول اللہ (ص) سے جو کچھ سنا ہے بیان کرے، زید بن ارقم اور براء بن عازب وسلمان ابوذر ومقداد وعمار بن یاسر (رضی اللہ عنھم) یہ سب افراد

اُٹھے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم کلامِ پیغمبرؐ کو محفوظ رکھنے والے ہیں ایک دفعہ ہم نے دیکھا اور سنا اور آپ بھی اے علی! رسول اللہ (ص) کے کنارے کھڑے تھے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے امام اور اپنا وصی و خلیفہ مقرر کروں جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے اگر چہ پہلے میں منافقین کے طعن و تکذیب سے خوفزدہ ہوا مگر میرے پروردگار نے تاکید کی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو مجھے سزا دے گا لہٰذا اے لوگوں! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کو نماز کا حکم دیا میں نے تم لوگوں کے لئے اسے بیان کیا پھر زکات و روزہ و حج کا حکم دیا میں نے انہیں بھی تمہارے لئے بیان کیا اور اب اللہ تعالیٰ نے میرے بعد علیؑ کی ولایت کا حکم دیا ہے اور پھر اس علیؑ کے بعد اس کے دو بیٹے اور پھر حسینؑ کی نسل سے ہونے والے نو بیٹوں کے بارے میں جو قرآن سے کبھی جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ قرآن اور یہ لوگ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں گے لہٰذا میرے بعد تمہارے درمیان علیؑ کا مقام میری طرح کا ہے اپنے تمام امور میں اس کی اطاعت کرنا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا تھا میں نے وہ سب کچھ علیؑ کو سکھا دیا ہے اسے اور اس کے بعد والے اوصیاء کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا اور ان پر سبقت نہ کرنا وہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے حق ان سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا ہے۔

سُلیم کہتے ہیں حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس آیت: اِنَّمَایُرِیدُاللّٰہ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھلَ الْبَیْتِ وَیُطَھرَکُمْ تَطْھیرًا) (سورہ احزاب آیہ ۳۳) نازل کی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے اور فاطمہ اور حسن و حسین (علیہم السلام) کو اکھٹا کرکے یوں دعا کی: بارالٰہا میرے اہل بیت یہ ہیں جو میرا گوشت وخون ہیں جو انھیں دوست رکھے تو بھی انھیں دوست رکھنا اور جو ان سے دشمنی کرے تو بھی ان سے دشمنی کرنا، ام سلمہ آکر کہتی ہیں یارسول اللہ (ص) کیا میں بھی ان میں سے ہوں آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے ام سلمہ تم خیر پر ہو مگر یہ آیت صرف میرے بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے تا قیامت آنے والے نو فرزندوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ہمارے علاوہ کوئی بھی اس آیت میں داخل نہیں ہے سب نے سنکر گواہی دی کہ ہاں ہم سے بھی اُم سلمہ نے یوں ہی نقل کیا ہے پھر حضرت علی (ع) نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: یَاَیُّھاالَّذِینَ آمَنُوااتَّقُواللّٰہ وَکُونُوامَعَ الصَّادِقِینَ) (سورہ توبہ آیہ ۱۱۹) تو سلمان نے پوچھا یارسول اللہ (ص) یہ آیت عام ہے یا خاص؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: جن لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہ تو تمام مؤمنین ہیں مگر صادقین سے مراد میرا بھائی علی اور اس کے بعد کے قیامت تک کے اوصیاء ہیں یہ سنکر بھی سب لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے بھی رسول اللہ (ص) سے ایسا ہی سنا ہے پھر حضرت علی (ع) نے فرمایا: اے لوگو! میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ

جب جنگ پر جاتے ہوئے پیغمبر(ص) مجھے بچوں اور خواتین پر نگہبان ٹھہرا کر جانے لگے اور میں نے پوچھا تو آنحضرت(ص) نے فرمایا: تمہاری منزلت میرے نزدیک ہارونؑ کی مانند ہے جو اُنہیں موسیٰؑ تھی صرف یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، تو سب اصحاب نے کہا بیشک اسی طرح ہے، پھر حضرت علی(ع) نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی (یَاأَیُّهاالَّذینَ آمَنُواارْکَعُوا وَاسْجُدُواوَاعْبُدُوارَبَّکُمْ وَافْعَلُواالْخَیْرَلَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ)تو سلمان نے اُٹھ کر پوچھا یارسول اللہ(ص) یہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہی دیں گے اور وہ لوگ دوسرے تمام لوگوں پر گواہی دیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے چُن لیا ہے تو آنحضرت(ص) نے فرمایا: وہ خاص بارہ افراد ہیں: سلمان نے کہا ذرا میرے لئے مزید وضاحت فرمائیں تو آنحضرت(ص) نے فرمایا: وہ علیؑ اور اس کے دو بیٹے حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے تا قیامت آنے والے نو فرزند ہیں، یہ سنکر سب نے گواہی دی کہ بیشک ایسا ہی ہے پھر حضرت علی(ص) نے کہا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے؟ کہ پیغمبر(ص) نے اپنے آخری خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا: اَیُّهاالنَّاسُ اِنّی تٰارِک فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتٰابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِی وَاَهلُ بَیْتِیْ فَتَمَسَّکُوبِهمٰالِئلَّاتَضِلُّوافَاِنَّ اللَّطِیْفَ الْخَبِیْرَاَخْبَرَنِی وَعَهِدَاِلَیَّ اَنَّهمٰالَنْ یَفْتَرِقٰاحَتّیٰ یَرِدَاعَلَیَّ الْحَوْضَ "تو عمر خطاب غصہ کے عالم میں اُٹھے اور کہا یارسول اللہ(ص) آپ کے سب اہل بیت؟ آپ(ص) نے فرمایا: نہیں بلکہ میرا بھائی

ومیرا جانشین وخلیفہ ووزیر علی اور فاطمہ اور حسن وحسین (علیہم السلام) اور حسین کی نسل سے آنے والے قیامت تک نوفرزند جو میرے وصی وجانشین اور زمین پر حجت الٰہی ہوں گے یہ سب حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں گے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور علم کے خزانے اور حکمت کے معدن ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ سنکر سب نے گواہی دی کہ بالکل ایسا ہی ہوا ہے حضرت کے اس طرح کے سوال وجواب کا سلسلہ چلتا رہا اور اصحاب آپ (ص) کی ہر بات کی تصدیق کرتے رہے۔

۱۳۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے بعد میرے اوصیاء اور خلیفہ اور زمین پر حجتِ الٰہی بارہ افراد ہوں گے ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا فرزند ہوگا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) آپ کا بھائی کون ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) لوگوں نے پوچھا وہ آپ کا آخری فرزند کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: مہدی (عج) جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ میرا فرزند مہدی (عج) ظہور کرے اور عیسیٰؑ بن مریمؑ آکر اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں اور زمین اس کے نور سے جگمگا اُٹھے گی اور شرق غرب میں اس کی حکومت چھا جائے گی۔

۱۴۔عبد بن عباس کہتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں سیدالنبیین ہوں اور علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) سیدالوصیین ہےاور میرے بعدکے بارہ اوصیاء میں سے پہلا علی بن ابی طالب (ع) ہےاورآخری قائم (عج) ہے۔

۱۵۔امام جواد علیہ السلام اپنےاجدادطاہرین کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ کہتے ہوئے سناجو آنحضرت (ص) پنےاصحاب سےارشادفرمارہے تھےکہ شب قدرپرایمان رکھوکیونکہ وہ شب علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) اوراس کے گیارہ فرزندوں کی شب ہے۔

۱۶۔امام جعفرصادق (علیہ السلام) اپنےاجدادطاہرین علیہم السلام کےذریعہ سے پیغمبراکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سےروایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نےفرمایا: اللہ تعالیٰ نےدنوں میں سےجمعہ کواور مہینوں میں سےماہ رمضان کواورراتوں میں سےشب قدرکواورتمام انبیاء میں سےمجھ کواور میرےخاندان میں سےعلیؑ کوانتخاب کیااورعلی کوتمام اوصیاءپر فضیلت دی اورخاندان علیؑ سے حسنؑ وحسینؑ کوچنااورنسلِ حسینؑ سےنوفرزندوں کومنتخب کیاجن کانواں قائم (عج) ہے۔

۱۷۔حضرت علی علیہ السلام پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سےروایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نےفرمایا: میرےبعدبارہ امام ہوں گےجوسب کےسب میرےاہل سےہوں گے اللہ تعالیٰ نےجوکچھ علم وفہم وحکمت مجھےدیاہےوہ انھیں عطاکرےگاانہیں اللہ تعالیٰ نے

میری طینت سے خلق کیاہے لعنت ہوان پر جوان پر سبقت کریں اور میرے رشتہ کوان سے منقطع کریں ایسے لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔

۱۸۔حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے اے علی جن کے اول تم ہواور آخر ی قائم (عج) ہے جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ شرق وغرب کی فتح دے گا۔

۱۹۔ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ کہتے سنا کہ دردائیل نام کاایک فرشتہ تھا جس کے ۶۰۰۰ پر تھے اور اس کے دونوں طرف کے پروں کے درمیان کی ہوا زمین وآسمان کے اندازہ کی ہوگی ایک دن اس فرشتے نے اپنے آپ سے کہا کیا میرے پروردگار سے بھی بالاتر کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی گفتگو کو جان کر اسے دُگنے پر عطا کئے اس طرح ۳۲۰۰۰ پر اس کے ہوگئے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے وحی کی کہ تم پرواز کرو اس نے پچاس ہزار سال کے برابر پرواز کی تو عرش کے کسی ایک ستون تک پہنچا اللہ تعالیٰ نے جانا کہ وہ پریشانی میں مبتلا ہے تو اُسے وحی کی کہ ''اے فرشتے! تم اپنی جگہ پر لوٹ جاؤ کہ میں ہر چیز سے عظیم ہوں اور ہر چیز کے مقام سے میرا مقام بڑا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی کسی خطاء پر اس کے پر جُدا کر کے اُسے ملائکہ کی صفوں سے نکال دیا اور جب شبِ جمعہ حسین ابن علی علیہما السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے داروغہ جہنم کو وحی کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے گھر جو مبارک بچہ پیدا ہوا ہے اس کی برکت سے جہنم کی آگ کو بجھادو اور پھر

رضوان جنت کووحی کی کہ اس مبارک بچے کی ولادت کی مناسبت سے بہشت کومزید مُزین کردواور معطّر کردواور پھراللہ تعالیٰ نے حورالعین کووحی کی کہ اس نومولود کی خوشی میں تم لوگ اپنےآپ کوآراستہ کرواورایک دوسرےکے یہاں جاکرمبارک بادپیش کرو پھرجبرائیلؑ کووحی کی کہ تم ہزارملائکہ کی ہزارفوج کو(جوفوج دس لاکھ فرشتوں پر مشتمل تھی) ابلق نامی گھوڑوں پرسوار(جن کی زین دُرّویاقوت کی تھی)نورانی طبقات لیکرمیرے رسول کے پاس مبارک بادپیش کرنے کوجاؤمبارک باددینےکے بعد محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ) سے کہوکہ میں نےاس بچہ کانام حسینؑ رکھاہےاوریہ بھی خبردیدیناکہ اے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ)!آپ کی اُمت کےشریرلوگ اسے قتل کردیں گےلہٰذالعنت ہواسے قتل کرنےوالوں اور قاتلوں کی سواری کوہنکانےوالوں اوران کی پیروی کرنےوالوں پرمیں ایسےلوگوں سے بیزارہوں کیونکہ قیامت کےدن ایسے شخص سےبڑاکوئی گناہ گارنہیں ہوگا اورقیامت کےدن حسینؑ کاقاتل مشرکین کےہمراہ آتش جہنم کی طرف کھینچ کرلایا جائےگا ،آنحضرت(ص)نےفرمایا:پیغامِ الٰہی لیکرجب جبرائیلؑ زمین کی طرف آرہے تھےتوان کا گزر''دردائیل''فرشتہ سےہو دردائیل نےان سے کہااےجبرائیلؑ!یہ کیسی شب ہے آسمان پر،کیااہل زمین پرقیامت واقع ہوئی ہے؟ انھوں نےکہانہیں بلکہ محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ) کےگھرایک بچےکی ولادت ہوئی ہےجس کی تبریک وتہنیت کےلئے مجھےاللہ تعالیٰ نے بھیجاہےاس فرشتہ نےکہااےجبرائیلؑ آپ کواس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نےہم سبکو خلق کیاہےمیری طرف سے بھی محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ)کوسلام ومُبارک بادپہنچادینااوران

سے کہناکہ اس مولودکے حق کی قسم اپنےپروردگارسے دعاکریں کہ وہ میری خطاسے درگزر کردےاورمجھے میرےپرلوٹادےاورمجھے دوبارہ سےملائکہ کی صف میں لوٹادے جبرائیلؑ پیغمبر(ص)پرنازل ہوکرجس طرح اللہ تعالیٰ نےکہاتھاتہنیت اورتعزیت دونوں پیش کرتےہیں توپیغمبر(ص)نےکہاکہ کیاواقعامیری اُمت اُسے قتل کردےگی جبرائیلؑ نےکہا ہاں توپیغمبر(ص)نےکہاتوپھروہ میری اُمت نہیں ہےمیں اس سےبیزارہوں جبرائیلؑ نے کہااے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ میں بھی ایسی قوم سےبیزارہوں پھرجبرائیلؑ نےفاطمہؑ کو بھی جب تہنیت اورتعزیت پیش کی توبی بی نےگریہ کیااورکہاکاش میں نےاس بچےکوجنم ہی نہ دیاہوتابیشک میرےحسنؑ کاقاتل جہنمی ہوگاپیغمبر(ص)نےکہابیٹی فاطمہؑ میں بھی اس کی گواہی دیتاہوں کہ حسینؑ اس وقت تک قتل نہیں کیاجاےگاجب تک اس کی نسل سے دوسراامام وہادی نہ آجائےپھرآنحضرت(ص)نےفرمایا: میرےبعدجوآئمہ ہوں گےان کےنام یہ ہیں''علی الھادی وحسن المھتدی وحسین الناصروعلی بن الحسین المنصورومحمد بن علی الشافع وجعفربن محمدالنقاع وموسیٰ بن جعفر الامین وعلی بن موسیٰ الرضاومحمد بن علی الفعال وعلی بن محمدالمؤتمن وحسن بن علی العلام وحجتہابن الحسن العسکری علیہم السلام''اور وہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم علیہاالسلام نمازپڑھیں گےوہ قائم(عج)ہیں یہ سننےکےبعد فاطمہؑ نے گریہ نہیں کیاپھرجبرائیلؑ نےاس فرشتہ کی داستان کوپیغمبراکرم(ص)کےسامنے نقل کیاتوپیغمبرِاسلام(ص)نےحسینؑ کواسی کپڑےمیں لپٹاہواآسمان کی طرف بلندکرتے ہوئےدعاکی بارِالٰہااس مولودکےحق اوراس کےجدمحمد(صلی اللہ علیہ وآلہ)اورابراہیم و

اسماعیل واسحاق ویعقوب علیہم السلام کے حق کاواسطہ اگر یہ حسینؑ فرزندِ علیؑ فاطمہؑ تیرے نزدیک کوئی قدرومنزلت رکھتاہےتو"دردائیل"سےراضی ہوجااوراسےپرعطاکردےاور اسےصف ملائکہ میں واپس لوٹادےاللہ تعالیٰ نےآنحضرت(ص)کی دعاکومستجاب کیااور اس فرشتےکواپنی مغفرت ورحمت کےسائےتلےلیکراسےپرعطاکردیئےاوروہ ملائکہ کی صفوں میں جاکھڑاہوابہشت میں وہ فرشتہ غلام حسین بن علی وفاطمہ بنت محمد(ص)کے عنوان سے پہچاناجاتاہے۔

۲۰۔سُلیم بن قیس ہلالی کہتےہیں میں نےحضرت علی(علیہ السلام)سےسناکہ جوبھی آیت پیغمبر(ص)پرنازل ہوئی آپ نےاسےمیرےسامنےقرائت کیااورمجھےاسےلکھوایااورمیں نےاپنےخط میں اسےلکھااوران کی تاٴویل وتفسیروناسخ ومنسوخ ومحکم ومتشابہ کی آنحضرت (ص)نےمجھےتعلیم دی میں کتاب الٰہی کی کوئی بھی آیت بھولانہیں ہوں اورجس علم کی بھی آنحضرت(ص)نےمجھےتعلیم دی میں نےاسےلکھامیں ان کاایک حرف بھی بھولا نہیں ہوں پھرآنحضرت(ص)نےاپنےہاتھ کومیرےسینہ پررکھتےہوئےدعافرمائی کہ اللہ تعالیٰ میرےسینہ کوعلم وفہم وحکمت ونورسےلبریزکردےاورجوکچھ بھی میں نےلکھاہے وہ میں بھولانہیں ہوں میں نےآنحضرت(ص)سےکہاکہ یارسول اللہ:کیاآپکواس بات کا خوف ہےکہ میں کچھ فراموش کربیٹھوں؟آنحضرت(ص)نےفرمایا:اےعلی مجھےتمہارے بارےمیں نسیان کاخوف نہیں ہےکیونکہ اللہ تعالیٰ نےتمہارےاورتمہارےبعدکےاوصیاء کےبارےمیں میری دعاکوقبول کیاہےمیں نےپوچھایارسول اللہ(ص)میرےبعدکے

اوصیاء کون ہیں؟تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت جیسا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ) یہی لوگ اے علی تمہارے بعد میرے اوصیاء ہیں قرآن ان کے ساتھ ہے اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ میری اُمت کی مدد کرے گا اور باران رحمت کو ان پر برسائے گا اور بلا کو ان سے دور کرے گا اور ان کی دعاؤں کو قبول کرے گا، میں نے کہا یا رسول اللہ (ص) ان کے نام ذرا بیان فرمائیں تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: میرے بعد اے علیؑ! تم ہو تمہارے بعد میرا بیٹا حسنؑ اور اس کے بعد یہ میرا حسینؑ ہے پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی پھر جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسی الرضا پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی (علیہم السلام) پھر آخری قائم مہدی (عج) ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان لوگوں کو بھی پہچانتا ہوں جو رکن ومقام کے درمیان اس کی بیعت کریں گے میں ان کے اسماء والقاب اور قبائل سب سے واقف ہوں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔جابر بن عبداللہ انصاری رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرے نام پر ہے اس کی کنیت میری کنیت پر ہے وہ اخلاق و کردار میں میرا شبیہ ہے اس کے لئے حیرت انگیز غیبت ہوگی جس کے بارے میں اُمتیں گمراہ ہوجائیں گی پھر وہ شہابِ ثاقب کی طرح ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھردے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی (امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے)

۲۔امام محمد باقر علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: خوش قسمت ہے وہ انسان جو میرے اہل بیتؑ کے قائمؑ کا اس کی غیبت میں اس کے قیام سے پہلے اس کا مطیع ہو اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو ایسا شخص قیامت کے دن میری اُمّت میں میرے محبوب ترین دوستوں میں سے ہوگا۔

۳۔ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: علی بن ابی طالب (علیہماالسلام) میرے بعد اُمت کا امام و میرا خلیفہ ہے اور وہ قائم جو اس کی اولاد سے ہے وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی قسم اس اللہ کی جس نے مجھے بشیر ونذیر مبعوث کیا جو لوگ اس کی غیبت کے دوران اس پر عقیدہ رکھیں گے ان کی فضیلت باقی لوگوں سے بڑھکر ہے جابر بن

عبداللہ انصاری اُٹھ کرسوال کرتے ہیں یارسول اللہ(ص)کیااس قائم کے لئے غیبت ہوگی ؟آپ(ص)نے فرمایا:ہاں اس کی غیبت ہی میں مؤمن وکافرکی شناخت ہوگی اوراے جابر یہ غیبت اسرارِالٰہی میں سے ہےجواس کے بندوں سے پوشیدہ ہے کہیں ایسانہ ہوکہ تم اس امر میں شک کر بیٹھو کیونکہ امرِالٰہی میں شک کرنا کفرہے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کی روایات حضرت قائم(عج)کے بارے میں

ا۔اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے پاس پہنچاتودیکھاکہ آپ کسی سوچ میں گم ہیں اوراُنگلی سےزمین پرخط کھینچ رہے ہیں میں نے کہایاامیرالمؤمنین (ع)کیوں آپ فکرمیں مشغول ہیں اورزمین پرخط کھینچ رہے ہیں؟کیازمین پرخلافت کے بارے میں آپ رغبت رکھتے ہیں؟آپ نےفرمایا:نہیں اللہ کی قسم نہ خلافت نہ دنیاکسی سے کوئی رغبت نہیں رکھتاہوں مگرمیں اس مولودکے بارےمیں سوچ رہاہوں جومیری نسل سےگیارہواں فرزند ہوگاجس کانام مہدی(عج)ہےجوزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردےگاجس طرح زمین ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی اوراس کے لئےایسی حیرت انگیز غیبت ہےجس کے بارےمیں کئی قومیں گمراہ ہوجائیں گی اورکئی قومیں ہدایت پاجائیں گی میں نے کہایاامیرالمؤمنین(ع) کیاواقعاًایساہوکررہےگا؟آپؑ نےفرمایا:ہاں اےاصبغ !ہاں ایساہوکرکے رہےگامیں نے کہا:پھراس کے بعدکیاہوگا؟توآپؑ نےفرمایا:جواللہ چاہےگا وہی ہوگا۔

٢۔مختلف طریقوں سے کمیل بن زیاد نخعی سے نقل ہے کہ انھوں نے کہا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب (علیہاالسلام) نے ایک دفعہ میرا ہاتھ پکڑا اور کوفہ سے باہر لے گئے جب صحراء میں پہنچے تو ایک لمبی سانس لیتے ہوئے فرمایا: اے کمیل! یہ قلوب ایسے ظروف ہیں ان میں سب سے اچھا وہی ہے جو سب سے زیادہ محافظ ہے لہٰذا جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں اسے محفوظ رکھا کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلّم جو راہ نجات پر ہے تیسرے وہ لوگ ہیں جو ہر طرف سے آنے والی ہوا کے جھونکے کی طرف جھک جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو نور علم سے استفادہ نہیں کرتے ہیں اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے علم تمہارا محافظ ہے اور تم مال کے محافظ ہو علم انفاق کرنے سے بڑھتا ہے مال بانٹنے سے کم ہوتا ہے اے کمیل! دینی دوستی جس سے اطاعتِ الٰہی حاصل ہو اور مرنے کے بعد ذکرِ الٰہی کیا جائے جبکہ مال میں احسان جتلانے سے زوال آتا ہے، اے کمیل! مال جمع کرنے والے زندگانی دنیا میں ہی مُردوں کی مانند ہیں مگر اہلِ علم ایسے ہیں کہ جب تک زمانہ باقی ہے وہ زندہ ہیں چاہے ان کے جسم مفقود ہو چکے ہوں مگر ان کی صورتیں لوگوں کے دلوں میں محفوظ ہیں پھر آپ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اس میں بہت علم ہے مگر میں کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اس تک اس علم کو منتقل کروں اور وہ محفوظ رکھ سکے اور پھر موقع پر اس کا اظہار کرسکے اور حجتِ الٰہی کو لوگوں پر تمام کرسکے، یا ایسے صاحبان علم کو بھی میں نہیں پاتا جو مطیع ہوں اور ان کے قلوب میں شک وشبہات نہ ہوں یاد رکھو یہ دونوں قسم کے لوگ میرے علم کو تحمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں یا میں ان لوگوں کو پا رہا ہوں

جولذاتِ دنیوی کے حریص ہیں اورآسانی سے شہواتِ نفسانی کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں یادوسری طرف ایسے لوگوں کودیکھتاہوں جومال دنیاجمع کرنے کے حریص ہیں یہ دونوں قسم کے لوگ وہ ہیں جودینی مسائل کی ذرہ برابر بھی رعایت نہیں کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جوچوپایوں کی مانندہیں ایسے حالات میں علم،عالم کی موت سے نابودہوجاتاہے،ہاں میرا اللہ زمین کوقیام کرنے والے کے وجودسے خالی نہیں رکھےگایاوہ ظاہرہوگایاپوشیدہ وخوفزدہ رہےگاتاکہ اللہ کی حجت پوری ہوسکےاللہ کی قسم اگرچہ اس کے چاہنے والے تعدادکے لحاظ سے برابرہوں گے مگرمنزلت ومرتبہ کے لحاظ سے بڑےہوں گےاُنہیں کے ذریعہ اللہ اپنی حجت کی حفاظت کرےگاجودنیامیں رہتے ہیں اے کمیل!یہ لوگ زمین پراللہ کے خلیفہ ہوں گےاوراس کے دین کی طرف دعوت دینےوالے ہیں آہ مجھےان کے دیدارکاکتناشوق ہے میں اللہ تعالیٰ سےان کےاوراپنے لئےاستغفار کرتاہوں۔

۳۔ابوالطفیل عامربن واثلہ کہتے ہیں کہ جب ابوبکرکےانتقال کے بعدہم لوگ عمربن خطاب کے گردجمع تھےکہ ایک مدینہ کایہودی جوان کے عقیدےکے مطابق حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھاعمرکےسامنےآکرکہتاہےاےامیرالمؤمنینؑ!آپ میں سے کون ہےجوانبیاءپراللہ تعالیٰ کی کی جانب سے نازل ہونےوالی آسمانی کتابوں کاعلم رکھتاہےتاکہ میں اس سےاپنے سوالات کروں؟راوی کہتاہےعمربن خطاب نےعلی بن ابی طالب(علیہماالسلام)کی طرف اشارہ کرتےہوئےکہاکہ ان سے پوچھو،اس نےبڑھکرپوچھااےعلیؑ!آپ جواب دےسکتے ہیں؟حضرت نےفرمایا:جوپوچھناہوپوچھو''اس نےکہامجھے تین پھرتین پھرایک سوال کرنے

ہیں آپؑ نے فرمایا: یہ کیوں نہیں کہتے کہ سات سوال کرنے ہیں اس نے کہاکہ یہ میں نے اس لئے کہاکہ پہلے تین سوال کروں گا اگران کے جواب ملے تومزید تین سوال کروں گا اوراگران کے بھی جواب مل گئےتوپھر صرف ایک سوال کروں گااوراگرپہلے ہی تین سوالوں کے جواب نہ ملے توپھر کوئی بھی سوال نہیں کروں گاحضرت علیؑ نے فرمایا: تمہیں کس طرح سے معلوم ہوگاکہ جواب صحیح ہے یانہیں؟یہودی نے جیب سے ایک پُرانی کتاب نکالتے ہوئے کہایہ کتاب ہے جومجھے اپنے والدین سے ارث میں ملی ہے جوموسیٰ بن عمران نے ہارون کو لکھوائی ہے جن خصوصیات کا مجھے سوال کرناہےوہ اس میں لکھی ہوئی ہیں حضرت علی(ع) نے فرمایا: میں اس شرط پر تیرے سوالوں کے جواب دوں گاکہ اگر میرے جواب صحیح ہوں توتم اسلام لےآؤگے،یہودی نے کہااللہ کی قسم اگرآپ نے میرے سوالوں کے صحیح جوا ب دیدیئےتومیں آپ کے ہاتھوں پرایمان لےآؤں گا،حضرت علی (ع) نے کہاپوچھو:اس نے پوچھاسب سے پہلازمین پر رکھاجانے والاپتھر،سب سے پہلازمین پراُگنے والادرخت،سب سے پہلازمین سے پھوٹنے والاچشمہ؟حضرت علی(ع) نے جواب دیا سب سے پہلاجو پتھرزمین پر رکھاگیااس کے بارے میں یہودیوں کاخیال ہے کہ وہ بیت المقدس کاٹیلہ ہے جبکہ یہ صحیح نہیں ہےبلکہ وہ حجرُالاسود ہے جسے حضرت آدمؑ بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھےاوراسے بیت اللہ کارکن قراردیالوگ اُسے چومتے ہیں اس کے ذریعہ سے اپنےاوراللہ کے درمیان اپنے عہدوپیمان کی تجدید کرتے ہیں،یہودی کہتاہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ قراردیکر کہتاہوں کہ آپ نے سچ کیا،پھر حضرت نے فرمایا:سب سے پہلے زمین

پراُگنے والے درخت کے بارے میں یہودیوں کا گمان ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہے جبکہ یہ صحیح نہیں بلکہ وہ عجوہ کا درخت ہے جسے آدمؑ وحوا اپنے ہمراہ جنت سے لائے تھے یہودی نے کہا اللہ کی قسم یہ جواب بھی آپ نے صحیح دیا ہے، حضرت علی (ع) نے فرمایا: اور وہ چشمہ جو روئے زمین پر سب سے پہلے پھوٹا ہے یہودیوں کا گمان ہے کہ وہ بیت المقدس کے ٹیلہ کے نیچے سے پھوٹا ہے جبکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ وہ آبِ حیات کا چشمہ ہے جہاں موسیٰؑ خضرؑ سے ملاقات کرنے جاتے وقت مچھلی بھول آئے تھے اور جب اس چشمہ کا پانی مچھلی پر پڑا تو وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی موسیٰؑ اور ان کے دوست اس مچھلی کے پیچھے گئے جس کے نتیجہ میں ان کی حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی، یہودی نے کہا اللہ کی قسم یہ جواب بھی آپ نے صحیح دیا ہے حضرت علی (ع) نے کہا تم باقی تین سوال بھی پوچھو، اس نے کہا اس اُمت کے لئے پیغمبر اسلام (ص) کے بعد کتنے امام عادل ہیں؟ پیغمبر اسلام (ص) کا جنت کے کس حصہ میں مقام ہے؟ کون ان کے ساتھ اس مقام میں سکونت کئے ہوئے ہوگا؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: اے شخص! اس اُمت کے لئے پیغمبر (ص) کے بعد بارہ امام عادل ہوں گے لوگوں کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، یہودی نے کہا اللہ کی قسم آپ نے سچ کہا پھر حضرت نے کہا رسول اللہ (ص) کی منزلت بہشت کے مقام عدن میں ہے جو بہشت کے درمیان میں واقع ہے جو کہ عرش سے نزدیک ترین مقام ہے یہودی نے کہا اللہ کی قسم یہ بھی آپ نے صحیح فرمایا: اور وہ افراد جو پیغمبر (ص) کے ہمراہ سکونت اختیار کریں گے وہ بارہ امام ہوں گے، یہودی نے کہا اللہ کی قسم آپ نے صحیح جواب دیا ہے، پھر حضرت نے فرمایا: بقیہ

وہ ایک سوال بھی پوچھو، یہودی نے پوچھا رسول اللہ (ص) کے وصی کب تک زندہ رہیں گے وہ اپنی موت مریں گے یا شہید کئے جائیں گے؟ حضرت نے جواب دیا: اے شخص! وہ پیغمبر کے بعد تیس سال زندہ رہے گا پھر اپنی ریش مبارک پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک سرد آہ کھینچی، راوی کہتا ہے یہودی نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر مولا کے قدموں پر گرتے ہوئے کہا: أَشْهدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَأَشْهدُأَنَّ مُحَمَّداًرَسُولُ اللّٰہِ وَأَشْهدُأَنَّکَ وَلُّی اللّٰہ وَوَصِیُّ رَسُولِ اللّٰہِ "(یہی حدیث اسی کتاب میں مذید چار حوالوں کے ساتھ ذکر ہوئی ہے)

۴۔امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اجداد کے ذریعہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو دوسری چار چیزوں میں مخفی رکھا ہے، ا۔اپنی رضٰی کو اپنی اطاعت میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اطاعت کو کمتر شمار کرو، ۲۔اپنے غضب کو معصیت میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی معصیت کو چھوٹا شمار کرو، ۳۔اپنی حاجت کو اپنی دعا میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے دعا کرنے کو چھوٹا شمار کرو، ۴۔اپنے ولی کو اپنے بندوں میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بندوں کو کمتر شمار کرو۔

۵۔عبدالعظیم حسنی امام جواد علیہ السلام سے اور وہ اپنے اجداد طاہرینؑ کے ذریعہ سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے جس کی مُدت طولانی ہے گویا اس کی غیبت میں شیعوں کو ایسا دیکھ رہا ہوں کہ

جس طرح چوپائے اپنی چراگاہ کی تلاش میں نکلتے ہیں مگر اسے نہیں پاتے، یادرکھوایسے دور میں جواپنے دین پرثابت قدم رہےگااس کی غیبت کے طولانی ہونے سےان کا قلب سخت نہیں ہوگااوران کادرجہ قیامت کے دن میرے درجہ کے برابر ہوگاپھرآپ نےفرمایا:جب ہمارا قائم قیام کرےگاتواس کی گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی اسی دلیل کے سبب کہ اس کی ولادت پوشیدہ ہےاوروہ خود بھی غائب ہے(علی بن احمد بن موسیٰ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل ہے)

۶۔اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضرت علی علیہ السلام کے سامنے حضرت قائم (عج)کاذکرآیاتوآپؑ نےفرمایا:اس کے لئےایسی غیبت ہوگی کہ نادان لوگ یہ کہہ بیٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کواب آل محمد علیہم السلام کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۔حسین بن خالد امام رضاعلیہ السلام سےوہ اپنےاجدادطاہرینؑ کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام سےروایت کرتے ہیں کہ آپؑ نےفرمایا:اے حسینؑ! تمہارانواں فرزندوہی قائم (عج) حق ہوگاجودین الٰہی کوآشکار کرےگاعدالت کے سائے تلے'' حسین بن خالدکہتے ہیں کیا واقعاًایساہوگا؟توحضرت نےفرمایا:قسم اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کونبوت کے ساتھ مبعوث کیااوران کوتمام خلائق پرچنانیساہوکرکے رہےگالیکن اس طویل غیبت وحیرت کے بعدسوائے مخلص لوگوں کے کوئی بھی باقی نہ رہ سکےگاجوروحُ الیقین رکھتے ہیں

اوراللہ تعالیٰ ہماری ولایت کاان سے عہد لیاہےاوران کےایمان کوان کی روح وجان میں استقامت بخشی ہے۔

۸۔حسین بن عباس بن حریش کہتے ہیں میں نےامام جوادعلیہ السلام کواپنےاجدادکےذریعہ سے امیرالمؤمنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نےابن عباس سےفرمایا:ہرسال کی شب قدرمیں جوپورےسال کےاُمورطے ہوتے ہیں ان اُمورکےوالی رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ)اوران کےاوصیاء ہیں،ابن عباس کہتے ہیں:وہ کون لوگ ہیں؟توحضرت نےجواب دیا:وہ میں اور میرےگیارہ فرزندہیں جومیرےصُلب سے ہوں گےجوآئمہ ومحدث ہوں گے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہاکی روایات غیبت قائم(عج)کے بارے میں

ا۔ابونضرہ کہتے ہیں کہ جب امام محمدباقرعلیہ السلام کاوقت رحلت نزدیک ہواتوآپ نے اپنےفرزندامام جعفرصادق علیہ السلام کوبلاکروصیتیں کیں اورپھرجابربن عبداللہ انصاری کوبلایااورکہااےجابر!مجھےذرااس صحیفہ کے بارےمیں بتائیں جوآپ نےہماری جدہ فاطمہؑ کے پاس دیکھاتھا،جابرکہتے ہیں جیساحکم ہومیرےآقاومولاجب میں امام حسین(ع)کی ولادت کے موقع پرجناب سیدہ کےگھرمبارک بادپیش کرنےکوگیاتوبی بی کےہاتھ میں میں نےایک صحیفہ دیکھامیں نےپوچھا:اےخاتون جنت!یہ کیساصحیفہ آپ کےہاتھ میں ہے؟توبی بی نےجواب دیااےجابر!اس میں میرےفرزندوں کےاسماء تحریرہیں،میں نے کہابی بی اگراجازت ہوتومیں بھی اسےدیکھ لوں؟بی بی نےجوادیااےجابر!اگرمنع نہ ہوتا

تومیں تمہیں اس صحیفہ کو دکھادیتی مگر منع کیاگیاہے کہ اسے سوائے پیغمبرؐ یااہل بیت پیغمبرؐ کے کوئی نہیں دیکھ سکتاہے لیکن تمہیں صرف اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ اسے اوپر سے صرف پڑھ سکتے ہو، جابر کہتے ہیں اب جومیں نےاس کےاوپر کاحصہ پڑھاتواس پر لکھا ہوا تھا:

۱۔ابو القاسم محمد بن عبداللہ المصطفیٰ جن کی ماں آمنہ بنت وہب ہیں۔

۲۔ابوالحسن علی بن ابی طالب المرتضیٰ جن کی ماں فاطمہ بنت اسدبن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔

۳۔۴۔ابو محمد حسن بن علی البرّوابوعبد اللہ حسین بن علی التقی جن کی ماں فاطمہ بنت محمدؐ ہیں۔

۵۔ابو محمد علی بن حسین جن کی ماں شہر بانو بادشاہ یزد گرد کی بیٹی ہیں۔

۶۔ابو جعفر محمد بن علی الباقر جن کی ماں ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔

۷۔ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق جن کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔

۸۔ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر الثقہ جن کی ماں کنیز بنام حمیدہ خاتون ہیں۔

۹۔ابو الحسن علی بن موسی الرضا جن کی ماں کنیز بنام نجمہ خاتون ہیں

۱۰۔ابو جعفر محمد بن علی الزکی جن کی ماں کنیز بنام خیزران خاتون ہیں۔

۱۱۔ابوالحسن بن محمدالامین جن کی ماں کنیز بنام سوسن خاتون ہیں۔

١٢۔ابو محمد حسن بن علی الرفیق جن کی ماں کنیز بنام سمانہ خاتون اور کنیت ام الحسن ہے۔

١٣۔ابوالقاسم محمد بن حسن القائم جو کہ حجت الٰہی ہے مخلوق پر جن کی ماں کنیز بنام نرگس خاتون ہیں۔" صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ "

٢۔ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے بابا محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن عبداللہ انصاری کو بلا کر کہا کہ اے جابر! مجھے ذرا آپ سے ایک خاص کام ہے کس وقت آپ کے پاس وقت ہے؟ جابر کہتے ہیں یا بن رسول اللہؐ جب آپ چاہیں، تو امام محمد باقر علیہ السلام نے تنہائی میں جابر سے کہا اے جابر! مجھے ذرا اس تختی کے بارے میں بتائیں جو آپ نے میری دادی فاطمہ زہرا(س) کے ہاتھ میں دیکھی تھی؟ جابر کہتے ہیں میں اللہ کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ میں امام حسینؑ کی ولادت کے موقع پر جب رسول اللہ (ص) کے گھر مبارک باد کے لئے گیا تو خاتون جنت کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک تختی دیکھی جس پر گویا نور آفتاب سے کچھ لکھا ہوا تھا میں نے کہا بنت رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تختی کیسی ہے؟ تو بی بی نے فرمایا: یہ تختی اللہ نے اپنے رسول کو ہدیہ دی ہے جس میں میرے ماں باپ اور میرے شوہر و دو فرزندوں اور میرے فرزندوں کے تمام اوصیاء کے اسماء درج ہیں جسے رسول اللہ (ص) نے مجھے دیا ہے جس سے میں خوش ہوں، جابر کہتے ہیں، آپ کی دادی نے پھر وہ تختی مجھے عطا کی میرے بابا نے کہا کیا وہ تختی آپ مجھے دکھا سکتے ہیں؟ جابر نے کہا ہاں یہ کہہ کر امام جابر کے ہمراہ ان کے گھر کی طرف چل دیئے

گھر پہنچ کر ابھی جابر نے وہ تختی نکالی ہی تھی کہ میرے بابا نے کہا اے جابر! ذرا اس میں دیکھو کہ جو میں پڑھ رہا ہوں وہی اس میں لکھا ہے جب میرے بابا پڑھکر رُکے تو جابر بولے اللہ کی قسم یہی کچھ اس تختی پر لکھا ہے جو آپ نے پڑھکر سنایا ہے اس تختی پر لکھا ہوا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ کتاب اللہِ عزیز وحکیم کی طرف سے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف جو اس کے نور، سفیر، حجاب اور اس کی دلیل ہیں جسے رُوح الامین نے رب العالمین کی طرف سے اُتارا ہے اے محمدؐ! میرے اسماء کو بڑا شمار کرو اور میری نعمتوں پر میرا شکر ادا کرو، میں تمہارا اللہ وحدہ لاشریک ہوں جو ظالم وجابر ومتکبر افراد کو سرنگوں کرنے والا ہوں روز جزاء کا قاضی میں ہی وحدہ لاشریک ہوں جو بھی میرے غیر سے اُمید وابستہ رکھے گا وہ غیرِ عادل افراد سے بھی خوفزدہ ہوگا اور ایسے شخص کو میں ایسا سخت عذاب دوں گا جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہوگا لہٰذا تم صرف میری ہی عبادت کرو اور مجھ ہی پر توکل کرو، میں نے کسی بھی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے وقت کے ختم ہونے سے پہلے اس کا وصی مقرر کیا ہے میں نے تمہیں تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور تمہارے وصی کو تمام اوصیاء سے افضل قرار دیا ہے اور تمہیں دو فرزند حسنؑ وحسینؑ جیسے عطا کئے ہیں حسنؑ کو اس کے والد کی وفات سے پہلے ہی اپنے علم کا وارث بنا دیا ہے اور حسینؑ کو خازن وحی قرار دیا ہے اور شہادت وسعادت کو اس کے لئے قرار دیا ہے وہ تمام شہداء سے افضل ہوگا میرا کلمہ تامہ اس کے پاس ہے اور میری حجتِ بالغہ بھی اسی کے پاس ہے اسی کی عترت کے وسیلہ سے میں لوگوں کو ثواب وعقاب دوں گا اس کی عترت میں سب سے پہلا علیؑ سید العابدین وزین العابدین ہے

جو اپنے دادا کے ہمنام ہے اور اس کا بیٹا اپنے جد کے ہمنام ہے محمد الباقرؑ جو کہ علم کو شگافتہ کرنے والا اور میری حکمت کا معدن ہے اس کے بعد جعفرؑ فرزند باقرؑ ہے جس کے بارے میں شک کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے اس کے بعد موسیٰؑ فرزند جعفرؑ کو میں نے چنا ہے کیونکہ میری وصیت کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں ہے اور میری حجت مخفی رہنے والی نہیں ہے جس نے بھی میرے اولیاء کا انکار کیا اس نے میری نعمتوں کا انکار کیا جس نے بھی میری کتاب کی کسی ایک آیت کا بھی انکار کیا اس نے مجھ پر بہتان باندھا، اس کے بعد میں نے علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ کو چنا ہے جس کے دوش پر میں وصایت نبوت کو رکھ کر آزماؤں گا جسے متکبر انسان شہید کرے گا میرے صالح بندے ذوالقرنین کے شہر میں اور بدترین شخص اس کے جوار میں دفن ہوگا مجھ پر فرض ہے کہ اس کی آنکھوں کو اس کے جانشین محمد الجوادؑ سے روشن کروں اور اسے اس کے علم اور معدن حکمت اور محل اسرار اور خلائق پر اپنی حجت قرار دوں بہشت کو اس کا ٹھکانہ قرار دوں اس کی شفاعت اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں قبول کروں گا جو سب کے سب مستحق عذاب ہو گئے تھے اس کی کمر اس کے بیٹے کے ذریعہ سے مضبوط کروں گا جو میری امت پر شاہد و امین ہے پھر اس کے صلب سے اپنے علم کے خزانہ دار حسن کو پیدا کروں پھر اس سلسلہ اولیاء کو اس کے فرزند کے ذریعہ سے تکمیل تک پہنچاؤں گا جو کمال موسیٰؑ بہاءِ عیسیٰؑ صبر ایوبؑ رکھتا ہوگا اس کی غیبت کے زمانے میں اس کے چاہنے والوں کے سر اسی طرح ہدیئے دیئے جائیں گے جس طرح تُرک و دیلم والے اہداء کرتے ہیں انہیں قتل کیا جائے گا جلایا جائے گا زمین کو ان کے خون سے رنگین کیا جائے گا ان کی عورتوں کے نالہ و فریاد

بلند ہوں گے یہی لوگ میرے حقیقی دوست ہیں انہیں کے ذریعہ سے ہر فتنہ دور ہوگا اور تمام ظلم وستم کو ان سے دور کروں گا زنجیروں کو ان سے ہٹادوں گا یہی وہ لوگ ہیں جن کے پروردگار کی رحمت اور درود کی ان پر بارش ہوگی یہی لوگ حقیقی ہدایت پانے والے ہیں ،عبدالرحمٰن سالم کہتے ہیں کہ ابوبصیر نے مجھ سے کہا اگر تم نے اپنی پوری زندگی میں صرف یہی حدیث ہی سنی ہو تب بھی تمہارے لئے کافی ہے لہٰذا ایسی حدیث کو حفظ کرلو اور نااہل لوگوں سے اسے پوشیدہ رکھو۔

۳۔جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ ایک دفعہ جب میں بی بی فاطمہ زہرا(س) کی خدمت میں پہنچا تو ان کے سامنے ایک تختی رکھی دیکھی جسے بی بی مسلسل دیکھے جارہی تھیں جس پر بارہ اسماء لکھے ہوئے تھے تین اوپر کی طرف تین نیچے کی طرف تین دائیں جانب اور تین بائیں جانب میں نے سوال کیا:بنت رسول یہ کن کے اسماء ہیں؟تو بی بی نے جواب دیا یہ ان اوصیاء کے اسماء ہیں جن میں کے پہلے میرے والد کے چچازاد بھائی علیؑ ہیں اور میرے گیارہ فرزند ہیں جن کے آخری قائم(عج) ہیں جابر کہتے ہیں، میں نے ان اسماء میں نامِ محمد تین جگہ پر اور نامِ علی چار جگہوں پر پایا۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔امام جواد علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین علی علیہ السلام امام حسن (ع) اور سلمان فارسیؓ کے ہمراہ مسجد الحرام میں تشریف لا کر بیٹھے تو ایک شخص نے آکر امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو سلام کیا آپ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے تین سوال پوچھنے ہیں اگر آپ نے اُن کے جواب دیدیئے تو میں سمجھوں گا کہ لوگ آپ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں اور ایسے لوگ دنیا و آخرت میں سکون سے نہیں رہ سکیں گے اور اگر آپ میرے سوالوں کے جواب نہ دے سکے تو میں سمجھوں گا کہ آپ اُن کے ساتھ برابر ہیں امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہتے ہو پوچھو، اس نے پوچھا: جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے؟ اور کس طرح انسان بھولتا ہے اور یاد کر لیتا ہے؟ کس طرح بچے چچاؤں اور ماموں کے شبیہ ہوتے ہیں؟ امیر المؤمنین علیؑ نے امام حسن مجتبیٰؑ کی طرف رُخ کر کے کہا اے ابا محمد! تم ذرا اس کے سوالوں کے جواب دیدو، امام حسن مجتبیٰؑ نے فرمایا: تمہارا یہ سوال کہ جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہوا میں معلق رہتی ہے جب صاحب روح اُٹھنے کے لئے حرکت کرتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کی روح کو پلٹا دیتا ہے اگر نہیں چاہتا تو اسے نہیں پلٹاتا ہے اور تمہارا یہ سوال کہ کس طرح انسان کوئی چیز بھولتا یا یاد کرتا ہے تو یاد رکھو کہ انسان کا قلب ایک ظرف کے اندر ہے جس کے اوپر پردہ پڑا ہوا ہے اگر کوئی شخص محمد و آل محمد (علیہم السلام) پر کامل دُرود بھیجتا ہے تو اس ڈھکن کو ہٹا دیا جاتا ہے اور قلب انسانی نورانی ہو جاتا ہے اور انسان

جو کچھ بھولا بھٹکا ہوتا ہے وہ اسے یاد آجاتا ہے اور اگر محمد وآلِ محمد (علیہم السلام) پر درود نہیں بھیجتا یا اس کی صلوات ناقص ہوتی ہے تو وہ پردہ پڑا ہی رہتا ہے جس سے قلب تاریک ہو جاتا ہے اور انسان پر فراموشی طاری ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ جو تم نے سوال کیا کہ فرزند، چچاؤں اور ماموں کے شبیہ ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ سے نزدیکی کرنا چاہتا ہے تو اگر اس کا قلب سکون کی حالت میں ہے اور اس کی رگیں اور بدن مضطرب نہیں ہیں تو ایسے وقت میں ٹھہرنے والے نطفہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ باپ یا ماں کے شبیہ ہوتا ہے اور اگر نزدیکی قلبی وجسمانی اضطراب کی صورت میں ہو تو اس سے ٹھہرنے والے نطفہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں چچاؤں یا ماموں کی شباہت آتی ہے کیونکہ جسمانی اضطراب کی صورت میں اگر پدری ذرات غالب آگئے تو بچہ چچاؤں اور اگر مادری ذرات غالب آگئے تو بچہ ماموں کے شبیہ ہوتا ہے اس شخص نے جوابات ملتے ہی گواہی دی کہ "أَشْهدُأَنْ لاالٰہَ اِلّااللّٰہُ وَأَشْهدُأَنَّ مُحَمَّداًرَسُولُ اللّٰہِ وَأَشْهدُأَنَّک وَصِیُّ رَسُولِ اللّٰہِ وَحُجَّةِاللّٰہِ عَلیَ الْخَلْقِ" پھر اس نے تمام آئمہ کی نام بنام ولایت کی گواہی دی اور امیر المؤمنین علی (ع) کو اللہ حافظ کرکے چلا گیا اس کے جانے کے بعد امیر المؤمنین نے امام حسن (ع) سے کہا ذرا جا کر دیکھو کہ یہ کہاں جاتا ہے امام حسن (ع) کہتے ہیں جیسے ہی اس نے مسجد سے پیر باہر نکالے میں نے اسے نہیں دیکھا کہ وہ کہاں گیا امام حسن (ع) نے جو یہ آکر خبر دی تو امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: اے ابا محمد! کیا تم نے اسے پہچانا وہ حضر پیغمبر تھے۔

۲۔ابوسعید عقیصا کہتے ہیں جب امام حسن(ع) نے معاویہ سے صلح کی تو بعض لوگ جمع ہو کر آئے اور امام کے صلح کرنے پر سرزنش کرنے لگے امام نے ان سے فرمایا: افسوس ہے تم لوگوں پر تمہیں کیا معلوم کہ میں نے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ کام صرف میں نے اپنے پیروکاروں کے تحفظ کے لئے کیا ہے کہ ان پر سورج کے غروب ہونے سے بہتر ہے کے انہیں روشنی پہنچائے، کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ میں تمہارا امام ہوں اور صریح روایتِ پیغمبر(ص) کے مطابق میری اطاعت تم لوگوں پر واجب ہے کہ پیغمبر(ص) نے فرمایا تھا: حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپ نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے جب حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا اور دیوار کی تعمیر کی اور اس جوان کو قتل کیا تو یہ سارے کام حضرت موسی بن عمران کے غضبناک ہونے کا سبب بنے جبکہ یہ سارے کام حکمتِ الٰہی کے تحت تھے؟ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم میں سے جو بھی امام ہے اس کے زمانے کے لوگوں کی گردنوں پر ان کی بیعت واطاعت واجب ہے اس وقت تک جب ہمارا آخری قائم (عج) ظہور کرے گا اور عیسیٰؑ بن مریمؑ اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے؟ اللہ تعالیٰ اس کی ولادت کو پوشیدہ رکھے گا اور اسے طولانی غیبت حاصل ہو گی اور وہ میرے بھائی حسینؑ کا نواں فرزند ہو گا اللہ تعالیٰ اسے طولانی عمر عطا کرے گا اور اسے ۴۰ سال سے بھی کم سن جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔عبدالرحمٰن بن حجاج امام جعفرصادق علیہ السلام سےآپ امام باقر(ع) سےوہ امام سجاد(ع) سےاوروہ امام حسین(ع) سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا: میری نسل کےنویں فرزندمیں ایک نشانی یوسفؑ ہےاورایک نشانی موسیٰؑ بن عمرانؑ ہےاوروہ ہم اہل بیت کاقائم(عج) ہےاللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کےامورکی اصلاح فرمادےگا(یعنی اسے حکم ظہوردےگا)

۲۔مردہمدانی کہتاہےمیں نےامام حسین علیہ السلام کویہ کہتےہوئےسناکہ اس امت کاقائم (عج) میری نسل سےنواں فرزندہےجسے طویل غیبت حاصل ہوگی اوراس کی میراث کواس کی حیات ہی میں تقسیم کرلیاجائے گا۔

۳۔عبدالرحمٰن بن سلیط کہتےہیں امام حسین علیہ السلام نےفرمایا: ہمارےخاندان کابارہواں مہدی(عج) ہوگاپہلے علی بن ابی طالب(علیہاالسلام) ہیں اورآخری جومیرانواں بیٹاہوگاوہ امام برحق ہوگاجس کےذریعہ سےاللہ تعالیٰ زمین کوزندہ کرے گااوراس کےذریعہ سےدین حق کوتمام ادیان پرسرفرازکرےگااگرچہ مشرکوں کویہ بات بُری ہی کیوں نہ لگےاسےاتنی طولانی غیبت حاصل ہوگی کہ اس میں کئی قومیں مرتدہوجائیں گی اورکچھ قومیں ثابت قدم رہیں گی اورانہیں اذیتیں دی جائیں گی ناچارہوکروہ لوگ کہیں گےکہ آخریہ وعدہ کب پوراہوگا؟یادرکھوجوبھی اس کےدوران غیبت میں اپنےعقیدےپرثابت قدم رہے

گااوراذیت وآزاراور جھٹلانے والوں کی باتوں پر بھی صبر کرے گاتووہ اس مجاہد کی مانند ہے جس نے شمشیر لیکر رسول اللہ (ص) کے ہمراہ جہاد کیاہو۔

۴۔عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں نے حسین ابن علی (علیہاالسلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر دنیاکے اختتام میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گاتواللہ تعالیٰ اسے اتناطولانی کرے گاکہ میرا باروا ں فرزند ظہور کرے گااورزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گاجس طرح وہ زمین ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی میں نے یہ بات رسول اللہ (ص) سے اسی طرح سنی ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ابوحمزہ کہتے ہیں میں نے امام سجاد علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سناکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وعلی علیہ السلام اورگیارہ آئمہ علیہم السلام کواپنے نورِعظمت سے خلق کیا ہےاوران کی ارواح کو مخلوقات کی خلقت سے پہلے خلق کیاہےجوکہ اللہ کی تسبیح وتقدیس کیاکرتے تھےاوریہ سب آل محمد علیہم السلام کے آئمہ ھُدیٰ ہیں۔

۲۔ابوخالد کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا: یابن رسول اللہ (ص) وہ اولی الامر جنکی مودت اوراطاعت کواللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیاہے کون لوگ ہیں؟توآپؑ نے فرمایا: وہ اولی الامر آئمہ ھُدیٰ ہیں جنکی اطاعت اللہ ورسول کی اطاعت کے بعدواجب کی گئی ہےوہ امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب (علیہاالسلام) ہیں اوران کے بعد حسنؑ ان کے بعد حسینؑ پھران کے بعد میں ہوں ابوخالد کہتے ہیں یابن رسول اللہ، میں نے سناہےزمین کبھی

بھی حجت الٰہی سے خالی نہیں رہ سکتی ہےلہٰذاآپ کے بعدامام اورحجتِ الٰہی کون ہے؟تو آپؑ نےفرمایا: میرابیٹامحمدجس کانام تورات میں باقرلعنی علوم کوشگافتہ کرنےوالاہےوہ میرےبعدامام اورحجتِ الٰہی ہےاس کے بعداس کابیٹاجعفرہےجسےآسمانوں میں صادق کہتے ہیں کیونکہ اس کےدورمیں امامت کاجھوٹاادعاجعفرکذاب کرےگالہٰذااس کانام اللہ نے ''جعفرصادق''رکھاہےاسی طرح کامسئلہ ہمارےبارہویں قائم کےبارےمیں بھی پیش آئے گاجب اسےطولانی غیبت حاصل ہوگی ایسےوقت میں اس کےظہورکےمنتظرلوگ ہرزمانےکےلوگوں سےبرترہوں گےکیونکہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایسی عقل وفہم ومعرفت عطا کرےگاکہ ان کےلئےان کےامام کی غیبت بمنزلہ مشاہدہ کےہوگی اورایسےلوگ ان مجاھدین کےمانندہیں جنھوں نےشمشیرلیکررسول اللہ(ص)کےہمراہ جہادکیاہویہی مخلص اورسچےشیعہ ہیں جواللہ تعالیٰ کواعلانیہ وپنہاں دونوں طریقوں سےپکارنےوالےہیں کیونکہ ظہورکاانتظارسب سےبڑی کامیابی ہے(اس حدیث کودوسرےحوالوں سے بھی امام سجاد (ع)سے نقل کیاگیاہے)

۳۔سعیدبن جبیرکہتےہیں میں نےامام زین العابدین علیہ السلام کویہ کہتےہوئےسناکہ ہمارےقائم میں انبیاءکی کچھ نشانیاں ہیں آدمؑ ونوحؑ کی نشانی طول عمرکاپاناہےاورابراہیمؑ کی نشانی ان کی پوشیدہ ولادت اورلوگوں سےدوری ہےموسیٰؑ کی نشانی خوف اورغیبت ہے عیسیٰؑ کی نشانی لوگوں کااس کے بارےمیں اختلاف کرناہےاورایوب کی نشانی پریشانیوں کادورہوناہےاورپیغمبرِاسلام(ص)کی نشانی شمشیرکےساتھ ظہورکرناہے۔

۴۔عمرو بن ثابت کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین (علیہ السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا: جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہماری ولایت پر باقی رہے گا اللہ تعالیٰ اُسے ہزار شہداء بدر واُحد کا ثواب عطا کرے گا۔

۵۔ثابت ثمالی امام سجاد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے (وَاُوْلُوالْاَرْحَامِ بَعْضُهمْ اَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ) (سورہ احزاب آیہ ٦) یعنی اولی الارحام بعض بعض پر برتری رکھتے ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا: (وَجَعَلَها كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ) (سورہ زخرف آیہ ۲۸)

یعنی: اللہ نے ہدایت (یعنی امامت) کو بعد والوں کے لئے کلمہ بَاقِیَہ قرار دیا ہے یعنی امامت تا قیامت نسلِ حسین ابن علی ابی طالب علیہم السلام سے باقی رہنے والی ہے اور ہمارے قائم (عج) کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک دوسری سے طولانی ہے پہلی غیبت چھ دن یا چھ ماہ یا چھ سال تک ہوگی اور دوسری غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ اس امر میں لوگ شک کرنے لگیں گے اور جن کا یقین قوی اور معرفت صحیح ہوگی ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں آئے گا اور وہ اہل بیت کی اطاعت پر باقی رہیں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی روایات حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔اُم ہانی کہتی ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تأویل کے بارے میں سوال کیا(فَلاَاُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ(۱۵)الْجَوَارِی الْکُنَّسِ(۱۶)(سورہ تکویر)تو آپؑ نے فرمایا: ایسا امام جو اپنے زمانے میں اپنے چاہنے والوں سے ۲۶۰ ھجری کو غائب ہو کر ایک تاریک رات میں شہاب نورانی کی مانند ظاہر ہوگا اگر تم نے اسے دیکھا تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

۲۔ابو بصیر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں(قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًافَمَنْ یَاْتِیکُمْ بِمَاءٍمَعِینٍ)(سورہ ملک آیہ ۳۰)

یعنی: کہدو کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہارے لئے چشمہ کا پانی بہا کر کون لائے گا۔

آپؑ ارشاد فرماتے ہیں: یہ آیت امام قائم (عج) کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کی تاویل اللہ تعالیٰ کی قسم ابھی ظاہر نہیں ہوئی ہے۔

۳۔ابو حمزہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ص) کو جن وانس پر پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان کے بارہ اوصیاء قرار دیئے جن میں سے بعض گزر چکے ہیں اور بعض آنے والے اوصیاء میں بھی حضرت عیسیٰ (ع) کے بارہ اوصیاء کی طرح کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

۴۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں ایک دفعہ امام باقرعلیہ السلام کی خدمت میں قائم آل محمد (عج) کے بارے میں سوال کرنے کے لئے جیسے ہی پہنچا تو آپ نے میرے سوال کرنے سے پہلے فرمادیا: اے محمد بن مسلم! قائم آل محمد میں پانچ انبیاء کی شباہتیں ہیں یونس بن متی یوسف بن یعقوب موسیٰ بن عمران عیسیٰ بن مریم محمد بن عبداللہ (صلوات اللہ علیہم) یونسؑ بن متی کی طرح بڑھاپے کے باوجود جب لوٹیں گے تو جوان لوٹیں گے، یوسفؑ بن یعقوبؑ کی طرح خاص وعام سب سے غائب ہوں گے موسیٰؑ بن عمرانؑ کی طرح طولانی غیبت، خوف وہراس، ولادت کا مخفی ہونا، پیروکاروں کا سختیوں ومصیبتوں میں مبتلا ہونا اور پھر ظہور فرما کر دشمنوں پر غالب آنا اور اپنے پیروکاروں کو دشمنوں کے چنگل سے چھڑانا، عیسیٰؑ بن مریم کی طرح لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف کرنا جیسا کہ کسی کا کہنا ہے کہ وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں اور کسی کا کہنا ہے کہ وہ فوت ہوچکے ہیں کسی کا کہنا کہ وہ قتل ہوچکے ہیں اور اپنے جد محمد مصطفیٰ (ص) کی طرح شمشیر لیکر خروج کرنا اور اللہ ورسول کے دشمنوں کو قتل کرنا اور آپ کا ایسا رُعب طاری ہوگا کے آپ کے پرچم کے علاوہ کسی کا بھی پرچم باقی نہیں رہے گا، آپ کے قیام کی علامات میں سے شام سے سفیانی کا خروج اور یمن سے یمانی کا خروج اور ماہ رمضان میں ندائے آسمانی کا آنا جس میں مُنادی آپ کو آپ کے والد کے نام سے پکارے گا۔

۵۔ جابر جعفی امام باقرعلیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا امام وقت غائب ہوگا خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو اس دور کو

پائیں گےاوراپنےایمان پرثابت قدم رہیں گےکمترین ثواب جوان کوملےگاوہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہو کرکہےگاکہ تم میرے حقیقی بندےہومیں نے تمہارےنیک اعمال کوقبول کیاتمہاری غلطیوں سےدرگذرکیامیں اس حجت کےسبب تمہارےلئے بارانِ رحمت کوبرساؤں گا، بلاؤں کوتم سےدورکروں گااگروہ نہ ہوتاتومیں تم لوگوں پرعذاب نازل کرتا، جابرپوچھتےہیں یابن رسول اللہ ایسےوقت میں کونسابہترین عمل ہےجوانجام دیاجاسکتاہے ؟آپ نے فرمایا:حفظ زبان اورخانہ نشینی۔

٦۔محمد بن مسلم امام محمد باقرعلیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا:ہمارا قائم جب ظہورکرےگاتوزمین اس کےخوف سےاپنےخزانےاُگل دےگی اللہ تعالیٰ اپنےدین کوان کےذریعہ تمام ادیان پرغالب کرےگااگرچہ مشرکوں کویہ بات بُری ہی کیوں نہ لگےزمین کی کوئی جگہ ویران نہیں رہ جائےگی اورعیسیٰؑ بن مریمؑ زمین پرآئیں گےاوران کےپیچھےنمازپڑھیں گے محمد بن مسلم کہتےہیں میں نےپوچھا:یابن رسول اللہ:وہ قائم کب ظہورفرمائیں گے؟توآپ نےجواب دیا:جب مردوزن ایک دوسرےکےشبیہ ہوجائیں گےاورمردمردسےعوردتیں عورتوں سےلذت حاصل کریں گی، جھوٹی گواہیاں قبول کی جائیں گی،عادل لوگوں کی گواہی ردکردی جائےگی،خونریزی،زنا،سُودخوری عام ہوجائیں گےشریرلوگوں سےان کی زبان کی بناپران سےپرہیزکیاجائےگاسفیانی شام سےاوریمانی یمن سےخروج کریں گے،روزِروشن سورج گرہن ہوگا،آل محمد(علیہم السلام)سےایک جوان جس کانام محمد بن حسن یانفس زکیہ ہوگاوہ رُکن ومقام کےدرمیان قتل کیاجائےگا،آسمان

سے آواز بلند ہوگی کہ حق اس کے شیعوں کے ساتھ ہے ایسے وقت میں ہمارا قائم (عج) ظہور کرے گا اور وہ ظہور کرکے خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے گا اور ۳۱۳ مددگار اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اس کا سب سے پہلا کلام یہ ہوگا (بَقِيَّةُاللهِ خَيْرلَكُمْ اِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ) (سورہ ھود آیہ ۸۶)

یعنی: بقیۃُاللہ تم لوگوں کے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم لوگ ایمان لائے ہو تو۔

پھر وہ کہے گا کہ میں ہوں بقیۃُ اللہ اور میں ہی زمین پر حجت الٰہی ہوں تم سب کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اس طرح سے درود بھیجو: السّلامُ عَلَيْكَ يابَقِيَّةَاللهِ فی أَرْضِه" اور جب ان کے پاس بیعت کے لئے دس ہزار افراد جمع ہو جائیں گے تو وہ خروج کریں گے زمین پر سوائے اللہ کے کوئی معبود باقی نہیں بچے گا جتنے بھی بُت پرست وغیرہ ہیں وہ نذرِ آتش کر دیئے جائیں گے اور یہ سب واقعات ان کی طولانی غیبت کے بعد واقع ہوں گے تاکہ اللہ جانے کہ کون دورانِ غیبت اس پر ایمان رکھتا ہے اور کون نہیں رکھتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ صفوان بن مہران امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے تمام آئمہ علیہم السلام کا اقرار کیا مگر مہدی (عج) کا انکار کیا وہ ایسا ہے جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار کیا مگر رسول اللہ (ص) کی نبوت کا انکار کیا، لوگوں نے پوچھا یا بن رسول

اللہ: مہدی(عج) آپ کے فرزندوں میں سے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ میرا چھٹا فرزند ہوگا جو تم لوگوں سے پوشیدہ ہوگا اس کے نام سے پکارنا تمہارے لئے مُناسب نہیں ہے۔

۲۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اے میرے مولا و آقا کاش آپ اپنے وصی کے بارے میں وصیت فرمادیتے تو آپ نے فرمایا: میرے بعد امام میرا بیٹا موسیٰؑ اور میرا آخری جانشین (م ح م د) ہوگا جو حسنؑ بن علیؑ بن محمدؐ بن علیؑ بن موسیٰؑ کا فرزند ہوگا۔

۳۔ ابراہیم کرخی کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوالحسن موسی بن جعفر علیہما السلام جو اس وقت نوجوان تھے داخل ہوئے میں ان کے بھی احترام میں اُٹھا اور گلے ملا تو اس وقت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابراہیم کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے بعد تمہارا امام یہی میرا فرزند ہے یاد رکھو کچھ لوگ اس کے بارے میں ہلاک ہوں گے اور کچھ لوگ اس کے ذریعہ سعادت پائیں گے اللہ کی لعنت ہو اس کے قاتل پر اور اللہ اس کا عذاب زیادہ کرے یاد رکھو اس کے صُلب سے اہلِ زمین کا بہترین انسان اپنے وقت میں ظاہر ہوگا جو اپنے جدّ امجد کے ہمنام ہوگا اور ان کے علم واحکام وفضائل کا وارث ہوگا اس سے مختلف قسم کی کرامات ظاہر ہوں گی اور وقت کا ظالم انسان اپنے حسد کے نتیجہ میں اسے قتل کردے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کے صلب سے آخری امام کو ظاہر کرے گا جو بھی اس بارہویں امام کا منتظر رہا گویا وہ ایسا ہے جس نے نیام سے شمشیر نکال

کررسول اللہ(ص)کے ہمراہ آپ کادفاع کیاہو،راوی کہتاہےاسی اثنامیں بنی امیہ کے دوستوں میں سےایک شخص امام کے پاس آیاتوامام نےوہ گفتگو منقطع کردی دوسرے سال جب میں امام کے پاس گیااور گفتگو ہوئی توامام نےفرمایا:اےابراہیم وہ آخری ایساہے جوبڑی سختیوں اور مصیبتوں اورحزن وملال کے بعدظاہر ہو کراپنے شیعوں سے یہ ساری باتیں دور کرےگااورخوش قسمت ہےوہ انسان جواپنےاس زمانے کو پائے گا،ابراہیم کہتے ہیں اتنا خوش میں کبھی بھی امام کے پاس سے نہیں لوٹاتھاجتناآج اس خوشخبری کوسنکرلوٹا۔

۴۔سماعۃبن مہران کہتے ہیں ایک دفعہ میں ابوبصیرومحمد بن عمران کے ہمراہ مکہ میں بیٹھاہوا تھا کہ محمد بن عمران نے کہامیں نےامام جعفرصادق علیہ السلام سےسناہےکہ ہم بارہ مہدی ہیں توابوبصیرنےبڑھکرپوچھاتمہیں اللہ کی قسم یہ بات تم نےامام جعفر صادق علیہ السلام سے سنی ہے؟اس نےدوتین بارقسم کھاکرکہاکہ ہاں میں نےیہ بات امام جعفر صادق(ع)سے سنی ہےتوابوبصیرکہتے ہیں میں نے بھی یہی بات امام باقر(ع)سے سنی ہے (مذکورہ حدیث دوسری اسنادسے بھی ذکرہوئی ہے)

۵۔مفضل بن عمرکہتے ہیں کہ میں نےامام جعفرصادق علیہ السلام سےسناکہ آپ فرمایا: اللہ تعالیٰ نےکائنات کی خلقت سےچودہ ہزارسال پہلےچودہ نورخلق کئےجوہماری ارواح تھیں کسی نےپوچھایابن رسول اللہ وہ چودہ افرادکون کون ہیں؟توآپ نےارشاد فرمایا: محمدوعلی وفاطمہ وحسن وحسین(علیہم السلام)اورنسلِ حسینؑ سےآنےوالےفرزندجن میں کا

آخری قائم(عج) ہوگاجو طولانی غیبت کے بعد ظہور کرے گااور دجال کو قتل کرکے زمین کو ظلم وجور سے پاک کرے گا۔

۶۔علی بن رئاب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام سے اس آیت کی تاوٴیل کے بارے میں سوال کیا(یَوْمَ یَاْتِی بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لاَیَنفَعُ نَفْسًااِیمَانُھا لَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) (سورہ انعام آیہ ۱۵۸)

توامام نے فرمایا: یہ آیت آخری قائم کے بارے میں ہے کہ جو شخص اس کے ظہور سے پہلے اس پر ایمان نہ لایاہوگاتواس کاایمان لانافائدہ مند نہیں ہوگا اگرچہ وہ اس کے آباؤاجداد پر ایمان کیوں نہ رکھتاہو۔

۷۔ابراہیم بن ہاشم اپنی اسنادکے ذریعہ مفضل بن عمر سےاوروہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بندوں کی پسندیدہ ترین حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ حالت ہےجب لوگوں کے درمیان سے حجتِ الٰہی مفقود ہواوراس کاٹھکانہ بھی لوگوں کو معلوم نہ ہواورایسے وقت میں لوگ اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہوں کہ حجتِ الٰہی اور آیات الٰہی باطل نہیں ہواکرتی ہیں اورایسے وقت میں لوگ صبح وشام اس کے ظہور کے انتظار میں رہیں کیونکہ اللہ جانتاہے کہ ایسے بندےاس کے اولیاء کے بارے میں شک نہیں کرتے ہیں اوراگراللہ تعالیٰ کو معلوم ہوجاتاکہ اس کے بندےاس کی حجت کے بارے میں شک کریں گے توپلک جھپکنے کے برابر بھی اپنی حجت کوغیبت میں نہیں رکھتا۔

۸۔یحییٰ بن ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: (الم ذٰلِکَ الْکِتٰابُ لَارَیْبَ فِیہِ ھدیً لِلْمُتَّقِینَ الَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغِیْبِ) کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: متقین سے مراد شیعیانِ علی ہیں اور ''غیب'' سے مُراد غیبت حجت قائم ہے اور اس مطلب پر شاہد یہ آیت ہے (وَیَقُولُونَ لَوْلاَاُنْزِلَ عَلَیْہِ آیَۃمِنْ رَبِّہ فَقُلْ اِنَّمَاالْغَیْبُ لِلّٰہِ فَانْتَظِرُوااِنِّ مَعَکُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِینَ)

۹۔سید بن محمد حمیری نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: یابن رسول اللہ: آپ کے اجداد سے کچھ غیبت کے بارے میں ہم تک روایات پہنچی ہیں لہٰذا اس سلسلہ میں آپ ذرا مجھے آگاہ فرمائیں کہ وہ غیبت کب واقع ہوگی اور کون سے امام کے زمانے میں ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے چھٹے فرزند کے زمانے میں یہ غیبت واقع ہوگی اور وہ بارہواں امام ہادیؑ ہوگا رسول اللہ (ص) کے بعد جن کے پہلے امام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) اور آخری قائم (عج) ہوں گے جو زمین پر بقیۃُاللہ اور صاحب الزمان ہوں گے اللہ کی قسم اگر وہ حضرت نوحؑ کی سی عمر کے برابر بھی غیبت میں رہیں تو اُنہیں اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک وہ ظاہر ہو کر دنیا کو عدل وانصاف سے اسی طرح پر نہ کردیں جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۱۰۔زرارہ بن اعین کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے آخری قائم کے لئے غیبت ہے اور لوگ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہوں گے

بعض کہیں گے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں اور بعض کہیں گے والد کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہو چکے ہیں اور یہ وقت ان کے شیعوں کے لئے امتحان کا وقت ہوگا زرارہ کہتے ہیں میں نے پوچھا: یا بن رسول اللہ اگر میں اس وقت کو پالوں تو کون سا عمل انجام دوں ؟تو حضرت نے ارشاد فرمایا: اے زرارہ! اگر تم اس وقت کو پا سکو تو مسلسل اس دعاء کو پڑھو: اللّٰھمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّکَ،اَللّٰھمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ،اَللّٰھمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِی"پھر حضرت نے فرمایا: اے زرارہ! جب مدینہ میں ایک جوان کو بڑے ظالمانہ انداز میں قتل کیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مہلت نہیں دے گا اور اس وقت قائم کے ظہور کے منتظر رہنا اسی حدیث کو محمد بن اسحاق اور محمد بن حسن نے بھی چھٹے امام سے نقل کیا ہے۔

۱۱۔ عمر بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی (اَصْلُھاثَابِت وَفَرْعُھافِي السَّمٰاءِ) (سورۂ ابراہیم آیہ ۲۴) تو حضرت نے فرمایا: وہ اصل رسول اللہ (ص) ہیں اور فرع امیر المؤمنین (ع) ہیں اور حسن و حسین علیہما السلام اس کے پھل ہیں اور اس کی شاخیں بقیہ نو آئمہ ہیں جو نسلِ حسینؑ سے ہوں گے اور اس کے پتے ان کے شیعہ ہیں اور جب ان شیعوں میں سے کوئی مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ گر جاتا ہے اور پھر جب میں نے امام سے اس آیت (تُؤْتِيْ اُکُلَھاکُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھا) (

سورہ ابراہیم آیہ ۲۵)کے بارے میں پوچھاتوآپ نےفرمایا:ہرسال حج وعمرہ کے موقع پرجو تم لوگوں کوعلمِ امام حاصل ہوتاہےوہ مرادہے۔

۱۲۔ابوبصیرکہتے ہیں میں نےامام جعفرصادق(ع) کویہ کہتے ہوئےسناکہ انبیاءِسابق کی تمام سنتیں اورغیبتیں جوان کے لئےواقع ہوئیں ہم اہل بیت کے قائم کے لئے بھی واقع ہوں گی ابوبصیرکہتے ہیں یابن رسول اللہ اب اہلِ بیت کاقائم کون ہے؟توحضرت نےفرمایا:اے ابوبصیر!وہ میرے بیٹےموسیٰؑ کاپانچواں فرزندہےجس کے لئےایسی غیبت ہےکہ جس میں باطل پرست لوگ شک کریں گےپھراللہ تعالیٰ اسےظاہرکرےگااوراسے شرق وغرب پرغالب کردےگااورعیسیٰؑ بن مریمؑ زمین پرآکراس کے پیچھے نمازپڑھیں گےاوراللہ تعالیٰ زمین کواس کےنورسے منورکردےگااورزمین کاکوئی ٹکڑاایسانہیں ہوگاجواللہ وحدہ لاشریک کی عبادت سےخالی ہوصرف دین الٰہی باقی بچےگاچاہےیہ بات مشرکوں کوبری ہی کیوں نہ لگے۔

۱۳۔عبیدبن زرارہ کہتے ہیں میں نےامام جعفرصادق علیہ السلام کویہ کہتےسناکہ ایک وقت ایسا آئےگاکہ موسم حج میں ان کاامام انہیں دیکھ رہاہوگامگروہ اسے نہیں دیکھ پارہےہوں گے۔

۱۴۔امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سےروایت ہےکہ میرے باباامام جعفرصادق علیہ السلام نےاس آیت(قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًافَمَنْ یَاْتِیکُمْ بِمَاءٍمَعِینٍ)کی تفسیرمیں فرمایا:دیکھواگرتمہاراکوئی امام تم سےغائب ہوجاتاہےتودوسرانیاامام تمہارے لئےآتاہے؟

۱۵۔عبداللہ بن سنان امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپ نے فرمایا: عنقریب تمہارےدرمیان شبہ پیداہوگااور کوئی اس شبہ سے نجات نہیں پائے گا مگر جودعائے غریق پڑھتاہوگا،میں نےکہادعاءِ غریق کیاہےتوآپ نےفرمایا:یوں پڑھنا: "یااللّٰہُ یارَحْمٰنُ یارَحِیمُ یامُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِ عَلٰی دینِک"

۱۶۔سُدیرصیرفی کہتےہیں ایک دفعہ میں اورمفضل بن عمراورابوبصیراورابان بن تغلب اپنےمولاوآقاامام جعفرصادق علیہ السلام کےپاس پہنچےتوآپ کوخاک پربیٹھےشدیدگریہ کرتےہوئےپایاتوہم نےپوچھاہمارےماں باپ آپ پرقربان یابن رسول اللہ یہ آپ کے اس طرح سےرونےکاسبب کیاہے؟توحضرت نےگریہ کوروکتےہوئےایک سردآہ لیتے ہوئےفرمایا:اےسُدیر!میں اپنےاس آخری قائم(عج)کےزمانےکویادکرکےرورہاہوں جس کی طولانی غیبت کےذریعہ سےمؤمنین کاامتحان لیاجائےگااوراس زمانےمیں اس کی طویل غیبت کی وجہ سےلوگوں کےدلوں میں شکوک پیداہونےلگیں گےجس کی وجہ سےلوگ دینِ اسلام سےمُرتدہونےلگیں گےجبکہ اللہ تعالیٰ نےقرآن مجیدمیں ارشادفرمایا:(وَکُلَّ اِنسَانٍ اَلْزَمْنَاہُ طَائِرَہُ فِی عُنُقِہِ)(سورہ اسراء آیہ ۱۳) اس سےمرادوہی ولایتِ امام ہےپھرآپ نےفرمایا:اللہ ہمارےاس قائم میں تین انبیاء کی خصوصیات کوجاری کرےگا ایک یہ کہ ان کی ولادت موسیٰؑ کی مانندپوشیدہ ہوگی اوران کے ظہورمیں تاٴخیرزمانہ نوحؑ کی تاٴخیرکی طرح ہوگی پھراس کےبعداللہ تعالیٰ ان کی طولانی عمرکےذریعہ دلیل قراردے

گاہم لوگوں نے کہایابن رسول اللہ اگر ممکن ہوتوذراوضاحت کیجئے توحضرت نے فرمایا: جس طرح ولادتِ موسیٰؑ کے وقت جب فرعون کے کاہنوں نے اسے بتایا تھاکہ وہ پیداہونے والابچہ بنی اسرائیل سے ہوگاتواس نے بیس ہزار سے زیادہ بچوں کو قتل کرواڈالامگر پھر بھی وہ موسیٰؑ کو قتل نہ کرسکا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں تھےاسی طرح بنوامیہ وبنوعباس کوجب سے یہ بات پتہ چلی ہے کہ ان کی بادشاہت کاخاتمہ ہمارےآخری قائم کے ہاتھوں ہوگااسی وقت سے وہ ہم آل رسول کے قتل کے درپے ہوگئے ہیں اورانھوں نے ہمیں نابود کرنے پر کمر باندھ لی ہےاوران کاآخری ہدف ہمارےاس آخری قائم کو قتل کرنا ہے مگراللہ اپنےاس نور کو مکمل کرکے چھوڑے گاچاہے یہ بات مشرکین کو ناگوارہی کیوں نہ گزرےاورجس طرح عیسیٰؑ کی غیبت پر یہودونصاریٰ نے یہ اتفاق رائے کی کہ وہ قتل کردیئے گئے ہیں مگراللہ تعالیٰ نےاپنےاس قول کےذریعہ ان کےاس عقیدہ کوفاسد قراردیا کہ(وَمَاقَتَلُوهُ وَمَاصَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ)توہمارے قائم(عج)کی غیبت بھی اسی طرح کی ہے کیونکہ ان کی طویل غیبت کی وجہ سےاس وقت کے بعض لوگ بھی انکاانکار کربیٹھیں گے کوئی کہےگاوہ پیداہی نہیں ہوئے ہیں کوئی کہےگاوہ مرچکے ہیں اور کوئی تواس طرح سے کفرآمیز کلام کرےگاکہ ہمارے گیارہویں امام عقیم تھے(یعنی ان کی کوئی اولاد ہی نہیں تھی)اور کوئی آئمہؑ کی تعداد بارہ سے بڑھانے کی وجہ سے دین سے خارج ہوجائے گااور کوئی کہےگاکہ اس قائم کی روح کسی اورکے جسم میں نفوذ کرکے گفتگو کرے گی۔

اورنوحؑ کی طرح ان کے ظہور میں تاخیر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے اللہ تعالیٰ سے عذاب طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جبرئیلؑ کے ذریعہ خرمہ کی سات گٹھلیاں بھیجیں اور کہا میرے بندوں پر عذاب کی جلدی نہ کرو پہلے ان پر حجت تمام کرو اور ان گٹھلیوں کو اُگاؤ یہاں تک کہ ان سے درخت نکل کر پھل دینے لگیں اس وقت ہم آپ کا مسئلہ حل کریں گے اور اس بات کی خبر اپنی قوم کو بھی دیدو اور پھر جب طویل عرصہ کے بعد ان سے نکلے ہوئے درختوں نے پھل دینا شروع کئے تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ نوحؑ کو حکم دیا کہ اس درخت کے پھل کی گٹھلیوں سے اُگنے والے درخت سے پھل آنے تک انتظار کرو یہاں تک کہ نوحؑ کو سات مرتبہ تک یہی حکم آتا رہا اور ہر دفعہ ایمان لانے والے لوگوں میں سے ایک گروہ دین سے مُرتد ہوتا گیا یہاں تک کہ ۷۰ یا ۴۰ یا ۱۸ یا ۸ سے زیادہ افراد باقی نہ بچے اور جب صحیح طریقہ سے دیندار بے دین سے، خالص ناخالص سے جدا ہو گئے تو اس وقت حکم الٰہی آیا کہ کشتی بناؤ اور جو خالص دیندار افراد ہیں اُنہیں سوار کرو تاکہ اُنہیں زمین میں اپنا جانشین بنا سکوں لہٰذا جب نوحؑ نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کو فنا و نابود کر دیا، اسی طرح ہمارے آخری قائم (عج) کی غیبت بھی اتنی طولانی ہوگی کہ پاک طینت پیروکار ناپاک طینت لوگوں سے الگ ہو جائیں تب اللہ تعالیٰ اپنی آخری حجت قائمِ آلِ محمد (علیہم السلام) کو بھیجے گا جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور اس کی غیبت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ صالح خضرؑ کو بھی طولانی

عمر دیکر غیبت میں رکھے گا تاکہ قائم (عج) کی طولانی عمر اور غیبت میں شک کرنے والوں کے سامنے اپنے بندۂ صالح خضرؑ کی مثال پیش کر سکے۔

۱۷۔ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: یَوْمَ یَأْتِ بَعْضُ آیاتِ رَبِّکَ لاَیَنْفَعُ نَفْساً اِیْمانُھالَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْکَسَبَتْ فِیْ اِیمانِھاخَیراً (سورہ انعام آیہ ۱۵۸) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ ایمان لانا ہمارے قائم کے ظہور کرنے کے بعد فائدہ مند نہ ہوگا اور آپ نے فرمایا: اے ابوبصیر! خوش قسمت ہیں ہمارے وہ شیعہ جو اپنے امام کی غیبت میں اس کے منتظر رہیں گے یہ وہ اولیاءِ الٰہی ہیں جن پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ کوئی حُزن وملال۔

۱۸۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیات کے بارے میں سوال کئے تو آپؑ نے یوں جواب دیئے: میں نے پوچھا: وَاِذِابْتَلٰی اِبْراھیمَ رَبُّہُ بِکَلِماتٍ) (سورۂ بقرہ آیہ ۱۲۴) میں کلمات سے کیا مراد ہیں؟ تو حضرت نے جواب دیا ان سے وہی کلمات مراد ہیں جنکو حضرت آدم (ع) نے پروردگار عالم سے سیکھ کر زبان پر جاری کئے تھے اور پروردگار کی بارگاہ میں طلب توبہ کی تھی تو ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ کلمات یہ تھے "أَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍوَعَلِّی وَفاطِمَۃَوَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اِلّاتُبْتَ عَلَیَ " پھر میں نے پوچھا (فَأَتَمَّھُنَّ) سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد بارہ امام ہیں جن کا سلسلہ قائم آلِ محمد (عج) پر تمام ہوگا اور وہ نسلِ حسین (ع) سے ہوں گے، پھر میں نے

پوچھا: (وَجَعَلَها كَلِمَةً بٰاقِيَةً فِيْ عَقَبَةٍ) (سورۂ زخرف آیہ ۲۸) سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے مُراد امرِ امامت ہے جو تا قیامت باقی رہنے والا ہے مفضل کہتے ہیں پھر میں نے پوچھا: یا بن رسول اللہ: کیوں اللہ تعالیٰ نے بقیہ آئمہ کو نسل امام حسین (ع) میں قرار دیا اور کیوں نسلِ امام حسن (ع) میں قرار نہ دیا جبکہ دونوں فرزندِ رسول اور جوانان جنت کے سردار ہیں؟ تو حضرت نے جواب دیا موسیٰؑ وہارونؑ دونوں پیغمبر مُرسل اور دونوں بھائی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو نسل ہارونؑ میں قرار دیا نسلِ موسیٰؑ میں قرار نہیں دیا کسی کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اعتراض کرے امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرار دیا ہوا منصب ہے وہ جس کو چاہے یہ امر عطا کردے وہ اپنے کاموں کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے کسی کو اس کے کاموں میں سوال کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی روایات غیبت حضرتِ قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ علی بن جعفر اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: میرا پانچواں فرزند جو امام وقت ہوگا اور وہ لوگوں کی نظروں سے جب غائب ہوگا تو لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے دین وایمان کو محفوظ کرکے رکھیں کہیں کوئی ان کے دین کو برباد نہ کردے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت امتحان کا وقت ہوگا کہ کون اس امتحان میں ثابت قدم رہتا ہے، کسی نے پوچھا وہ آپ کا پانچواں فرزند کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: فی

الحال تم لوگوں کی عقلیں اس مطلب کو سمجھنے سے قاصر ہیں اگر تم میں سے کسی نے اس کے دَور کو پالیا تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

۲۔یونس بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے امام موسیٰ کاظم (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے فرزندِ رسول! کیا آپ حق کو قائم کرنے والے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں حق کو قائم کرنے والا ہوں مگر وہ قائم جو پوری زمین کو دشمنان الٰہی سے پاک کر کے اسے عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح سے دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی وہ میرا پانچواں فرزند ہے جسے طولانی غیبت حاصل ہو گی ایسے وقت میں کچھ قومیں اپنے دین سے مرتد ہو جائیں گی اور کچھ قومیں اپنے دین پر ثابت قدم رہیں گی، پھر آپ نے فرمایا: خوش قسمت ہیں ہمارے وہ شیعہ جو ہمارے قائم (عج) کی غیبت کے زمانے کو پائیں گے اور ہم سے متمسک رہیں گے یعنی ہماری دوستی اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی پر ثابت قدم رہیں گے وہ ہم سے اور ہم ان سے ہیں انھوں نے ہمیں امامت کے لئے اور ہم نے انہیں اپنا شیعہ ہونے کے حوالے سے قبول کیا ہے لہٰذا خوش قسمت ہیں ایسے لوگ اور اللہ کی قسم ایسے لوگ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوں گے۔

ہشام بن حکم کا سربراھان مذاہب کے درمیان اثبات حق کرنا

علی اُسواری کہتے ہیں یحییٰ بن خالد ہر ہفتہ کے دن اپنے گھر پر مختلف فرقوں اور مذاہب کلامی کی محفل رکھتے تھے تاکہ مختلف مذاہب والے آپس میں مناظرۂ علمی کریں جب ہارون

الرشید کو پتہ چلا تو اس نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے کہا ہمارے یہاں صرف ایک علمی اور صلح آمیز گفتگو ہوتی ہے تاکہ اِثبات حق ہوسکے، ہارون الرشید نے کہا میں بھی اس محفل میں شرکت کرنا چاہتا ہوں مگر اس طرح سے کہ کوئی میرے آنے سے متوجہ نہ ہوسکے یحییٰ نے قبول کرلیا ہارون الرشید سادے لباس میں آکر محفل میں بیٹھ گیا اور کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہوسکی جب ہشام بن حکم محفل میں داخل ہوئے تو یحییٰ بن خالد نے عبداللہ بن یزید جو ہشام کے مدمقابل نظریہ کا حامل تھا اسے کہا کہ تم ہشام سے امامت پر مناظرہ کرو ہشام نے کہا یہ لوگ نہ ہم سے سوال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ جواب سننے کی کیونکہ یہ ایسا گروہ ہے جو نہ ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے حق کو پہچان سکا اور نہ ہم سے جدا ہو کر حق کو پہچان سکا؟ بنان نامی شخص جو خوارج سے تھا اُٹھ کر کہتا ہے اے ہشام! مجھے تم سے ایک سوال پوچھنا ہے وہ یہ کہ اصحابِ علی(ع) اس دن جب دو حکم معین ہوئے تھے مؤمن رہے یا کافر ہوگئے تھے؟ ہشام کہتے ہیں لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے تھے ایک مؤمنین کا گروہ تھا ایک مشرکین کا گروہ تھا اور ایک گمراہ لوگوں کا گروہ تھا جو مؤمنین کا گروہ تھا وہ میری طرح کہتا تھا کہ علی(ع) اللہ تعالیٰ کی جانب سے امام ہیں اور معاویہ اس منصب کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور وہ ہر اس کلام پر جو اللہ تعالیٰ نے علی(ع) کے بارے میں بیان کیا ہے اعتراف کرتا تھا، اور مشرکین وہ تھے جو یہ کہتے تھے کہ علی(ع) و معاویہ دونوں امام بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ انھوں نے معاویہ کو صلاحیت امامت میں حضرت علی(ع) کے ساتھ شریک کیا لہٰذا وہ مشرک ہوئے اور گمراہ لوگ وہ تھے جو

اپنے جذبات وغصے کے سبب دین سے خارج ہوگئے اور وہ خود بھی متوجہ نہ ہوسکے کہ وہ دین سے خارج ہوچکے ہیں، بنان پوچھتا ہے اصحاب معاویہ کون لوگ تھے؟ ہشام جواب دیتے ہیں کہ وہ تین قسم کے لوگ تھے، ۱۔ کافر گروہ، ۲۔ مشرک گروہ، ۳۔ گمراہ گروہ، کافر گروہ وہ تھا جو معاویہ کو امامت کے لائق سمجھتا تھا اور علی کو امامت کے لائق نہیں سمجھتا تھا لہٰذا یہ گروہ دو دلیلوں کی وجہ سے کافر ہوا ایک یہ کہ اللہ کی جانب سے منصوب شدہ امام کا انھوں نے انکار کیا دوسرے یہ کہ ایسے شخص کو جو اللہ کی جانب سے امامت کے لئے منصوب نہیں ہوا تھا اسے امام مانا اور مشرکین کا گروہ وہی ہے جس نے صلاحیتِ امامت رکھنے میں معاویہ کو حضرت علی (ع) کا شریک قرار دیا، اور گمراہ لوگ وہ تھے جو اپنی جہالت و گمراہی و نادانی وغصے کے سبب دین سے خارج ہوگئے، پھر ضرار نامی دوسرا شخص اُٹھ کر سوال کرتا ہے (جو کہ خوارج میں سے تھا) کہ اے ہشام! تم امامت کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟ ہشام نے کہا جس طرح اللہ نے منصب نبوت کو قرار دیا ہے اسی طرح منصب امامت کو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ سے قرار دیا ہے لہٰذا چاہے منصب نبوت ہو یا منصب امامت دونوں بحکم پروردگار انجام پائے ہیں، ضرار اس مطلب پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ ہشام: کیونکہ ایسی صورت میں کلام تین حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو اللہ تعالیٰ نے رسول (ص) کے بعد اپنی مخلوق سے ذمہ داریوں کو اُٹھالیا ہے اور ان پر کوئی شرعی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے اور اُنہیں کسی چیز پر امر و نہی نہیں کی ہے اور خلائق چارپایوں کی مانند ہوگئے ہیں کہ کوئی ذمہ داری بھی ان کی گردن پر نہیں ہے اے ضرار! کیا تم اس بات کے قائل ہو؟ اس نے کہا نہیں تو ہشام

کہتے ہیں پھر دوسری صورت یہ بنتی ہے کہ رسول (ص) کے بعد لوگوں کا علم اس قدر بڑھ گیا کہ وہ رسول اللہ (ص) کی طرح عالم ہوگئے کہ ان میں سے کوئی بھی اختلاف نہ ہوا ے ضرار! کیا تم اس بات کے قائل ہو؟ اس نے کہا ہر گز ایسا نہیں ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف محتاج نہ ہوں تو ہشام کہتے ہیں کہ پھر ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے وہ یہ کہ کوئی ایسا عالم ہونا چاہے جسے خود رسول اللہ تعالیٰ (ص) نے معین کیا ہو اور وہ سہو و نسیان کا مرتکب نہ ہو اور گناہوں سے معصوم ہو اور لوگ اس کی طرف محتاج ہوں وہ لوگوں کا محتاج نہ ہو جس کا نسب معلوم ہو جو اپنے زمانے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو تمام لوگوں سے زیادہ شجاع ہو اور سب سے زیادہ سخی ہو کیونکہ جس میں یہ صفات نہیں ہوں گی وہ کہیں نہ کہیں غلطی کر سکتا ہے اور اللہ و رسول کا معین کردہ ہر گز غلطی نہیں کر سکتا ہے ضرار نے پوچھا آجکل ان صفات کا مالک کون ہے؟ ہشام بولے اس مقام کے اہل امیر المومنین ہیں، ہارون الرشید ہشام کا یہ کلام سنکر خوش ہوا کہ اس کا مقصود میں ہوں جعفر بن یحییٰ نے کہا نہیں بلکہ ان کا مقصود موسی بن جعفر (علیہما السلام) ہیں یہ سنکر ہارون الرشید کہنے لگا اگر اس طرح کا کوئی شخص ہو تو میری بادشاہت ایک گھنٹے کو بھی باقی نہیں رہ سکتی ہے اللہ کی قسم اس شخص (ہشام) کی زبانی گفتگو لوگوں کے قلوب پر ایک لاکھ شمشیروں سے زیادہ جلدی اثر کرنے والی ہے یحییٰ بن خالد نے جب ہارون سے اس طرح کی گفتگو سنی تو اندازہ کر لیا کہ یہ اب ہشام کو قتل کر کے چھوڑے گا لہذا اس نے ہشام کو آکر خبر دیدی ہشام قضائے حاجت کے

بہانے وہاں سے نکل گئےاور کوفہ جاکر بشیر نبّال کے گھر پناہ لی اور وہیں موت کے مرض میں مبتلا ہو کر رحلت کی۔

٣۔ محمد بن زیادازدی کہتے ہیں میں نےامام موسیٰ بن جعفر(علیہماالسلام) سےاس آیت: (وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةظٰاهِرَةوَبٰاطِنَة) کی تفسیر پوچھی توحضرت نےفرمایا:اس آیت میں نعمت ظاہری سےامام ظاہر مراد ہےاور نعمت باطنی سے بھی امام غایب مراد ہے، میں نے کہاکیاآئمہ کے درمیان کوئی ایساہےجوغائب ہو؟توحضرت نےفرمایا:ہاں وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگامگر قلوب مؤمنین سےاس کی یاد ختم نہیں ہوگی اوروہ ہم میں سے بارہواں امام ہےاللہ تعالیٰ نےہرامت کے لئے کچھ دُشواریاں رکھی ہیں اور پھران کوآسان کیاہےاللہ تعالیٰ اس امام کے لئےزمین کے خزانوں کوآشکار کردےگااورہر دوری کواس کے لئےنزدیک کردےگااوراس کےذریعہ سےزمانےکےہرظالم وجابروسرکش افراد کوہلاک کردےگااس کی ولادت اوراس کاذکراوراس کانام لینالوگوں کے لئے دشوار ہوگایہاں تک کے اللہ تعالیٰ اسےظاہر کرےاوروہ زمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردےگاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھر چکی ہوگی۔

امام رضاعلیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔ حسین بن خالدکہتے ہیں میں نےامام علی رضاعلیہ السلام کویہ کہتےسناکہ:جس میں پرہیزگاری نہیں وہ دین نہیں رکھتااوروہ تقویٰ نہیں رکھتا،تم میں سےاللہ تعالیٰ کے

نزدیک بہترین انسان وہ ہےجوزیادہ ترتقیہ پر عمل کرتاہےلوگوں نے پوچھافرزند رسول(ص)کب تک؟توآپ نےفرمایا:جب تک ہم اہل بیت کاقائم(عج) ظہور نہیں کرتااور جو بھی ہمارے قائم کے ظہور سے پہلے تقیہ کوچھوڑتاہےتووہ ہم سے نہیں ہے،لوگوں نے کہا فرزندِرسول وہ آپ اہل بیت کے قائم کون ہیں؟توآپؑ نےفرمایا:وہ میراچوتھافرزندہے جس کےذریعہ اللہ زمین کوہرظلم وستم سے پاک کردےگااوروہ ایساہےجس کی ولادت میں لوگ شک کریں گےجس کوطویل غیبت ہوگی اورجب وہ طویل غیبت کےبعد ظہور کرے گاتوزمین اس کےنورسے منورہوجائے گی اوروہ لوگوں کےدرمیان عدالت کوجاری کرےگا اس وقت کوئی کسی پرستم نہیں کرےگاجس کے لئےآسمان سےیوں ندآئے گی جسےسب سنیں گے:الاان حجةاللہ قدظھرعندبیت اللہ فاتبعوہ فان الحق معہ وفیہ ''یعنی:آگاہ ہوجاؤکہ کعبہ کےپاس حجتِ الٰہی کاظہورہوچکاہےتم لوگ اس کی اتباع کرو کیونکہ حق اس کےساتھ ہےاوروہ حق کےساتھ ہے،یہی مطلب ہےاس آیت کاجس میں ارشادہوا:اِنْ نَشَأْنُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمٰاءِآيَةً فَظَلَّتْ اَعْنٰاقُهمْ لَهاخٰاضِعِيْنَ) (سورہ شعراء آیہ ۴)یعنی:اگرہم نےچاہاتوان پرآسمان سےنشانی کونازل کریں گےتوان کی گردنیں تواضع سےجھک جائیں گی۔

۲۔عبداللہ بن صالح ہروی کہتےہیں میں نےدعبل بن علی خزاعی سےسناکہ وہ کہہ رہے تھےکہ ایک دفعہ میں نےامام علی رضا(علیہ السلام)کےپاس یوں اپنےقصیدہ کاآغازکیا،

مَدارسُ آیاتٍ من تلاوة ومنزل وحی مقفر العرصا ت

یعنی :مدارس آیات جن کی تلاوت کوترک کردیاگیاہےوحی نازل ہونےکی جگہ بے آب وگھاس بیاباں میں تبدیل ہوچکی ہے۔

اورجب میں پڑھتےپڑھتےان اشعارپر پہنچاکہ:

خروج امام لامحالة خارج یقوم علی اسم اللہ والبرکات

یعنی ایک امام کالامحالہ خروج ہوگاجواللہ کانام اوربرکاتِ الٰہی کے ذریعہ قیام کرے گا۔

یُمیّزفِینَاکُلَّ حَقّ وبَاطل ویَجْزی علی النعمَاءِوالنَّقمَات

یعنی: پھراس وقت ہمارےدرمیان حق وباطل کی تمیزہوجائےگی اچھوں کوجزاءاوربروں کوسزامل جائےگی.توامام علی رضا(ع)نےکافی گریہ کیاپھرکہنےلگےاے خزاعی یہ دوآخری شعرروح القدس(یعنی جبرئیل امین)نےتمہاری زبان پرجاری کئےہیں کیاتمہیں معلوم ہے کےوہ ظہورکرنےوالاامام کون ہوگا؟میں نےکہامجھےنہیں معلوم میں نےصرف یہ سناہےکہ آپ کاایک فرزندظہورکرےگااورزمین کوفسادسےپاک کرےگااوراسےعدل وانصاف سےاس طرح سےپاک کردےگاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی امام نےفرمایا:اےدعبل! میرےبعدامام میرابیٹامحمدؑ ہوگااوراس کےبعدامام اس کابیٹاعلیؑ اوراس کےبعدامام اس کابیٹاحسنؑ اورپھرحسنؑ کےبعد اس کابیٹاحجت قائم(عج)ہوگااس کی غیبت میں

لوگ اس کے ظہور کے منتظر رہیں گے اوراس کی اطاعت میں زندگی بسر کریں گے اگر اختتام دنیاکاایک دن بھی باقی رہ جائے گاتواللہ تعالیٰ اسے اتناطولانی کرے گاکہ وہ قائم(عج) ظہور کرےاورزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی اوریہ کہ وہ کب ظہور کرے گاتواس سلسلہ میں جب ہمارے جدرسول اللہ (ص) سے سوال کیاگیاتوآنحضرتؐ نے جواب دیا:اس کے ظہورکی مثال قیامت کی مثال ہے جس کے بارے میں ارشادپروردگار ہوتاہے:لاَیُجَلِّیھالِوَقْتِھااِلَّاھوَثَقُلَتْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ لاَتَاْتِیکُمْ اِلَّابَغْتَۃً) (سورہ اعراف آیہ ۱۸۷)

یعنی:اسے کوئی بھی اس کے وقت سے پہلے نہیں لاسکتاسوائے ذات پروردگارکےاوروہ قیامت سخت ہوگی آسمانوں اورزمینوں کے لئےاوروہ قیامت نہیں آئے گی مگراچانک آئے گی۔

۳۔عبداللہ بن صالح ہروی کہتے ہیں ایک دفعہ دعبل بن علی خزاعی نے شہرمرومیں امام علی رضا(علیہ السلام) سے ملاقات کی اورکہااےفرزندِرسول!میں نےآپ کے بارے میں ایک قصیدہ کہاہے جومیں چاہتاہوں سب سے پہلے خودآپ کے سامنے پڑھوں،امام نے فرمایا:پڑھو،تواس نے پڑھا:

مَدٰارِسُ آیٰاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلاوَۃٍ وَمَنْزِلُ وَحْیٍ مُقْفِرُ العَرَصاتِ

یعنی:مدارس آیات جن کی تلاوت کوترک کردیاگیاہے۔۔۔

وحی نازل ہونے کی جگہ بے آب وگھاس بیابان میں تبدیل ہوچکی ہے۔

اورجب وہ اس شعر پر پہنچاکہ:

أرىٰ فِيْئَهمْ فی غَيْرِهِمْ مُتَقَسِّماً وَأَيْديهمْ مِنْ فِيْئِهمْ صَفِراتِ

یعنی میں دیکھ رہاہوں غنائم کوغیروں میں تقسیم کیاجارہاہے

اوران کے ہاتھ اپنے ہی غنائم سے خالی ہیں۔

توامام رضاعلیہ السلام نے شدید گریہ کیااورکہااے دعبل!تم نے سچ کہاپھرجب اس نے یہ شعر پڑھاکہ:اِذاوُتِرُوامَدُّواسِلیٰ واتِريهمْ أكُفّاًعَنِ الأوتارِمُنْقَبضَاتِ

یعنی جب بدلالیاجائےگاان سے...توان کے ہاتھ اپنے دشمنوں کی طرف بڑھیں گے،

توامام علی رضاعلیہ السلام نےاپنےہاتھوں کوملتےہوئےکہاکہ بیشک اللہ کی قسم ہمارے ہاتھوں کوباندھ دیاگیاہےاورجب وہ اس شعر پر پہنچاکہ:

لَقَدْخِفْتُ فِی الدُّنْیاوَأيّامِ سَعْيِها وَاِنِّ لَأَرْجُوالأَمْنَ بَعْدَوَفاتِ

یعنی:میں دنیامیں سختی گزاررہاہوں۔۔۔اس امیدپرکہ مجھےوفات کےبعدامن وامان حاصل ہو۔

توامام علی رضاعلیہ السلام نے دعبل کودُعادی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنے حفظ وامان میں رکھے پھرجب دعبل نے یہ شعرپڑھاکہ:

وَقَبْرِببَغْدادٍلِنَفْسٍ زَكِيَّةٍ تَضَمَّنَهُ الرَّحْمٰنُ فِي الْغُرُفاتِ

یعنی بغداد میں نفس زکیہ کی قبرہے۔۔۔جسے اللہ تعالیٰ نے بہشتی غرفوں میں سے قراردیاہے۔

توامام علی رضاعلیہ السلام نےاس سے کہاکہ کیامیں تمہارےان اشعارمیں دوبیت کااور اضافہ کردوتواس نے کہاہاں اےفرزندرسول!اس وقت امام نے یہ دوشعرکہے:

وَقَبْرِبِطُوسٍ يَالَهامِنْ مُصيبَةٍ تُوَقَّدُف الأَحْشَاءِ بِالْحَرَقاتِ

یعنی:ایک قبرطوس میں بھی ہےہائےافسوس اس کی مصیبت پر۔

کہ اس میں آتشی شعلےروشن کئے جائیں گے۔

اِلَى الحَشْرِحَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ قائِماًيُفَرِّجُ عَنَّاالْهمَّ وَالْكُرُباتِ"

یعنی:اس وقت تک جب اللہ قائم کوظہورکی اجازت دے۔جوہم سے ہمارے ھم وغم کودورکرے گا۔

تودعبل نے سوال کیافرزندرسول یہ طوس میں کس کی قبرہے؟توامام علی رضاعلیہ السلام نےفرمایا:وہ میری قبرہوگی کچھ ہی عرصہ بعدشہرطوس میرے شیعوں اورمیرےزوارّوں کےرفت وآمدکی جگہ ہوگی اوریادرکھوجوبھی میری غربت میں میری زیارت کوآئےگاتو

قیامت کے دن وہ میرا پڑوسی ہوگا اور بخش دیا جائے گا، پھر امام علی رضا علیہ السلام نے دعبل کے اشعار سننے کے بعد اس سے کہا کہ تم ذرا یہیں بیٹھنا اور آپ گھر میں داخل ہوئے اور کچھ ہی دیر کے بعد امام کے خادم نے سو دینار کی تھیلی لا کر دعبل کو دی کہ امام نے کہا ہے اسے اپنے لئے سنبھال کر رکھو، دعبل نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ قصیدے اُجرت کے لئے نہیں پڑھے ہیں اور یہ کہہ کر خادم کے ہاتھ دینار کی تھیلی کو واپس کرتے ہوئے امام کے پرانے لباس میں سے ایک کپڑا تبرک کے طور پر طلب کیا، امام نے اپنا ایک کُرتہ اور وہی سو دینار کی تھیلی یہ کہہ کر دوبارہ بھیجوائی کہ اس تھیلی کو اپنے پاس رکھو کے عنقریب تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، دعبل وہ کرتا اور تھیلی لیکر چلے ان کی واپسی قافلے کے ساتھ ہوئی جس پر اتفاقاً ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور ان کا مال واسباب لوٹ لیا اسی دوران دعبل نے اپنا کہا ہوا شعر سنا جو کوئی پڑھ رہا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں ان کے غنائم کو غیروں میں تقسیم کیا جا رہا ہے اور ان کے ہاتھ اپنے ہی غنائم سے خالی ہیں، دعبل نے جب اپنا کہا ہوا شعر دوسرے سے سنا تو اس سے کہا تم جانتے ہو یہ شعر کس کا ہے اس نے کہا ہاں یہ شعر دعبل بن علی کا ہے دعبل نے اس سے کہا کہ وہ دعبل میں ہی ہوں اس شخص نے اپنے سردار سے جا کر بتلایا جو ٹیلے پر نماز پڑھ رہا تھا اور شیعوں میں سے تھا وہ خود دعبل کے پاس آیا اور پوچھا تم ہی دعبل ہو؟ اس نے کہا ہاں اور مزید اپنے اشعار پڑھے یہ سنکر وہ ڈاکوں کے سردار نے حکم دیا کہ اس قافلے والوں کے تمام مال واسباب لوٹا دیئے جائیں اس طرح جو کچھ بھی اس قافلے والوں کا لُٹا تھا دعبل کے احترام میں وہ انہیں واپس مل گیا دعبل وہاں سے چلے اور قم پہنچے تو ایک

مسجد میں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے وہی قصیدہ پڑھا تو لوگوں نے بہت سے تحفے تحائف اُنہیں دیئے اور انھوں نے جو دعبل کے پاس امام کے متبرک کُرتے کے بارے میں سُنا تو دعبل سے اسے ہزار دینار کے عوض طلب کیا دعبل نے انکار کیا لوگوں نے کہا اچھا اس کا ایک ٹکڑا ہمیں ہزار دینار کے عوض دیدیں تب بھی دعبل نے قبول نہ کیا اور پھر دعبل وہاں سے نکل کر (بلد) نامی آبادی میں پہنچے تو کچھ جوانوں نے آکر وہ کرتہ ان سے چھین لیا دعبل نے واپس قم آکر لوگوں سے کہا کہ مجھے ان جوانوں سے وہ کرتہ واپس دلوادو مگر ان جوانوں نے انکار کیا اور جب دعبل اس کرتے کے ملنے سے ناامید ہو گئے تو ان سے کہا کہ اچھا اس کا ایک ٹکڑا ہی مجھے دیدو انھوں نے مان لیا اور اس کرتے کا ٹکڑا اور ہزار دینار دعبل کے سپرد کر دیئے، دعبل جب اپنے وطن پہنچے تو دیکھا کہ چوروں نے ان کے گھر کا سارا مال واسباب لوٹ لیا ہے اس وقت دعبل کو امام کے دیئے ہوئے سو دینار کی اہمیت کا اندازہ ہوا اور کیونکہ انکی ایک کنیز تھی جسکی آنکھیں خراب ہو گئیں تھیں اور حکیموں نے جواب دیدیا تھا تو دعبل نے امام کے کرتے کا وہ ٹکڑا اس کی آنکھوں پر ملا تو اُسے دوبارہ سے آنکھوں کی بینائی مل گئی اور ایسا لگتا تھا کہ وہ مریض ہی نہیں تھی۔

۴۔ ریان بن صلت کہتے ہیں میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ آپ صاحب الامر ہیں؟ تو امام نے کہا ہاں میں صاحب الامر ہوں مگر وہ جو پوری زمین کو آکر عدل وانصاف سے بھر دے گا وہ نہیں ہوں میں وہ کیونکر ہو سکتا ہوں جبکہ تم میرے بدن کے ضعف کو دیکھ رہے ہو اور وہ قائم جو طاقتور جوان کی صورت میں ظہور کرے گا جو بڑے سے بڑے درخت

کو بھی اپنے ہاتھوں سے نکال پھینکے گا اگر وہ پہاڑوں کے درمیان چیخ بلند کرے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اللہ اسے اپنے پردۂ غیب میں رکھے گا اور پھر اسے ظاہر کرے گا اور اسکے ذریعہ سے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔

امام محمد تقی علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔ عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور چاہا کہ حضرت سے سوال کروں کہ مہدی (عج) وہی ہیں یا کوئی اور ہے؟ تو امام نے خود گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوالقائم! ہمارا قائم وہی مہدی (عج) ہے جس کی غیبت میں لوگ اس کا انتظار کریں گے اور اس کے ظہور کرنے پر اس کے فرمان پر عمل کریں گے اور وہ میرا تیسرا فرزند ہے اس اللہ کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو نبوت پر مبعوث کیا اور امامت کے لئے ہمیں منتخب کیا اگر دنیا کی عمر ایک دن کے برابر بھی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا طولانی کرے گا کہ وہ مہدی (عج) ظہور کرے اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس کے ظہور کا فیصلہ اچانک ہی فرمائے گا جس طرح موسیٰ کلیم اللہ کے بارے میں ایک رات میں فرمایا: جب وہ اپنی زوجہ کی سردی مٹانے کے لئے اس سردی والی سفر کی رات میں آگ لینے گئے اب جو لوٹے تو وہ رسول ونبی تھے اور ہمارے اس قائم کی غیبت میں بہترین عمل اس کے ظہور کی دعا ہے۔

۲۔عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرزند رسول مجھے امید ہے کہ وہ قائم جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے وہ آپ ہوں گے؟ تو امام نے فرمایا: اے ابوالقاسم! وہ قائم جو دینِ الٰہی کا ہادی ورہبر ہوگا اور جس کے ذریعہ اللہ زمین کو کفر وشرک سے پاک کر کے عدل وانصاف سے بھر دے گا وہ قائم ہے جسکی ولادت لوگوں پر پوشیدہ ہوگی اور اس کا نام لینا جائز نہیں ہوگا اس کا نام وکنیت اپنے جد رسول اللہ (ص) کے جیسے ہوں گے زمین کو جس کا مطیع بنادیا جائے اور ہر دشوار کام اس کے لیئے آسان ہو جائے گا اور اس کے دور دراز سے اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ اصحاب جمع ہو جائیں گے جیساکہ ارشاد رب العزت ہے: اَیْنَ مَاتَکُونُوا یَاْتِ بِکُمْ اللّٰہ جَمِیعًا اِنَّ اللّٰہ عَلَی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیر) (سورہ بقرہ آیہ ۱۴۸)

یعنی: تم لوگ جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جب اتنے اصحاب کی تعداد پوری ہو جائے گی تو وہ قائم اذن پروردگار کے تحت ظہور فرمائیں گے اور دشمنانِ الٰہی کو قتل کریں گے اور مدینہ میں داخل ہو کر لات وعزی نامی دونوں بتوں کو باہر نکال کر جلائیں گے۔

۳۔صقر بن ابی دلف کہتے ہیں میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میرے بعد امام میرا بیٹا علی النقی (ع) ہوگا اس کا حکم میرا حکم ہوگا اس کی اطاعت میری اطاعت ہوگی اس کے بعد اس کا بیٹا حسن عسکری (ع) امام ہوگا اس کا حکم اس کے باپ کا حکم اور اس

کی اطاعت اس کے باپ کی اطاعت ہوگی،راوی نے پوچھا:فرزندِرسول حسن عسکری (ع) کے بعدامام کون ہوگا؟توآپ نے شدید گریہ کیااورفرمایا: حسن عسکری(ع)کابیٹاقائم (عج) امام منتظرہوگا،راوی نے پوچھافرزندرسول کیوں ان کو قائم کہتے ہیں؟توحضرت نے فرمایا: کیونکہ وہ اس وقت جب لوگ اسے بُھلابیٹھیں گےاوراس کی امامت کے معتقدلوگ بھی مرتدہوجائیں گےتووہ قیام کرےگا،راوی نے پوچھا: کیوں ان کومنتظرکہتے ہیں ؟توآپ نے فرمایا: کیونکہ اسے طولانی غیبت حاصل ہوگی اوراس کے مخلص شیعہ اس کے قیام کے انتظارمیں ہوں گےاورشک کرنےوالےاس کے وجودکاانکارکربیٹھیں گےاوراس کاانکار کرنےوالے منتظرین کامذاق اُڑائیں گےمگروہ اس پرصبر کریں گےاوراس کی غیبت میں اس کے ظہورکےوقت کو معین کرنےوالے جھوٹےاورجلدی کرنےوالےہلاک اوراس کی اطاعت پرباقی رہنےوالے نجات پائیں گے۔

امام علی نقی علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہواامام نے جیسے ہی مجھے دیکھاتوخوشی کے عالم میں فرمایا: مرحباےابوالقائم ! بیشک تم ہمارے حقیقی دوستوں میں سے ہو،میں نے عرض کیافرزندرسول میں اپنے عقیدے کوآپ کے سامنے پیش کرتاہوں آپ سنکرفیصلہ فرمایئےگاکہ آپ اس سےراضی ہیں یانہیں؟پھرمیں نےاللہ کی وحدانیت،رسول کی رسالت اورقیامت کی حقیقت کی گواہی دی اورکہاکیونکہ

پیغمبر اسلام آخری پیغمبر وخاتم النبیین تھےاور دین کو کیونکہ قیامت تک باقی رہناہےلہٰذا نبی کے خلیفہ وجانشین علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) پھرامام حسن(ع) پھرامام حسین(ع) پھر علی بن الحسین(ع) پھر محمد بن علی(ع) پھر جعفر بن محمد(ع) پھر موسیٰ بن جعفر(ع) پھر علی بن موسیٰ(ع) پھر محمد بن علی(ع) پھرآپ ہیں توامام علی النقی(ع) نے کہامیرے بعد میرا بیٹاحسنؑ میراجانشین اورامام ہوگااس کے بعداس کابیٹاقائم(عج)امام ہوگاجوطویل غیبت کے بعدجب ظہور کرے گاتودنیاکواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گاجس طرح دنیاظلم وجورسے بھرچکی ہوگی میں نے کہامیں آپ کےان دونوں فرزندوں کی بھی تصدیق کرتاہوں اورمعتقدہوں کہ اُنہیں دوست رکھنےوالےاللہ کے بھی دوست ہیں اوران سے دشمنی رکھنےوالےاللہ کے بھی دشمن ہیں اورمیں اس بات کا بھی معتقدہوں کہ معراج حق ہےقبرکےسوال وجواب حق ہیں جنت وجہنم حق ہیں میزان وقیامت حق ہیں ان میں کسی قسم کاکوئی شک شبہ نہیں ہےاور محشرکےدن اُٹھایاجانابرحق ہےاوراس بات کی بھی تصدیق کرتاہوں کےولادت اوردیگرواجبات کے بعدنماز،زکات،روزہ،حج،جہاد،امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی برحق ہیں امام ہادی(ع) نےفرمایا:اےابوالقائم! بیشک یہی دینِ حق ہےجسےاللہ نےاپنےبندوں کے لئےپسندفرمایاہےلہٰذاتم اسی عقیدےپرثابت قدم رہواللہ تمہیں دنیاوآخرت میں اسی عقیدےپرثابت رکھے۔

۲۔صقربن ابودلف کہتےہیں جب متوکل نے میرےمولاوآقاامام علی النقی (ع) کوقیدکیاتو ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں پہنچااورکہافرزندِرسول میں آپ سےملاقات کرنے

اور پیغمبر(ص)کے اس قول:لاتُعادُوا الاَیّامَ فَتُعادِیکُمْ" یعنی:ایام سے دشمنی نہ کروکہ وہ تم سے دشمنی کریں گے،کے معنی پوچھنے آیاہوں توحضرت نے فرمایا:ان(ایام)سے مراد ہم ہیں اور ہمارے ہی سبب سے زمین وآسمان قائم ہیں ایام ہفتہ میں(السّت)یعنی ہفتہ جوکہ پیغمبر(ص)کانام ہےاور(الاحد)یعنی اتوارجوکہ امیرالمؤمنین علی(ع)کانام ہے اور (الاثنین)یعنی پیرجوکہ امام حسن(ع)وامام حسین(ع)کانام ہےاور(والثلٰثۃ)یعنی منگل جوکہ امام سجادوامام باقرواما م صادق علیہم السلام کانام ہےاور(الاربعہ)بدھ جوکہ امام کاظم وامام رضاوامام جواد علیہم السلام کانام ہےاور میرانام(الخمس)ہےاور میرے بیٹے حسن عسکری(ع)کانام(الجمعۃ)ہےاسی طرح میرے بیٹے کے بیٹے قائم کاجوزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردےگاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی،یہی ہے قول پیغمبر(ص) میں (ایام)کامطلب کہ دنیامیں ان سے دشمنی نہ کروکہ وہ آخرت میں تم سےاس کابدلا لیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایات غیبت حضرت قائم(عج)کے بارے میں

ا۔احمد بن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہواکہ ان سے ان کے جانشین کے بارے میں سوال کروں توحضرت نے خود گفتگوکاآغاز کرتے ہوئےفرمایا:اےاحمد بن اسحاق!اللہ نے حضرت آدم(ع)سے لیکر تاقیامت زمین کوکبھی بھی حجت الٰہی سے خالی نہیں رکھاہےاسی حجت الٰہی کےذریعہ اہل زمین سے بلائیں دورہوتی ہیں اورباران رحمت نازل ہوتی ہےاورزمین اپنی برکات کو

ظاہر کرتی ہے میں نے کہافرزندِ رسول آپ کے بعدآپ کاجانشین اورامام کون ہوگا؟توامام جلدی سے گھرمیں گئےاوراپنی پیٹھ پرسوارایک تین سال کے بچے کولائے جس کاچہرہ چودھویں کے چاندکی طرح چمک رہاتھااسے مجھے دکھاتے ہوئےفرمایا:اےاحمد بن اسحاق! اگراللہ کےنزدیک تمہارامقام نہ ہوتاتومیں اپنےاس بیٹے کوجو میرےبعدامام اورحجت الٰہی ہوگانہ دکھاتا،اس کانام اورکنیت ہمارےجدرسول اللہ(ص)کےہمنام ہےیہی وہ ہےجوزمین کوعدل وانصاف سے بھردےگاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی اےاحمد بن اسحاق! اس کی مثال خضرؑاورذوالقرنینؑ کی سی ہےاوراسےطویل غیبت ہوگی اس وقت صرف وہ لوگ نجات پاسکیں گےجواس کی امامت کے عقیدےپرباقی رہتےہوئےاس کے ظہورکی دعاکرتےہوں گے،احمد بن اسحاق کہتےہیں فرزندرسول اس بات کی کوئی نشانی بھی ہےکہ میراقلب مطمئن ہوجائے؟تووہ تین سال کابچہ گویاہوااوراس نے فصیح عربی میں یوں کلام کیا:"اَنَابَقِیَّۃُاللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ اَعْدَائِہٖ"اورفرمایا:اےاحمد بن اسحاق! مشاہدے کےبعدنشانی کی جستجو نہ کرو،احمد بن اسحاق کہتےہیں میں اس دن خوش وخرم اپنےگھرکولوٹادوسرےدن پھرامام حسن عسکری(ع)کی خدمت میں حاضرہوکرعرض کیا: فرزندرسول یہ جوآپ نےکہاکہ اس کی مثال خضرؑاورذوالقرنینؑ کی سی ہےتوان کی کون سی علامت اس بچےمیں ہوگی؟توامام حسن عسکری(ع)نےفرمایا:اس کی طولانی غیبت کی وجہ سےجوامرِالٰہی کےسبب ہوگی اوروہ اللہ تعالیٰ کےغیبی رازوں میں سےایک ہےلہٰذا

اےاحمد بن اسحاق! جو باتیں میں نے تمہیں بتائیں ہیں انہیں محفوظ رکھنااوراللہ کاشکرادا کروتاکہ کل قیامت کے دن اعلیٰ درجات کو پاسکو۔

نوٹ: مؤلف نےمذکورہ روایت کوعلی بن عبداللہ وراق سےانھوں نےسعد بن عبداللہ سےاورانھوں نے بلاواسطہ احمد بن اسحاق سے سنی ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں روایات

ا۔عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں میں نے بعض کتب آسمانی میں پڑھاہے کہ حضرت خضر(ع) اللہ کے صالح بندےاورحجتِ الٰہی تھےاگرچہ وہ پیغمبر نہیں تھےمگراللہ نےانہیں زمین پرقدرت دی ہوئی تھی اورانہیں آب حیات کے چشمہ کے بارے میں بتادیاتھاکہ جو بھی اس چشمہ سے پانی پیئےگاتووہ قیامت تک زندہ رہےگالہٰذاوہ آبِ حیات کی جستجومیں نکلے یہاں تک کےایسے مقام پر پہنچے کہ وہاں۳۶۰چشمہ تھےخضرؑاپنےساتھیوں سےآگےآگے چل رہےتھےانھوں نےاپنےتمام ساتھیوں کےہاتھ میں ایک ایک نمکین مچھلی پکڑائی کہ وہ ان چشموں سےانہیں دھوئیں اورخضرؑ بھی ایک مچھلی لیکرایک چشمہ پرگئےاوراپنی مچھلی کو جواس میں دھویاتووہ زندہ ہوگئی اورحرکت کرنےلگی اب جوخضرؑنےیہ منظردیکھاجان گئے کہ آب حیات یہی ہے پھرخضرؑنےخود بھی پانی میں غوطہ لگایااورتیرتےہوئےپانی پینے لگےاب جوسب ساتھی مقررہ جگہ پرجمع ہوئےتوہرایک کےہاتھ میں مچھلی تھی مگرخضرؑ کےہاتھ میں مچھلی نہیں تھی ذوالقرنین نے ماجراپوچھاتوانھوں نےپوری داستان بتادی

انھوں نے پوچھاکیاتم نےاس چشمہ کاپانی پیا؟توانھوں نے کہاہاں توذوالقرنین نے کہابیشک تم اسی وقت کے لئے خلق کئے گئے تھےاور تمہیں مبارک ہو قیامت تک کی زندگی۔

۲۔حسن بن علی بن فضال کہتے ہیں میں نےامام علی رضاعلیہ السلام کو یہ کہتے سناکہ حضرؑ نےآبِ حیات پیااوروہ زندہ ہیں صور پھونکے جانےتک وہ ہمارے پاس آتے ہیں ہمیں سلام کرتے ہیں تم لوگ ان کی آواز کو سنتے ہومگرخودان کونہیں دیکھ پاتے ہواورانہیں جہاں بھی یادکیاجائےوہ حاضرہوتے ہیں جو بھی انہیں یادکرےان پرسلام کرےوہ ہرسال حج کے موسم میں تمام مناسک حج کے موقع پر پہنچتے ہیں اورعرفات میں توقف کرتے ہیں اور لوگوں کی دعاؤں پرآمین کہتے ہیں انہیں کےذریعہ سےاللہ قائمِ آل محمد علیہم السلام کو غیبت میں ان کی تنہائی اورغربت کودورکئےہوئے ہے۔

۳۔امام علی رضاعلیہ السلام فرماتے ہیں:جب رسول اللہ(ص)کی وفات ہوئی توایک شخص درِخانہ کے پیچھے کھڑے ہوکر:اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَھلَ بَیْتِ مُحَمَّدْ(ص)"کہہ کراہل خانہ کوتعزیت پیش کرتاہےمگرگھروالےاسے نہیں دیکھتے ہیں توحضرت علی (ع)فرماتے ہیں یہ وہی خضر ہیں جورسول اللہ(ص)کی وفات پرتعزیت پیش کرنےآئے تھے۔

نکتہ:حضرت خضرؑ کے نسب کے بارےمیں دواقوال ہیں ایک قول یہ ہےکہ ان کا اصل نام خضرویہ تھاجوکہ فرزند قابیل بن آدم(ع)تھےانہیں خضرؑ کہنےکاسبب یہ ہےکہ وہ جس زمین پر بھی بیٹھتے تھےوہ سرسبزوشاداب ہوجاتی تھی اوران کی عمرتمام انسانوں سےزیادہ طولانی

ہےاوردوسراقول یہ ہے کہ ان کانام''بلیا''بن ملیکان بن عامر بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہےجس کی اسناد مؤلف کی کتاب علل الشرایع میں ذکر ہوئی ہیں۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں روایات

۱۔ابوبصیرامام محمد باقرعلیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:ذُوالقرنین پیغمبر نہیں تھےبلکہ اللہ کےنیک وصالح بندےتھےوہ اللہ سے بہت محبت رکھتےتھےاوراللہ بھی انہیں دوست رکھتاہےانھوں نےاپنی قوم کو تقوائےالٰہی کی طرف دعوت دی توان کی قوم نےان کے سرمیں ضربت ماری ذوالقرنین کچھ عرصہ کےلئے قوم کےدرمیان سے غائب ہوگئےپھران کے درمیان لوٹ آئے پھرسے قوم والوں نےان کے سرپرضربت ماری پہلے کی مخالف سمت پر۔

۲۔بنی اسد کاایک شخص کہتاہےکہ میں نےحضرت علی علیہ السلام سےسوال کیاکہ ذوالقرنین کس طرح سےمشرق ومغرب پہنچ جایاکرتےتھے؟حضرت نےجواب دیا:اللہ تعالیٰ نےایک بادل کوان کاتابع بنادیاتھااوروسائل ان کےلئےفراہم کردیئےتھےاورشب وروزان کےلئےبرابرتھے۔

۳۔جابربن عبداللہ انصاری پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سےروایت کرتےہیں کہ آپؐ نےفرمایا:ذوالقرنین ایک بندہ صالح تھےجنہیں اللہ نےاپنےبندوں پرحجت قراردیاتھااوروہ

اپنی قوم کواللہ کی طرف دعوت دیتے تھے مگر قوم والوں نے ان کے سر پر ضربت لگائی وہ کچھ عرصہ کے لئے قوم والوں کی نظروں سے غائب ہوگئے لوگ یہ سمجھے کہ شاید وہ مر چکے ہیں پھر وہ قوم والوں کے درمیان ظاہر ہوئے تو انھوں نے ان کے سر کے دوسری طرف ضربت لگائی، تمہارے درمیان بھی کوئی ہے جو ان کی روش پر ہو اور اللہ نے ذوالقرنینؑ کو زمین پر قدرت دی اور انھوں نے مشرق و مغرب کی سیر کی اللہ نے اسی روِش کو ہمارے آخری قائم میں قرار دیا ہے جو شرق و غرب پر حکومت کرے گا اور زمین کے تمام خزانوں کو اس کے لئے آشکار کردے گا اس کا خوف دشمن کے دل میں بٹھادے گا اور وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۳۔ عبداللہ بن سلیمان جو بعض کتب آسمانی کے عالم تھے کہتے ہیں ذوالقرنین اسکندریہ شہر کے رہنے والے تھے اور بچپن ہی سے مودّب اور خوش اخلاق تھے اور جب بڑے ہوئے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ سورج کے نزدیک ہو چکے ہیں اور ان کے ہاتھ میں شرق وغرب دونوں کی شاخیں ہیں اب جب بیدار ہو کر انھوں نے اپنی قوم والوں کو یہ خواب بتایا تو قوم والوں نے انہیں ذوالقرنین کا نام دیا اور اس کے بعد سے قوم والوں میں وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے انھوں نے اپنی قوم والوں کو اسلام کی طرف دعوت دی سب اسلام لے آئے پھر انھوں نے ایک مسجد تعمیر کروائی جس کی لمبائی سو ذراع اور چوڑائی دو سو ذراع اور اونچائی بھی سو ذراع رکھوائی اور اس مسجد کو غریب و مسکین لوگوں کی مدد کا مقام بھی قرار دیا پھر انھوں نے دس دس ہزار افراد کے چار لشکر تشکیل دیئے جو کہ مسکین

لوگوں پر مشتمل تھےاور مغرب کاانھوں نے قصد کیاتواللہ نےذوالقرنین کی طرف وحی کی (اےذوالقرنین !مشرق سےلیکر مغرب تک تمام خلائق پر تم ہماری طرف سے حجت ہواوریہ تمہارےاس خواب کی تعبیرہے)ذوالقرنین کہتےہیں پروردگارتوخودجانتاہےکہ تونے مجھےایسی بڑی ذمہ داری سونپی ہےکہ جسےانجام دینےکی قدرت فقط توخودہی رکھتا ہےلہٰذامجھےان اُمّتوں کےحالات سےآگاہ کراورپھرمیں کس لشکرکےذریعہ سےاتنی ساری قوموں پرغالب آسکتاہوں؟اورکس طرح سےان کواپنی بات سمجھاسکتاہوں؟اورکس دلیل کےتحت انہیں قانع کروں؟اورکس حکمت وحلم وعلم وعدالت کےذریعہ ان کے درمیان فیصلہ کروں؟اورتوجانتاہےکہ ان سب چیزوں پرمجھےقدرت حاصل نہیں ہے بیشک توان تمام چیزوں پرقدرت رکھتاہےاورتوہی رحیم وکریم پروردگارہے،اللہ کی طرف سےذوالقرنین کووحی ہوئی کہ جوکچھ ہم نےتم سےکہاہےہم تمہیں قدرت،فہم اورشرح صدرعطاکریں گےتاکہ تم ہرچیزکوسن سکواورہرزبان میں گفتگوکرسکواورہرچیزکودیکھ سکواور کوئی چیزتم سےپوشیدہ نہ رہےاورتمہاری پشت ایسی مضبوط کردوں گاکہ تم کسی چیزسے خوف زدہ نہ ہوسکواورایساہیبت کالباس تمہیں پہناؤں گاکہ کوئی بھی تمہیں ہراساں نہ کرسکےاورتمہارےارادوں کومستحکم کردوں گااورہرچیزکوتمہارامسخر(تابع)بنادوں گااورنور وظلمت کوتمہارے دولشکر قراردوں گا،ذوالقرنین اس عظیم ذمہ داری کوتوفیقات پروردگار کےہمراہ لیکرنکلےاورپہلےمغرب کاسفرکیاجہاں سے بھی گزرتےلوگوں کواللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتےاگرلوگ قبول کرلیتےتوصحیح ورنہ انہیں تاریکی اپنی گرفت میں لے

لیتی تھی آخرکارانہیں ذوالقرنین کی دعوت کو قبول کرناہی پڑتاتھا،مغرب کاسفر پوراکرنے کے بعدآٹھ دن ورات کاسفر طے کرنے کے بعدایسے پہاڑکے دامن میں پہنچے جو پہاڑ پوری زمین کااحاطہ کئے ہوئے تھاناگہاں ایک فرشتے کودیکھاجواس پہاڑ کواپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہےاور مسلسل تسبیح پروردگارمیں مشغول ہےفرشتےنےجب ذوالقرنین کودیکھاتوپوچھااے آدمی زادتم کس طرح اس مقام تک پہنچے جبکہ تم سے پہلےآج تک کوئی آدمی زادیہاں تک نہیں پہنچ سکاہے؟ذوالقرنین نے کہاجس پروردگارنے تمہیں اس پہاڑپرقدرت دی ہے اسی نے مجھے بھی یہاں تک پہنچنے کی توفیق بخشی ہےپھرذوالقرنین اس فرشتہ سےاس کے حالات پوچھتے ہیں،وہ کہتاہےاللہ نے مجھےاس پہاڑپرمامورکیاہےجوپوری زمین پراحاطہ کئے ہوئے ہےاگریہ پہاڑ نہ ہوتاتوزمین اپنے تمام اہل کےساتھ سرنگوں ہوجاتی اورپوری زمین پراس سےبڑاپہاڑکوئی بھی نہیں ہےیہی سب سےبڑاپہاڑ ہے جسےاللہ تعالیٰ نے خلق کیاجس کی چٹانیں آسمانِ دنیاکےساتھ متصل ہیں جس کی جڑیں زمین کےساتویں طبقہ تک پہنچی ہوئی ہیں پوری زمین پرکوئی ایساشہرنہیں ہےکہ اس کےپہاڑکی جڑیں اس سے مربوط نہ ہوں جب بھی اللہ کسی شہرکوسرنگوں کرناچاہتاہےتومجھے حکم دیتاہےاورمیں ان جڑوں کو ہلادیتاہوں جس سےاس شہرمیں زلزلہ آجاتاہے،جب ذوالقرنین وہاں سےرخصت ہونے لگےتواس فرشتہ سے کہاکہ مجھے کچھ نصیحت کروتواس فرشتہ نے کہاآنےوالےکل کاغم نہ کرو،آج کےکام کوکل پرنہ ٹالو،ہاتھ سے گئی ہوئی چیز پرغم نہ کرو،لوگوں سےپیارومحبت واخلاق سے پیش آؤاورمتکبروظالم نہ بنو،پھرذوالقرنین اپنےساتھیوں کی طرف لوٹےاور

مشرق کی طرف روانہ ہوئے مشرق مغرب کے درمیان یاجوج وماجوج قوم سے ان کی ملاقات ہوئی جو حیوانوں کی طرح کھاتے پیتے اور بچے پیدا کرتے تھے اگرچہ شکلاً انسانوں کے مشابہ تھے مگر بہت ہی چھوٹے قد کے پانچ بالشت تک کے تھے جو برہنہ بدن و پیر صرف اُونٹوں کے بالوں سے بنا ہوا ادھورا لباس ان کے تنوں پر تھا جو گرمی و سردی سے انہیں محفوظ رکھتا تھا ان کے ناخون کانٹوں کی مانند ان کے دانت درندہ حیوانوں کی مانند نوکیلے اور ان کے کان اتنے بڑے بڑے تھے کہ سوتے وقت وہ اپنے ایک کان کو بچھونے اور دوسرے کان سے اوڑھنے کا کام لیتے تھے ان کی غذا ہر وہ چیز تھی جو ان کے ہاتھ لگتی اور خصوصی غذا وہ مچھلیاں ہوتی تھیں جو بارش کے ساتھ ان پر برستی تھیں اور جب بارش ان پر نہیں برستی تو وہ ان کی قحطی اور خشک سالی کے ایام ہوتے وہ حیوانوں کی مانند جہاں چاہتے آمیزش کرنے لگتے اور جب ان پر آسمانی مچھلیاں نہیں برستیں اور بھوکے ہوتے تو وہ اطراف کے علاقوں پر حملے کرتے وہاں کے لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتے اور یہ جی بھر کے کھاتے اور برباد کرتے اور کوئی بھی ان پر غلبہ نہیں پاسکتا تھا اور نہ روک سکتا تھا اور ان کی اتنی زیادہ تعداد تھی کہ کوئی بھی ان کی اولین وآخرین حدود کو نہیں جانتا تھا ان کی نجاست اور بدبو کی بنا پر کوئی بھی ان کے نزدیک نہیں ہو پاتا تھا اور وہ اتنا چیخ وپکار کرتے تھے کہ سو میٹر دور تک ان کی چیخ وپکار سنائی دیتی تھی اور جس علاقہ پر بھی وہ حملہ کرتے وہاں کوئی بھی جاندار باقی نہیں بچتا تھا اور ان میں سے ہر ایک کے ہزار ہزار بچے ہوتے تھے جب ان میں سے کسی کے یہاں ہزار بچے مکمل ہو جاتے تب وہ موت کے لئے آمادہ ہوتا تھا اور کیونکہ لوگوں میں ذوالقرنین کی کافی شہرت

ہو گئی تھی لہٰذا لوگوں نے ذوالقرنین سے آکر اس قوم یاجوج وماجوج کی شکایت کی''اور کہا ان کے اور ہمارے درمیان کوئی محکم دیوار کھڑی کردیں کہ یہ ہمارے علاقوں پر حملہ نہ کر سکیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی قدرت دی ہے کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں تو ذوالقرنین نے کہا جو میرے پروردگار نے مجھے قدرت دی ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کام میں تم لوگ بھی میری مدد کرو اور لوہے کے ٹکڑے جمع کرو۔(سورہ کہف آیت ۹۴ سے ۹۶)

انھوں نے کہا ہم کہاں سے اتنی ساری مقدار میں لوہے کے ٹکڑے جمع کرکے لائیں ذوالقرنین نے کہا میں لوہے اور تانبے کے معدن کی تمہیں رہنمائی کرتا ہوں جہاں جا کر تم لوگ اسے توڑ توڑ کر ان کے ٹکڑے لیکر آؤ،انھوں نے کہا کس چیز سے ہم لوہے اور تانبے کے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو ذوالقرنین نے''سامور''نامی آلات انہیں دیئے جو برف سے زیادہ سفید تھے جس لوہے و تانبے پر وہ اسے مارتے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے یہ وہی آلات تھے جن کے ذریعے سے سلیمان بن داؤد نے بیت المقدس کے ستونوں کے لئے پتھروں کو تراشا تھا اور ان کے ذرات کو گارے کے طور پر تعمیرات میں استعمال کیا تھا لہٰذا ذوالقرنین نے ان لوہے اور تانبے کے اتنی کثیر مقدار میں ٹکڑے جمع کروالئے کہ انہیں پگھلا کر یاجوج وماجوج قوموں کے اس راستے میں جہاں سے وہ نکل کر دوسرے علاقوں پر حملہ کرتے تھے دو بڑی بڑی لوہے اور تانبے کی دیواریں بنوادیں جن سے وہ ہر گز باہر نہیں نکل سکتے ہیں جب تک اذن پروردگار نہ ہو اور قیامت کی نشانیاں پوری نہ ہو چکیں اور جب قائم آلِ محمد علیہم السلام کا ظہور ہو گا تو یاجوج وماجوج کی رکاوٹ بھی ختم ہو جائے گی وہ کائنات میں پھیل جائیں گے

جیساکہ قرآن مجید میں ارشادہوا: حَتَّى اِذَافُتِحَتْ يَاْجُوجُ وَمَاْجُوجُ وَهمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ) (سورۂ انبیاءآیت ۹۶) یعنی: یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج آزاد کردیئے جائیں گےاورزمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے۔

اورجب ذوالقرنین اس حائل دیوارکوبنانے میں کامیاب ہوگئےتواپنےسفرکوجاری رکھا راستےمیں ایک بوڑھے شخص کونمازپڑھتے ہوئے پایاذوالقرنین اپنےلشکرکےہمراہ رُک گئے کہ اس کی نمازختم ہوجب وہ نمازختم کر چکاتوذوالقرنین نےاس سےپوچھاکیونکرتم اتنے بڑےلشکرسےخوفزدہ نہ ہوئےتواس بوڑھےنےجواب دیا: کیونکہ میں اس کی عبادت کررہاتھاکہ جس کالشکرتمہارےلشکرسے کہیں زیادہ بڑاہےاس کی سلطنت وقدرت وطاقت تم سے کہیں زیادہ ہےذوالقرنین نےاس کی ذکاوت کودیکھتےہوئے کہاکیاآپ ہمارےہم سفر بنیں گےتاکہ میں بعض اُمورمیں آپ سے مشورہ کرسکوں؟اس بوڑھےنے کہاچارچیزوں کی ضمانت کےساتھ تیارہوں ایک یہ کہ میری نعمات زائل نہ ہوں دوسرےیہ کہ ایسی صحت جس میں مریضی نہ ہوتیسرےیہ کہ ایسی جوانی جس میں بڑھاپا نہ ہوچوتھےیہ کہ ایسی زندگی جس میں موت نہ ہو،ذوالقرنین نےکہاکونسی ایسی مخلوق ہےجوان چارچیزوں کی ضمانت دےسکے؟بوڑھےنےکہامیں ایسےپروردگارکی عبادت کرتاہوں جوان تمام چیزوں پرقدرت رکھتااوران سب کامالک ہے۔

پھر ذوالقرنین کاایک دانشمندکے پاس سے گذر ہواجس نےان سے کچھ سوال کئے: پہلاسوال یہ کہ وہ دوچیزیں کون سی ہیں جوابتداءِکائنات سے پھیلی ہوئی ہیں ؟دوسراسوال یہ کہ وہ دوچیزیں کون سی ہیں جوابتدائےکائنات سے مسلسل جاری ہیں اور تیسراسوال یہ کہ دومختلف چیزیں کون سی ہیں جوایک دوسرےکے بعدآتی ہیں؟چوتھاسوال یہ کہ وہ دوچیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسرے کی دشمن ہیں؟ذوالقرنین نے کہاپہلی تودوچیزیں زمین و آسمان ہیں دوسری دوچیزیں سورج وچاندہیں اور تیسری دوچیزیں دن ورات ہیں اورچوتھی دو چیزیں موت وحیات ہیں یہ سنکراس دانشمندنےذوالقرنین سے کہایقیناتم بڑےدانشمند ہو، ذوالقرنین نےاپنےسفر کوجاری رکھادورانِ سفرایک ایسی قوم کےعلاقہ سے بھی ان کاگذر ہواجو قومِ موسیٰؑ سے تھی جن کےدرمیان عدالت پائی جاتی تھی وہ ایک دوسرے کونیک ہدایات کیاکرتےتھےآپس میں مساوات سےمال کو تقسیم کرتےاورایک دوسرےسے مہربانی سےپیش آتےتھےسب لوگ نیک سیرت تھےان کےمردوں کی قبریں ان کے گھروں اورکمروں میں تھیں ان کے گھروں کےدروازے نہیں تھےان پر کوئی حاکم وقاضی اور بادشاہ وثروتمندنہیں تھےاوروہ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں تھےاورنہ کوئی کسی کو بُرا کہتاتھا،اب جوذوالقرنین نےان کی اس طرح کی حالت دیکھی توتعجب سےپوچھاذراتم لوگ ان تمام باتوں کی وجہ توبتلاؤکیونکہ میں نےآج تک زمین کاجومشرقی اورمغربی حصہ گھوما اورخشکی وتری دشت وپہاڑنوروظلمت سب جگہ کاسفرکیامگرتمہاری طرح کی قوم کہیں بھی نہیں پائی؟انھوں نےجواب دیایہ مردوں کوجوہم اپنےگھروں اور کمروں میں دفن کرتے

ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کہیں موت کو بھلانہ بیٹھیں اور گھروں میں دروازے اس لئے نہیں ہیں کہ ہمارے یہاں کوئی چور یا ڈاکو ہی نہیں ہے سب کے سب امین ہیں اور یہ کہ ہم میں کوئی کسی پر ظلم وستم ہی نہیں کرتا ہے کہ دشمنی ہو اور کوئی کسی کو بُرا بھلا کہے یا قاضی وحاکم وبادشاہ کی ضرورت پیش آئے، ذوالقرنین ان سے مزید پوچھتے ہیں کہ کیوں تم لوگوں میں کوئی مسکین وفقیر نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کیونکہ ہم مال کو برابر تقسیم کرتے ہیں، کیوں تم لوگوں میں کوئی تلخ وسخت مزاج کا نہیں ہے؟ کیونکہ ہم میں تواضع ہے، کیوں تم لوگوں کی عمریں طولانی ہیں؟ کیونکہ عدالت ہمارا پیشہ ہے، کیوں تم لوگ قحط میں مبتلا نہیں ہوتے ہو؟ کیونکہ ہم نے استغفار سے کبھی بھی غفلت نہیں برتی ہے، کیوں تم لوگ غمگین نہیں ہو؟ کیونکہ ہم نے ہر قسم کی بلاومصیبت کے لئے اپنے نفسوں کو آمادہ کیا ہوا ہے، کیوں تم لوگوں پر آفات وبلیات نہیں آتیں ہیں؟ کیونکہ ہم غیر اُللہ پر توکل نہیں کرتے ہیں یہ سب باتیں سننے کے بعد ذوالقرنین نے انہیں لوگوں کے درمیان سکونت اختیار کی یہاں تک کہ ان کی موت بھی وہیں پر واقع ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا باب: منکرین امام زمان (عج) کے سرانجام کے بارے میں روایات

۱۔ابان بن تغلب کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی دیگر آئمہ (علیہم السلام) کی معرفت رکھتا ہو مگر اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو تو کیا وہ مؤمن ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا وہ مسلمان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،

۲۔ابن مسکان امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی زندہ امام کا انکار کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ اس نے تمام گذشتہ آئمہ (علیہم السلام) کا انکار کیا۔

۳۔ابن ابی یعفور کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہم السلام نے ارشاد فرمایا: جو بھی آئمہؑ میرے اجداد اور فرزند ہیں اُن کا اقرار کرے مگر میرے فرزند مہدی (عج) کا انکار کرے وہ گویا ایسا ہے کہ اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا تو اقرار کیا ہو مگر محمد (ص) کا انکار کیا ہو، راوی نے پوچھا: یا بن رسول اللہ مہدی (عج) آپ کے فرزندوں میں سے کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا: ساتویں امام کا پانچواں بیٹا جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگا اور اس کا نام لینا مناسب نہ ہوگا۔

۴۔ہشام بن سالم امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور حضرت اپنے اجداد کے واسطہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: قائم میرے فرزندوں میں سے ہے جس کا نام میرے نام پر ہوگا، اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی اس

کی روش میری روِش پر ہوگی وہ لوگوں کو میرے دین پر باقی رکھے گااور اُنہیں کتاب الٰہی کی طرف دعوت دے گاجس نے بھی اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے بھی اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نے بھی اس کے دوران غیبت اس کاانکار کیااس نے میرا انکار کیاجس نے بھی اسے جھٹلایااس نے مجھے جھٹلایا جس نے بھی اس کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق کی اور جس نے بھی میرے اقوال کااس کے بارے میں انکار کیااور میری اُمت کواس کے راستہ سے گمراہ کیامیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کروں گا:وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوااَیَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ)یعنی:اور عنقریب ظالم افراد جان جائیں گے کہ ان کاانجام کس طرح کاہوناہے۔

۵۔ابولیلیٰ امام جعفرصادق علیہ السلام سے(طولانی روایت کے)صرف یہ آخری جملات نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نےارشادفرمایا:جوبصیرت نہ رکھتاہووہ کس طرح ہدایت پاسکتا ہےاور جوڈرایانہ گیاہووہ کس طرح بصیرت حاصل کرسکتاہے،لہٰذااےلوگو!رسول اللہ (ص)کےلائے ہوئےالٰہی پیغام پر عمل کروجوکہ ایمان وتقوی کی علامت ہے۔

۶۔مروان مسلم کہتے ہیں امام جعفرصادق علیہ السلام نےارشادفرمایا:امام اللہ تعالیٰ اوراس کی مخلوق کے درمیان واسطہ اورنشانی ہےجس نےاس کو پہچان لیاوہ مؤمن ہےاور جس نے اس کاانکار کیاوہ کافرہے۔

۷۔فضل بن یسارامام محمد باقرعلیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا:جواس حالت میں مراکہ اس کاکوئی امام نہ ہووہ جہالت کی موت مرالوگ اگراپنےامام کونہ پہچانیں توان سےاس مسئلہ میں کوئی عُذر بھی قبول نہیں کیاجائےگا۔

۸۔عمارکہتےہیں امام جعفرصادق علیہ السلام نےفرمایا:جوبغیرمعرفتِ امام کےمراوہ کفر وجہالت وشرک وضلالت کی موت مرا۔

۹۔غیاث بن ابراہیم امام جعفرصادق علیہ السلام سےاوروہ اپنےاجدادکےذریعہ سےرسول اللہ (ص)سےروایت نقل کرتےہیں کہ آنحضرتؐ نےفرمایا:جوبھی میرےفرزندوں میں سے قائم کی غیبت میں اس کاانکارکرکےمراوہ جھالت کی موت مراہے۔

۱۰۔محمدبن فضل امام علی رضاعلیہ السلام سےاوروہ اپنےاجدادکےذریعہ رسول اللہ (ص) سےیہ نقل کرتےہیں کہ آنحضرتؐ نےحضرت علی علیہ السلام کومخاطب کرکے ارشاد فرمایا:اے علی! میرےبعدتم اورتمہاری نسل سےآنےوالےآئمہؑ مخلوقات پرحجتِ الٰہی ہیں،پھرآپؐ نےہم لوگوں سے مخاطب ہوکرفرمایا:جوکوئی تم میں سے کسی ایک امام کابھی انکارکرےگااس نے میرےانکارکیا،تم میں سےجس نے بھی کسی ایک کی بھی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نےتم میں سے کسی ایک کےساتھ بھی جفاکی اس نے میرے ساتھ جفاکی،جس نے بھی تم لوگوں میں سےاسکی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی تم

لوگوں میں سے جس نے بھی اس سے دوستی یا دشمنی کی اس نے مجھ سے دوستی یا دشمنی کی کیونکہ تم سب مجھ سے ہو میری مٹی سے خلق کئے گئے ہو اور میں تم سب سے ہوں۔

۱۱۔عبداللہ بن قدامہ کہتے ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس نے چار چیزوں میں شک کیا گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں کا انکار کیا جن میں سے ایک معرفت امام ہے جو ہر زمانے میں امام کو اس کی صفات کے ذریعہ سے پہچاننا ہے۔

۱۲۔سلیم بن قیس ہلالی سلمان وابوذر و مقداد و جابر و عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ لَهُ اِمَام مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً "سلمان نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) وہ امام کون ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ جو میرے اوصیاء ہوں گے۔

پانچواں باب: امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بعد امامت کا دو بھائیوں میں جمع نہ ہونا

۱۔حسین بن ثویر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے بعد ہرگز امامت دو بھائیوں میں نہ جمع ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور امامت امام سجاد علیہ السلام کے ذریعہ سے آگے بڑھی ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا: وَاُوْلُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِى كِتَابِ اللّٰهِ) اس طرح امامت امام سجاد علیہ السلام کے بعد سے ان کے فرزندوں میں چلی ہے۔

۲۔ابوبصیرامام محمد باقرعلیہ السلام سےاس آیت(وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ)کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نےفرمایا: یہ آیت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہےیعنی امامت آپ کےفرزندوں میں ایک کے بعددوسرے میں منتقل ہوتی رہے گی اور بھائی یاچچاکی طرف منتقل نہیں ہوگی۔

۳۔ابوبصیرامام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہاکے یہاں امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نےاُنہیں یہ خبردی تھی کہ ان کی اُمت اسے قتل کرڈالےگی توبی بی نے فرمایا:توپھرمجھےایسے بچےکی ضرورت نہیں ہےاورجب رسول اللہ (ص)نےیہ خبردی کہ اس کی نسل میں اللہ تعالیٰ نےآئمہؑ کوقراردیاہےتوبی بی یہ خبرسنکرخوش ہوگئیں۔

۴۔عیسیٰ بن عبداللہ کہتےہیں میں نےامام جعفرصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیایابن رسول اللہ! میری جان آپ پرقربان آپ کےبعدامام کون ہوگا؟توحضرت نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیامیں نےپوچھاان کےبعد؟آپ نے فرمایا: اس کابیٹامیں نےکہااگران کابھی انتقال ہوجائےاوران کےایک بڑےبھائی ہوں اورایک چھوٹابیٹاتوکس کوامام سمجھوں؟آپ نےفرمایا:بیٹےکواوراس کےبعد بھی یوں ہی ہوگا،میں نےپوچھاان کےبعدکےامام اوران کے مقام کونہ پہچان سکوں توکیاکروں؟توآپ نے فرمایا

:یوں کہناکہ بارالٰہا! گذشتہ فرزندِامام کی باقی ماندہ حجت الٰہی کی ولایت پر میں باقی ہوں تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

۵۔ہشام بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے پوچھاامام حسن(ع) افضل ہیں یاامام حسین(ع)؟توآپ نے فرمایا:امام حسن(ع)وامام حسین (ع)دونوں افضل ہیں،میں نے کہا:توکیوں امامت امام حسین(ع) کی نسل میں قرار پائی اورامام حسن (ع) کی نسل میں قرار نہیں پائی؟توآپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ وہارونؑ کی روِش امام حسن وامام حسین علیہماالسلام میں جاری کی ہے کیاتمہیں نہیں معلوم کہ موسیٰؑ وہارونؑ دونوں نبوت میں شریک تھے جس طرح امام حسن وامام حسین علیہماالسلام امامت میں شریک ہیں مگراللہ تعالیٰ نے نبو ت کوہارون کی نسل میں قراردیاموسیٰؑ کی نسل میں قرارنہ دیااگرچہ موسیٰؑ ھارونؑ سےافضل تھے میں نے پوچھاکیاممکن ہےایک وقت میں دوامام ہوں؟آپ نے فرمایا:نہیں مگریہ کہ ان میں سےایک خاموش رہے اوردوسرے کی پیروی کرےاوردوسرااس کاامام وپیشواہولیکن ایک وقت میں دوامام وپیشوانہیں ہوسکتے ہیں میں نے پوچھاکیاامام حسن وامام حسین علیہماالسلام کےبعددوبھائی امام ہوسکتے ہیں؟توآپ نے فرمایا:نہیں بلکہ امامتِ امام حسین(ع)کےبعدان کی نسل میں چلنےوالی ہےتاقیامت جیساکہ قرآن مجید میں ارشادہے:(وَجَعَلَها كَلِمَةً بَاقِيَةً)

۶۔ابوبصیرامام جعفرصادق علیہ السلام سےاس آیت:وَبِئْرٍمُعَطَّلَةٍوَقَصْرٍمَشِيدٍ)کی تفسیر کے بارے میں یوں نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:(بِئْرٍمُعَطَّلَةٍ)سے مرادخاموش امام ہےاور(وَقَصْرٍمَشِيدٍ)سے مرادامام ناطق ہے،یعنی امام حسن وامام حسین علیہما السلام۔

امام زمان عجل اللہ فرجہ کی ولادت کی بشارتیں کتب اہل سنت میں

۱۔محمد بن احمدمالکی جن کالقب ابن صباغ ہےاپنی کتاب کے بارویں باب میں یوں لکھتے ہیں:ابوالقاسم،محمد،حجت،جوفرزندحسن عسکری(ع)ہیں شہرسامرّاءمیں۱۵شعبان ۲۵۵ ہجری کواس میں قدم رکھ چکے ہیں(الفصول المھمّۃ ص۲۷۳)

۲۔عبدالوھاب شعرانی اپنی کتاب میں لکھتےہیں:امام حسن عسکری(ع)کےفرزندامام مہدی(ع)۱۵شعبان۲۵۵ہجری کواس میں قدم رکھ چکے ہیں اورنبی(ص)کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ اُن کے ظہورکےوقت آسمان سےزمین پرآکران سےملاقات کریں گے (الیواقیت والجواہر۲۴۳۲چاپ مصر)

۳۔احمد بن حجراپنی کتاب میں حضرت امام عسکری(ع)کی شخصیت کے بارےمیں لکھتے ہوئےکہتےہیں کہ ان کابیٹاابوالقاسم محمدالحجّۃہےجواُن کی شہادت کےوقت پانچ سال کاتھا جسےاللہ نےحِکَم واعجارسےنوازاہے(الصوائق المحرّقۃ ص۱۲۷چاپ مصر)

۴۔حافظ محمد بن محمد حنفی نقشبندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: حضرت عسکریؑ گیارویں امام ہیں اوران کابیٹامحمد(عج) خاندانِ وحی کابارواں اورآخری امام ہے جو۱۵شعبان۲۵۵ہجری کو اس دنیامیں قدم رکھ چکاہے(منتخب الاثرص۳۳۲)

۵۔سبط ابن جوزی حنفی اپنی کتاب میں'' فصل فی ذکرالحجّۃالمہدی''کے عنوان سےایک باب قراردیتےہوئےاس میں لکھتےہیں: وہ حُجت(عج)جوفرزندعسکریؑ ہےجس کی کنیت ابوالقاسم ہےاوراسے(الخلف الحجّۃ،صاحب الزمان،القائم المنتظر) بھی کہتےہیں وہ۱۵شعبان۲۵۵ہجری کواس دنیامیں قدم رکھ چکےہیں(تذکرۃالخواص چاپ جدیدمیں ص۳۶۳،اور چاپ قدیم میں ص۸۸)

چھٹاباب: امام زمان عجل اللہ فرجہ کی مادر گرامی کے بارے میں

بشربن سلیمان نخاس جوابوایوب انصاری کی اولادوں میں سےاورامام ہادیؑ وامام حسن عسکری(علیہماالسلام)کے سچے چاہنے والےاور''سرّمن رای''میں پڑوس میں رہنےوالے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات میرےپاس امام ہادی(ع)کاقاصدآیاکہ تمہیں امام نے بلوایاہےجب میں حضرت کی خدمت میں پہنچاتوآپ نےفرمایا:اےبشر!ہماری ولایت تم میں پشت درپشت چلی آرہی ہےاورتم ہم اہل بیت کےموردِاطمینان ہواوراب میں چاہتاہوں کہ ایک فضیلت میں تم ہمارےدیگرشیعوں پرسبقت لواوروہ یہ ہےکہ میں تمہیں ایک کنیزکی خریداری کی ذمہ داری سونپتاہوں جسے تمہیں انجام دیناہےپھرحضرت

نے رومی زبان میں خط لکھااوراسے لپیٹ کراس پراپنی مہرلگائی اورزرد رنگ کے رومال میں لپٹے ہوئے ۲۲۰ دینار مجھے دیتے ہوئے فرمایا: انہیں لے لواور بغداد جاؤفلاں دن ظہر کے وقت فلاں فرات کے کنارے جب اسیر فروخت کرنے کولائے جائیں توتم عمر بن یزید نامی بردہ فروش کو نظر میں رکھنااوراس کے پاس فلاں فلاں صفات کی مالک کنیز ہوگی جب بھی کوئی خریدار اس کنیز کے نزدیک جاکراسے دیکھناچاہے گاتووہ کسی کے سامنے اپنے چہرے کو نہیں کھولے گی یہاں تک کے ایک خریداراسے ۳۰۰ دینار میں خریدناچاہے گامگروہ اس کے ہاتھ بکنے کو تیار نہیں ہوگی جب بردہ فروش اس سے گفتگو کرے گاتووہ اس سے کہے گی تجھے جلدی کس بات کی ہے کوئی ایسا خریدارتوہوکہ جس کی امانت اوردیانت پر مجھے اطمینان ہوپھر تم اس کے ہاتھوں مجھے فروخت کردینا، بس اس وقت اے بشر! تم اُٹھنااور میرانامہ اس کنیز کو جاکر دینا کہ میرے پاس جوخط ہے وہ اس شخص کا ہے جس کی شرافت، وفاداری، امانت داری اور سخاوت کسی پر پوشیدہ نہیں پھر صبر کرنااور کہناکہ اگر تم راضی ہوتومیں صاحب خط کاوکیل ہوں کہ تمہیں اس بردہ فروش سے خرید کر صاحبِ خط کی خدمت میں پہنچادوں، بشر بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام ہادی(ع) کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیاجیسے ہی میں نے اس کنیز کے ہاتھ میں وہ خط دیااس نے جواسے پڑھاتو گریہ کرتے ہوئے عمر بن یزید بردہ فروش سے کہنے لگی مجھے اس خط لانے والے کے ہاتھوں فروخت کردواور پھر قسم کھاکر کہااگر تم نے ایسانہ کیاتومیں خودکشی کرلوں گی، پھر میں نے بھی اس بردہ فروش سے گفتگو شروع کی آخرکاراسی قیمت پر معاملہ طے ہواجو میرے

مولانے زرد رنگ کے رومال میں مجھے دی تھی میں نے وہ دیناراس بردہ فروش کودیکراس کنیز کوخرید لیاوہ کنیز بڑی خوش خوش میرے ساتھ چلی آئی میں نے بغداد میں ایک کمرہ کرائے پر لیاہواتھااب جومیں وہاں پہنچاتودیکھاکہ اس کنیز نے وہ خط نکالااوراپنے سینہ سے لگاکر بار بار اسے چومتی ہے میں نے تعجب سے اسے کہاکہ عجیب ہے اس شخص کے خط کو چومتی ہو جسے تم پہچانتی بھی نہیں ہو؟وہ بولی اے مقام اولادِانبیاء کی کم معرفت رکھنے والے سنو میں ملیکہ بنت یشوعابنتِ قیصر روم ہوں میری ماں شمعونؑ وصی عیسیٰؑ بن مریمؑ کی اولاد سے ہے اب میں اپنی داستان تمہیں سناتی ہوں غور سے سنو، میرے داداقیصر روم نے چاہاتھامیری تیرہ سال کی عمر میں اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ نکاح کردے لہٰذا محل کو سجایاگیاتمام لوگوں کودعوت دی گئی لال وجواہر سے اسٹیج سجایاگیاجیسے ہی ان کا بھتیجااس اسٹیج پر گیالٹکی ہوئی صلیبیں گریں اس کے ستون ٹوٹےان کا بھتیجا گھبرایااوریہ کہہ کرسب بھاگے کہ یہ سب علامتیں اس کام کے نحس ہونے کی ہیں میرے دادانےاس واقعہ کوفال بدلیتے ہوئے پھر سے حکم دیاکہ اسٹیج کے ستونوں کوکھڑاکیاجائے صلیبیں لٹکائی جائیں اوردوسرے بھتیجے سے میرانکاح کرنےکاارادہ کیاپھرجب دوبارہ محفل جشن برپاہوئی تودوبارہ پہلے جیسا واقعہ رونماہوالوگ منتشر ہوگئے اور میرے دادااس دفعہ توبہت ہی زیادہ غمناک حالت میں اپنے خاص محل میں گئےاورپردے لٹکالئے،میں نےاس رات خواب میں حضرت عیسیٰؑ اوران کے وصی شمعونؑ اورکچھ حواریوں کواپنے دادا کے محل میں دیکھااوریہ بھی دیکھا کہ سب سے بلند ایک منبر سجایاگیاہے محمد مصطفیٰ(ص)اوران کے اطراف میں کچھ جوان

تشریف لارہے ہیں جب رسولِ اسلام (ص) تشریف لائے تو حضرت عیسیٰ (ع) ان کے استقبال کو اُٹھے اور آگے بڑھکر ان سے معانقہ کیا آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں: اے عیسیٰؑ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے وصی شمعونؑ کی بیٹی ملیکہ کا اپنے بیٹے سے رشتہ مانگوں، حضرت عیسیٰؑ حضرت شمعونؑ سے کہتے ہیں: بہت بڑی فضیلت نے تمہارے گھر کا رُخ کیا ہے کہ تم سے رشتہ داری قائم کرنے کا تمہیں شرف بخشا ہے لہٰذا تم کیا کہتے ہو، شمعونؑ کہتے ہیں میں نے قبول کیا، پھر پیغمبر اسلام (ص) منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور میرا نکاح اپنے بیٹے سے پڑھا اور پھر اس پر عیسیٰؑ اور تمام حواریوں کو بھی گواہ قرار دیا، جیسے ہی میں خواب سے بیدار ہوئی تو ڈری کہ اگر یہ خواب میں نے اپنے باپ اور دادا سے بتایا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے اس راز کو میں نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور کسی کو بھی نہیں بتایا میرا قلب ابو محمدؑ کی محبت سے لبریز ہو گیا، ہلکے ہلکے میں نے کھانے پینے سے ہاتھ روک لیا جس کی وجہ سے مجھ میں کمزوری آ گئی اور میں بیمار رہنے لگی میرے دادا کو میرا بہت خیال تھا لہٰذا جتنے بھی طبیب و حکیم سے ممکن تھا انھوں نے میرا علاج کرایا میرے دادا کو نا اُمیدی ہونے لگی تو ایک دن مجھ سے کہا اے بیٹی! کیا تمہارے دل میں کوئی آرزو ہے تو کہو تاکہ میں اسے پورا کروں؟

میں نے کہا دادا جان مجھ پر تمام دروازے بند ہو چکے ہیں اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو جو مسلمان آپ کے زندان میں اسیر ہیں انہیں اذیت و آزار نہ دیں تو ممکن ہے کہ مسیح اور ان کی ماں مجھے شفا دیں لہٰذا جب میرے دادا نے ایسا کیا تو میں نے ذرا سا اپنے آپ کو صحت مند ظاہر کیا اور تھوڑی سی غذا بھی کھائی میرے دادا کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور مسلمان اسیروں کے

ساتھ بڑے عزت واحترام کے ساتھ پیش آنے لگے پھر میں نے چار راتوں کے بعد خواب میں جناب سیدہ (س) کو دیکھا جو حضرت مریمؑ اور ہزار بہشتی حوروں کے ہمراہ میرے پاس آئی ہیں اور حضرت مریمؑ نے مجھ سے کہا یہ مادر ابو محمدؑ اور سیدہ نساءِ عالمین ہیں یہ سنکر میں ان کے قدموں میں گر گئی اور کہا کیوں ابو محمدؑ مجھ سے ملنے نہیں آتے بی بی نے یہ سنکر ارشاد فرمایا : تمہارے ابھی تک مذہب شرک پر باقی رہنے کی وجہ سے میرا بیٹا ابو محمدؑ تمہاری ملاقات کو نہیں آتا ہے اور میری بہن مریمؑ بھی تیرے دین سے برائت کا اعلان کرتی ہیں اگر تم اللہ اور مسیحؑ و مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ ابو محمدؑ تم سے ملنے آئے تو یہ گواہی دو "اَشْهدُ اَنْ لااِلٰهَ اِلاَّاللّٰهُ وَاَشْهدُاَنَّ مُحَمَّدًرَسُولُ اللّٰهِ" لہٰذا جیسے ہی یہ کلمات میں نے اپنی زبان سے جاری کئے بی بی فاطمہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور کہا اب ابو محمدؑ کا انتظار کرو کہ میں اسے تمہارے پاس بھیجتی ہوں پھر میں خواب سے بیدار ہوئی اب تو ابو محمد کی محبت اور ان کے دیدار کی تمنا میرے دل میں لہلہانے لگی دوسری شب میں نے خواب میں ابو محمدؑ کو دیکھا ان سے گلا کیا کہ آپ کیوں میرے پاس نہیں آتے تھے تو انھوں نے بھی وہی علت بیان کی جو حضرت کی جدہ نے بیان کی تھی پھر حضرت نے فرمایا: اب جب تم مسلمان ہو گئی ہو تو ہر روز میں تمہارے دیدار کو آؤں گا اس دن سے آج تک ان کا آنا بند نہیں ہوا ہے، بشر کہتے ہیں تو اسیروں کے درمیان کس طرح آپ آ گئیں، ملیکہ نے جواب دیا: ایک رات ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہارا دادا فلاں روز مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر بھیجنے والا ہے لہٰذا کسی طرح سے تم بھی اس لشکر میں اس طرح سے شامل ہو جاؤ کہ تمہیں کوئی

پہچان نہ سکے اورفلاں راستے سے آؤلہٰذامیں نے بھی ایساہی کیااوراب تمہارے سامنے ہوں اب تک تمہارے علاوہ کوئی نہیں جانتاکہ میں بادشاہ روم کی بیٹی ہوں بشر کہتے ہیں آپ توروی ہیں آپ نے عربی اتنی اچھی کہاں سے سیکھی؟ملیکہ کہتی ہیں میرے دادانے خصوصی ٹیچر میرے لئے رکھی تھی جومجھے عربی سکھاتی تھی ،بشر کہتے ہیں جب میں ملیکہ خاتون کواپنے مولاوآقاامام ہادی(ع) کی خدمت میں لے گیاتوحضرت نے کہاتم نے دیکھااللہ تعالیٰ نے کس طرح اسلام کوعزت بخشی اورنصرانیت کورُسواکیااورپھر حضرت نے اس سے کہاکہ میں تمہیں دوچیزوں کے درمیان اختیار دیتاہوں ایک تویہ کہ دس ہزار درھم لے لو یاتمہیں ایک ایسی بشارت دوں جس میں تمہاری آخرت کے لئے بھلائی ہو؟اس نے کہایابن رسول اللہ(ص)میں بشارت کوقبول کرتی ہوں،توحضرت نے فرمایا:تمہیں بشارت ہوایسے بیٹے کی جومشرق اورمغرب پرحکومت کرے گااورزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گاجس طرح وہ ظلم وجورسے بھرچکی ہوگی،اس نے پوچھاکس سے حضرت نے فرمایا:رسول اللہ (ص)نے فلاں شب کس سے تمہارانکاح پڑھاہے؟اس نے کہاابومحمدؑ سے حضرت نے کہاکیااسے پہچانتی ہو؟اس نے کہاہاں جب سے میں نے ان کی دادی فاطمہ الزہرا(س) کے ہاتھوں اسلام قبول کیاہے ہررات وہ میری ملاقات کوآتے ہیں پھر امام ہادی(ع) نے اپنی بہن حکیمہ خاتون کوبلایااورکہاکہ اسے لے جایئے اوراحکام اسلام کی تعلیم دیجئے یہ میرے بیٹے ابومحمد (حسن عسکری(ع) کی زوجہ اور قائم(عج) کی ماں ہے۔

امام زمان عجل اللہ فرجہ کی ولادت کے بارے میں روایات

ا۔حکیمہ خاتون امام جواد علیہ السلام کی بیٹی نقل کرتی ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے نیمۂ شعبان کو اپنے پاس بلوایا اور کہا پھوپھی جان آج افطار آپ ہمارے ساتھ ہی کیجئے گا کیونکہ آج کی شب حجت الٰہی زمین پر آنے والا ہے، میں نے کہا اس کی ماں کون ہے؟ حضرت نے کہا: نرجس، میں نے کہا میں آپ پر قربان نرجس میں تو میں کوئی آثارِ حمل نہیں پا رہی ہوں، تو انھوں نے کہا بیشک آپ صحیح کہہ رہی ہیں مگر جو میں کہہ رہا ہوں وہ ہو کر رہے گا، میں نے نماز مغربین ادا کی اور افطار کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور پھر جب نماز شب کے لئے بیدار ہوئی تو نرجس کے حُجرے میں جھانک کر دیکھا تو وہ آرام کر رہی تھیں پھر کچھ تعقیبات کے بعد دیکھا کہ نرجس بھی نماز شب کے لئے اُٹھیں ہیں اور نماز پڑھکر لیٹ گئی ہیں اور ابھی تک ان سے کوئی آثار نمایاں نہیں ہیں میں صحن خانہ میں آکر طلوع فجر کو دیکھ ہی رہی تھی کہ میرے دل میں شک آیا کہ ناگاہ ابو محمدؑ (حسن عسکریؑ) نے اپنے حجرہ سے آواز دی پھوپھی جان جلدی نہ کیجئے کہ وقت قریب ہے میں بیٹھ گئی اور سورہ الم سجدہ و سورہ یٰسین کی تلاوت کرنے لگی اتنے میں میں نے دیکھا کہ نرجس گھبرائی ہوئی ہیں میں فوراً ان کے پاس گئی اور پوچھا کیا کسی چیز کا احساس ہوا ہے انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا: گھبراؤ نہیں اپنے دل کو مضبوط رکھو نرجس نے کہا پھوپھی جان میں کچھ احساس ضعف کر رہی ہوں میں نے اُنہیں گلے سے لگایا کچھ ہی دیر میں میں نے دیکھا کہ پاک و پاکیزہ بچہ سجدے کی حالت میں زمین پر ہے میں نے اس بچے کو اُٹھایا ابو محمدؑ نے آواز دی پھوپھی جان میرے بیٹے

کو میرے پاس لائیں میں بچے کو باپ کے پاس لے گئی انھوں نے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اپنے بچے کو گود میں لیکر اپنی زبان اسکے منہ میں دی اور اپنے ہاتھوں کو اس کے کانوں اور آنکھوں پر پھیرتے ہوئے بولے بیٹا کچھ کلام کرو: بچے نے سب سے پہلے جو کلام کیا وہ یہ تھا:

"اَشْھدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہُ لاَشَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھدُاَنَّ مُحَمَّداًرَسُولُ اللّٰہِ "پھر امیر المومنین ودیگر آئمہ کے نام بنام دُرُود وصلوات بھیجے پھر ابو محمدؑ نے بچے کو مجھے دیتے ہوئے کہا کہ پھوپھی جان اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جائیں کہ یہ ان کو سلام کرلے پھر میرے پاس لایئے گا میں بچے کو اس کی ماں کے پاس لے گئی بچے نے ماں کو سلام کیا پھر میں نے بچے کو لیجا کر اس کے باپ کو دیا، ابو محمد نے کہا پھوپھی جان ساتویں دن پھر آپ ہمارے گھر آیئے گا حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں صبح سویرے جب امام عسکری (ع) کے حجرہ کی طرف آئی تو بچے کو حجرے میں نہ پا کر سوال کیا ابو محمدؑ نے جواب دیا پھوپھی جان میں نے بچے کو اسی کے حوالے کیا ہے جس کے حوالے مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو کیا تھا پھر میں ساتویں دن آئی اور امام حسن عسکری (ع) کو سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور کہا پھوپھی جان ذرا میرے بیٹے کو تو میرے پاس لائیں میں بچے کو امام عسکری (ع) کے پاس لے گئی انھوں نے اپنی زبان اپنے بیٹے کے منہ میں دی گویا اس سے دودھ وشہد آرہا ہو بچہ اس طرح سے باپ کی زبان چوس رہا تھا پھر ابو محمدؑ نے فرمایا: بیٹا کچھ بولو تو بچے نے پھر سے وحدانیتِ الٰہی کی گواہی دی اور محمد وآل محمد پر نام بنام وردوسلام بھیجے پھر جب اپنے والد کے نام پر پہنچا تو اس آیت کی

تلاوت کی(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَنُرِيدُاَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوافِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهمْ اَئِمَّةً وَنَجْعَلَهمُ الْوَارِثِينَ(٥)وَنُمَكِّنَ لَهمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهامَانَ وَجُنُودَهمَا مِنْهمْ مَاكَانُوا يَحْذَرُونَ)(سورہ قصص آیہ ٥،٦)

یعنی: ہم نے یہ ارادہ کیاہے کہ زمین کے کمزوروں پر یہ احسان کریں کہ اُنہیں آئمہ اور وارث قراردیں اوراُنہیں زمین پر قدرت دیں اورفرعون وھامان اوران کے لشکروں کووہ نشانیاں دکھائیں جن سے وہ ڈرتے ہیں۔

٢۔محمد بن عبداللہ کہتے ہیں میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعدحکیمہ خاتون بنت امام جوادعلیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتاکہ حجت الٰہی کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف اورحیرت کے پائے جانے کے بارے میں سوال کروں،انھوں نے کہا بیٹھواور پھر کہااے محمد!اللہ کبھی بھی زمین کوحجتِ الٰہی سے خالی نہیں چھوڑتاہےاورامام حسن اورامام حسین علیہماالسلام کے بعد سلسلہ امامت برقرار ہےاورتاقیامت برقراررہےگا اُمت کے لئےایک امتحان کامرحلہ یہ ہےکہ حجت الٰہی ان کے سامنےظاہرنہ ہواوروہ مرحلہ ابومحمدؑ(امام عسکریؑ) کی شہادت کے بعدسے شروع ہوگیاہے میں نے کہاکیاامام عسکری(ع) کاکوئی بیٹا بھی ہے؟حکیمہ خاتون مُسکرائیں اوربولیں:اگرامام حسن عسکری(ع)کاکوئی بیٹا نہیں توان کے بعدامام کون ہے؟جبکہ میں نے تم سے کہاکہ امامت کاسلسلہ مسلسل برقرار ہےاورامام حسن اورامام حسین علیہماالسلام کےعلاوہ کہیں بھی امامت دوبھائیوں میں

قرار نہیں پائی ہاں امام حسن عسکری(ع) کی زوجہ نرجس خاتون سے وہ فرزند پیدا ہو چکا ہے جو اس وقت پردہ غیب میں ہے جس وقت اذنِ پروردگار ہوگا تو وہ ظاہر ہوگا (پھر حکیمہ خاتون نے گذشتہ پورا واقعہ کہہ سنایا) اس فرق کے ساتھ کہ جب میں نے نرجس میں آخری رات تک کوئی آثار حمل نہ پایا تو ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان میرے اس بچے کی مثال بھی موسیٰؑ کی سی ہے کہ ان کی ولادت سے بھی پہلے تک ان کی ماں میں آثار حمل نمایاں نہیں ہوئے تھے کیوں کہ فرعون نے ہر گھر میں عورتیں مقرر کی ہوئی تھیں کہ جس عورت پر بھی آثار حمل نظر آئیں ان کے پیٹ چاک کرکے بچوں کو قتل کروادیتا تھا لہٰذا نرجس کی مثال بھی مادرِ موسیٰؑ کی سی ہے اور جب حجتِ الٰہی کی ولادت کا وقت ہوا تو میرے اور نرجس کے درمیان پردہ ساحائل ہوگیا میں گھبرا کر ابو محمدؑ کی خدمت میں پہنچی انھوں نے کہا پھوپھی جان گھبرائیں نہیں آپ اپنی جگہ واپس جائیں نرجس کو وہیں پائیں گی اب جو میں واپس آئی تو نرجس کے اطراف میں نور ہی نور تھا اس نور کے درمیان میں نے حجتِ الٰہی کو دیکھا جو دوزانوں کے بل زمین پر سجدہ کی حالت میں تھا پھر بچے نے اُٹھ کر کلمۂ شہادتین کو بلند آواز میں اپنی زبان پر یوں جاری کیا: اَشْهدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ(وَحْدَہُ لاَشَرِیْکَ لَہُ)وَاَنَّ جَدِّیَ مُحَمَّداًرَسُولُ اللّٰہِ وَاَنَّ اَبِی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ" پھر ایک ایک امام کے نام لیکر دُرود بھیجے اور پھر جب اپنے نام پر پہنچا تو یوں دعا کی:"اَللّٰھمَّ اَنْجِزْلِیْ ماوَعَدْتَنِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطْأَتِی وَاَمْلاَئِ الْاَرْضَ بِیْ عَدْلاًوَقِسْطاً"

یعنی: اے اللہ! تونے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا اور میرے اُمور کو تکمیل تک پہچانا اور مجھے اس راہ میں ثابت قدم رکھنا اور زمین کو میرے ذریعہ عدل وانصاف سے بھر دینا'' پھر امام حسن عسکری (ع) نے بچے کو اپنے پاس منگوا کر اپنی زبان چُسائی اور پھر بچے کو مجھے دیتے ہوئے فرمایا: بچے کو نرجس کے پاس لیجائیں کہ وہ اُسے دُودھ پلائیں پھر بچے کو منگوایا اور کچھ سفید رنگ کے پرندے جو اس وقت ہمارے سروں پر اُڑ رہے تھے ان میں سے ایک کو آواز دیکر بلایا اور بچے کو اس کے سپرد کرتے ہوئے کہا اسے سنبھال کر لے جاؤ اور ہر چالیس دن پر ہمارے پاس لے آیا کرنا وہ پرندہ بچے کو اپنے پروں میں اُٹھا کر لے گیا بقیہ پرندے بھی اس کے پیچھے چلے گئے یہ منظر دیکھ کر نرجس خاتون گریہ کرنے لگیں امام حسن عسکری (ع) نے فرمایا: گھبراؤ نہیں اس کے لئے تمہارے علاوہ کسی دوسرے کا دودھ پینا حرام ہے عنقریب وہ تمہارے پاس لوٹا دیا جائے گا جس طرح مادرِ موسیٰؑ کے پاس موسیٰؑ کو لوٹا دیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَرَدَدْنَاهُ اِلَى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهاوَلاَ تَحْزَنَ) (سورہ قصص آیہ ١٣)

یعنی: ہم نے موسیٰؑ کو ان کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ محزون نہ ہوں حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں نے امام حسن عسکری (ع) سے پوچھا یہ پرندہ کون تھا؟ تو حضرت نے جواب دیا یہ روحُ القدس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آئمہؑ پر مقرر کیا ہے کہ وہ انہیں محفوظ رکھے اور انہیں تعلیم دے، حکیمہ خاتون کہتی ہیں چالیس دن کے بعد بچہ کو لوٹا دیا گیا امام حسن عسکری (ع) نے مجھے اپنے پاس بلوایا اب جو میں نے دیکھا تو وہ بچہ دو

سال کے بچے کی مانند ہے جو امام کے سامنے چل پھر رہا ہے میں نے تعجب سے پوچھا مولا یہ وہی بچہ ہے؟ امام نے مسکرا کر جواب دیا ہاں یہ وہی بچہ ہے اور کہا انبیا و اوصیاء کے بچوں کی ایک ماہ کی نشو نما عام بچوں کے ایک سال کی نشو نما کے برابر ہوا کرتی ہے اور ہمارے بچے شکم مادر ہی سے تلاوت قرآن اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں اسی طرح ہر چالیس دن پر امام کے گھر جاتی یہاں تک کے امام حسن عسکری (ع) کی شہادت سے چند دن پہلے جو گئی تو امام کے سامنے ایک جوان سے لڑکے کو بیٹھا دیکھا میں نے پوچھا: اے ابو محمد! یہ جوان کون ہے؟ تو انھوں نے کہا پھوپھی جان یہ وہی نرجس کا بیٹا اور میرا جانشین ہے عنقریب میں آپ لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں میرے بعد آپ لوگوں کو اس کی اطاعت کرنی ہے، حکیمہ خاتون کہتی ہیں اس کے کچھ ہی دن بعد ابو محمدؑ نے رحلت فرمائی: اور میں روزانہ صبح حجت الٰہی کی زیارت سے مشرف ہوتی ہوں اور جو مجھے پوچھنا ہوتا ہے ان سے پوچھتی ہوں بلکہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ میرے پوچھنے سے پہلے وہ مجھے جواب دیدیتے ہیں گذشتہ رات انھوں نے مجھے تمہارے آنے کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ میں تمہیں حق کی معرفت کرادوں، محمد بن عبداللہ راوئ حدیث کہتے ہیں اللہ کی قسم حکیمہ خاتون نے میرے تمام سوالوں کے جواب دیئے جن سے میرے اور اللہ کے علاوہ کوئی آگاہ نہیں تھا جس سے میں نے ان کی صداقت کو پہچان لیا۔

٣۔ علی بن محمد کہتے ہیں صاحب الزمان (عج) ٢٥٥ ھجری کی پندرہ شعبان کی شب ولادت ہوئی ہے۔

۴۔نسیم وماریہ خادم وکنیزِامام حسن عسکری علیہ السلام نقل کرتے ہیں کہ جب امام صاحب الزمان(عج)رحم مادرسے دنیامیں تشریف لائےتودوزانوزمین پربیٹھ کردوانگلیاں شہادتین کی آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئےفرمایا:اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ العالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَآلِہِ"اورفرمایا:ظالم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زمین سےاللہ کی حجت اُٹھ چکی ہے اگرہمیں کلام کرنےکااذن ہوتاتولوگوں کے شکوک ختم ہوجاتے،نسیم خادمِ امام حسن عسکری(ع)کہتاہےصاحب الزمان کی ولادت کے تیسرےدن جب میں ان کی خدمت میں پہنچاتومجھے چھینک آئی انھوں نے کہا:"یَرْحَمُکَ اللّٰہُ"میں یہ سنکرخوش ہوگیاپھرانھوں نےفرمایا:اے نسیم!کیامیں تمہیں اس چھینک کافائدہ بتاؤں؟میں نے کہاہاں بتائیں،انھوں نے فرمایا:جسے چھینک آتی ہےوہ تین دن تک موت سے محفوظ رہتاہے۔

۵۔ابوغانم خادمِ امام حسن عسکری علیہ السلام نقل کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری (ع) کے گھر میں ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کانام حضرت نے(محمدؐ)رکھااوراسے تیسرے دن اپنےاصحاب کےدرمیان لاکردکھایااورکہایہ میرےبعدمیراجانشین اور تمہارےامام ہے اوریہی وہ(قائم)ہےجس کےانتظارمیں لوگ زندگی بسر کریں گےاورجب دُنیاظلم وجورسے بھرچکی ہوتویہ قائم ظہورکرکےزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردےگا۔

۶۔محمدبن ابراہیم کوفی نقل کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرےذریعہ کسی کے لئے یہ کہہ کرگوشت بھیجاکہ یہ میرےبیٹےمحمدؐکےعقیقہ کاگوشت ہے۔

۷۔حسن بن منذر کہتے ہیں ایک دن حمزہ بن ابی الفتح میرے پاس آئےاور کہامُبارک ہو امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں بیٹاپیداہواہےمگرامام نے کہاہےکہ اس بات کو پوشیدہ ہی رکھنامیں نے پوچھااس بچےکانام کیاہے؟انھوں نے کہااس کانام(محمد)اور کنیت ابو جعفر ہے۔

۸۔غیاث بن اسید کہتے ہیں محمد بن عثمان عمری سے میری ملاقات ہوئی توانھوں نے مجھے بتایاکہ حجتِ الٰہی مہدی صاحب الزمان(عج)کی ولادت ہوچکی ہےجب میں نے تفصیل پوچھی توانھوں نے بتایاکہ حجتِ الٰہی زمین پر تشریف لائےتوآپ کے سرکی جانب سےایک نورآسمان کی جانب ساطع تھااورآپ سجدہ کی حالت میں جھکے ہوئےاس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے:شَهِدَاللهُ اَنَّهُ لَااِلَهَ اِلَّاهوَوَالْمَلاَئِكَةُوَاُوْلُواالْعِلْمِ قَائِمًابِالْقِسْطِ لَااِلَهَ اِلَّاهوَالْعَزِيزُالْحَكِيمُ(۱۸)اِنَّ الدِّينَ عِنْدَاللهِ الْاِسْلاَمُ)(سورہ آل عمران آیہ ۱۸،۱۹) یعنی:اللہ خود گواہ ہےکہ اس کےعلاوہ کوئی معبود نہیں ہے ملائکہ اور صاحبان علم بھی گواہ ہیں کہ وہ عدل کےساتھ قائم ہے،اس کےعلاوہ کوئی معبود نہیں ہےاوروہ صاحب عزت وحکمت ہے☆دین،اللہ کےنزدیک صرف اسلام ہے۔

اورآپ کی ولادت جمعہ کےدن ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتواں باب: امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ) سے جن لوگوں نے ملاقات اور گفتگو کی

۱۔معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب و محمد بن عثمان کہتے ہیں ہم چالیس افراد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے ہمیں اپنے بیٹے کی پہچان کرواتے ہوئے کہا یہ میرے بعد میرا خلیفہ وجانشین اور تمہارا امام ہوگا تم سب اس کی اطاعت کرنا اور اپنے دین سے متفرق نہ ہونا کہ ہلاک ہو جاؤگے اور یاد رکھو آج کے بعد اسے نہ دیکھ سکوگے پھر چند دنوں کے بعد امام حسن عسکری (ع) کی شہادت واقع ہو گئی۔

۲۔یعقوب بن منقوش کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے سامنے والے حجرے پر پردہ لٹک رہا تھا میں نے حضرت سے پوچھا: یابن رسول اللہ (ع) صاحب الامر کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ سامنے والا پردہ ذرا ہٹاؤ اب جو میں نے وہ پردہ ہٹایا ایک خوبصورت سا بچہ آٹھ یا دس سال کا پردے کے پیچھے سے نکل کر آیا اور امام حسن عسکری (ع) کے زانوؤں پر بیٹھ گیا امام نے مجھ سے فرمایا: یہ ہے تمہارا صاحب امر پھر امام نے بچے سے کہا بیٹا اب چلے جاؤ وقت معلوم تک پھر تھوڑی دیر بعد امام نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب! اب ذرا پردہ اُٹھا کر دیکھو اب جو میں نے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

۳۔عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے محمد بن عثمان عمری سے سناکہ وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم صاحب الزمان(عج)ہر سال موسم حج میں حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتےاور پہچانتے ہیں مگر لوگ اُنہیں دیکھتے تو ہیں پہچانتے نہیں ہیں۔

۴۔عبداللہ بن جعفر محمد بن عثمان سے پوچھتے ہیں کیاآپ نے صاحب الزمان کو دیکھاہے ؟انھوں نے کہاہاں آخری مرتبہ ان کا دیدار خانہ کعبہ کے نزدیک ہواتھااوروہ اس وقت یہ دعافرمارہے تھے کہ ''بارالٰہاجو کچھ تونے مجھ سے وعدہ کیاہےاسے پورافرما''اور میرے دشمنوں سے انتقام لے۔

۵۔ابونصر طریف کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام عصرکی خدمت میں پہنچاتوحضرت نے مجھ سے کرسی منگوائی میں لے آیا: پھر حضرت نے مجھ سے پوچھا: کیاتم مجھے پہچانتے ہو؟کہاہاں حضرت نےفرمایا: میں کون ہوں؟تومیں نے کہامیرے آقاومولاہیں اور میرے آقاکے فرزند ہیں پھر طریف کہتے ہیں کہ مزید مجھےاپنی معرفت کرائیں توحضرت نےفرمایا: میں خاتم الاوصیاء ہوں اللہ میرے ذریعہ سے خاندان والوں اور میرے شیعوں سے بلائیں دور کرے گا۔

۶۔محمد بن صالح کہتے ہیں جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی توجعفرِکذاب نے میراث کے مسئلہ میں جھگڑااُٹھایاتوصاحب الزمان(عج) نامعلوم جگہ سے جعفرکذاب کے سامنےآئےاور کہا: جعفرآپ کیوں ہمارے حق کے درپے ہیں؟جعفرکذاب حیران وپریشان ہوکررہ گئےپھر حضرت سب کی نظروں سےغائب ہوگئےجعفرکذاب نےلوگوں کے درمیان حضرت کوکافی تلاش کیامگرنہ پاسکااورجب امام حسن عسکری(ع) کی والدہٴماجدہ

نے رحلت کی تب بھی جعفر کذاب نے جھگڑا اٹھایا کیونکہ امام حسن عسکری(ع) کی والدہ نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے گھر ہی میں دفن کیا جائے مگر جعفر کذاب نے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا یہ میرا گھر ہے تب بھی صاحب الزمان نے اس کے سامنے آکر کہا تھا کہ اے جعفر! یہ گھر تمہارا کیسے ہو گیا جو ایسا کہہ رہے ہو یہ کہہ کر حضرت غائب ہو گئے اور پھر کسی نے حضرت کو نہیں دیکھا۔

۷۔ازدی کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ طواف کرتے وقت چھ طواف کے بعد ساتواں کرنا چاہا تو دیکھا کہ کعبہ کے داہنے طرف لوگ ایک جوان کے گرد حلقہ ڈالے ہیں وہ جوان بڑے قدو قامت والا نہایت حسین ونرم مزاج اور شیرین کلام کے ساتھ لوگوں سے محو گفتگو ہے میں بھی نزدیک گیا مگر ہجوم نے مجھے آگے بڑھنے نہ دیا میں نے کسی سے پوچھا یہ جوان کون ہے؟جواب ملا یہ فرزندِ رسول اللہ (ص) ہیں جو ہر سال ایک دن لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور خاص افراد سے گفتگو کرتے ہیں میں نے بھی آگے بڑھکر کہا اے میرے مولا وآقا! آپ میری کچھ رہنمائی فرمائیں: حضرت نے زمین سے ایک کنکر اُٹھا کر مجھے دیا امام کے اطراف کے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا تمہیں امام نے کیا دیا ہے؟میں نے کہا کنکر ہے ،اب جو میں نے ہاتھ کھولا دیکھا سونے کا ٹکڑا ہے اب جو میں وہاں سے چلا تھوڑے ہی فاصلہ پر میں نے اپنے سامنے امام کو پایا: آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا اب تمہارے لئے حق ثابت ہو گیا اور تمہارے لئے حجت ثابت ہوئی کہ میں ہی وہ مہدی وقائمِ زمان ہوں جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا اور یاد رکھو زمین کبھی بھی حجت الٰہی سے خالی نہیں رہ سکتی ہے

لوگ بغیر پیشوا کے نہیں رہ سکتے ہیں اور یہ بات تمہارے پاس امانت ہے سوائے حق پرست افراد کے کسی سے ذکر نہ کرنا۔

۸۔ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں میں مدینہ رسول اللہ(ص) گیا تاکہ خاندان ابو محمد حسن بن علی علیہماالسلام کے بارے میں کچھ آگاہی پاسکوں مگر وہاں میں اطلاع نہ پاسکا پھر اسی جستجو میں مکہ آیا طواف کے دوران گندم رنگ کے خوبصورت جوان کو دیکھا جو بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا میں اُن کی طرف گیا کہ شاید میرا مسئلہ ان سے حل ہو جائے جب ان کے نزدیک پہنچا اور اُنہیں سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا پھر مجھ سے پوچھا کس شہر کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا عراق کے شہر اہواز کا رہنے والا ہوں انھوں نے کہا مرحبا کیا وہاں جعفر بن حمدان حسینی کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے کہا ان کا انتقال ہو چکا ہے انھوں نے کہا اس پر اللہ کی رحمت ہو کتنی لمبی لمبی راتیں اس نے عبادت میں گزاریں اس کا کتنا عظیم اجر ہے پھر انھوں نے کہا اچھا ابراہیم بن مہزیار کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے کہا علی بن مہزیار میں خود ہوں انھوں نے یہ سنکر مجھے گلے سے لگایا اور کہا مرحبا اے ابو اسحاق! تمہارے اور ابو محمد(ع) کے درمیان جو علامت تھی اسے کیا کیا؟ میں نے کہا آپ کی مُراد وہ انگوٹھی ہے جو اللہ کی جانب سے طیب آل محمد حسن بن علی علیہما السلام کو اور ان کی جانب سے مجھے عطا ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے جیسے ہی وہ انگوٹھی نکال کر اُنہیں دکھائی، انھوں نے اسے چوما اور گریہ کرنے لگے اور اس پر نقش اسماء: یا اللہ یا محمد یا علی کو پڑھا اور کہنے لگے میرے باپ ان پر قربان جن کے نام اس انگوٹھی پر نقش ہیں پھر ہم لوگ دوسری گفتگو

میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ خود انھوں نے کہا: اے ابواسحاق! حج کے بعد آپ کا مہم کام کیا ہے؟ میں نے کہا آپ کے جد کی قسم میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کروں انھوں نے فرمایا: میں ابھی تمہارے لئے وضاحت کرتا ہوں میں نے کہا پہلے یہ بتائیں کہ آپ خاندان ابو محمد امام حسن (ع) کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا اللہ کی قسم میں فرزندان حسن بن علی علیہما السلام کی پیشانیوں کو نورانی پاتا ہوں میں ان کا سفیر ہوں کہ ان کی طرف سے روایات آپ تک پہنچاؤں اگر آپ ان کی زیارت کے مشتاق ہیں تو میرے ساتھ طائف چلیں مگر اس سفر کو اپنے خاندان والوں سے بالکل پوشیدہ رکھیے گا، ابراہیم کہتے ہیں میں ان کے ساتھ طائف کی طرف گیا میں نے بیابان کو نورانی پایا یہاں تک کے وہ خیمہ دکھائی دینے لگا جس سے وہ نور ساطع ہو رہا تھا اور اپنے اطراف کو روشن کئے ہوئے تھا میرے ساتھی پہلے اس خیمہ میں گئے تاکہ میرے داخل ہونے کی اجازت طلب کریں انھوں نے خیمہ میں داخل ہو کر سلام کیا اور میرے بارے میں آگاہ کیا خیمہ کے اندر سے محمد بن الحسن علیہما السلام ایک خوبصورت جوان کی صورت میں باہر آئے جن کے نورانی جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی تھی میں نے آگے بڑھکر اپنے آپ کو ان کے قدموں میں گرادیا اور ان کے ہاتھ کو چومنے لگا حضرت نے فرمایا: اے ابواسحاق! مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم سے میری ملاقات ہونی ہے ہمارے قلبی رابطہ نے تمام دوریوں کے باوجود تمہیں ہمارے سامنے مجسم لاکر کھڑا کردیا ہے اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا ولی نعمت ہے اس ملاقات پر میں اس کا شکر گزار ہوں میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ

پر قربان جب سے میرے مولاوآقاابو محمد(ع) کی رحلت ہوئی ہے میں جب سے ہی آپ کی تلاش میں تھاایک شہر سے دوسرے شہرایک علاقے سے دوسرے علاقے گیایہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ پراحسان کیاکہ ایسے رہنماکو میرے ساتھ کیاجس نے مجھے آپ تک پہنچایا پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا: میرے والدنے مجھ سے عہد لیاہے کہ میں مخفیانہ دُور،دَراز علاقوں میں زندگی بسر کروں تاکہ ظالم وجابروسرکش افرادسے امن میں رہوں اسی لئے انھوں نے مجھے بیابانوں وصحراؤں کی طرف بھیجاہے جب اذن پروردگار ہوگاتومیں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوکران کی مُشکلات کوبرطرف کروں گااور میرے والدنے مجھے ایسے علمی اسرار سے آگاہ کیاہے کہ اگران میں سے ایک شمع کے برابر بھی بیان کروں توائے ابواسحاق! تم ہر چیز سے بے نیاز ہوجاؤگے اے ابواسحاق! بس اتناجان لوکہ میرے والدنے فرمایا: اے بیٹا! اللہ تعالیٰ زمین کے کسی گوشہ کو بھی اپنی حجت سے خالی نہیں رکھتاہے اور مجھے امید ہے کہ اے بیٹا! اللہ تمہارے ذریعہ ہی حق کونشر کرے گااور باطل کومٹادے گااوراے بیٹا! تم پوشیدہ ٹھکانوں میں زندگی بسر کرناکہ اولیاءالٰہی کے سخت ترین دشمن ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ملحدواہل نفاق لوگوں سے جہاد کرنے کوواجب قراردیاہے اور کبھی بھی دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہونااور یادرکھودیندار مخلص لوگوں کے قلوب ان پرندوں کی مانند ہوتے ہیں جواپنے آشیانے کے مشتاق ہوتے ہیں لہٰذاتمہاری زیارت کے مشتاق لوگ بھی اگرچہ ذلت ورُسوائی کی نگاہ سے دیکھے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کابلند مقام ہوگاظاہری طورپروہ لوگ فقیر نظر آئیں گے مگرایسانہیں ہوگاوہ اہل قناعت ودیندار ہوں گے،اللہ اُنہیں

ہر طرح کے ظلم وستم کے مقابل میں صبر وتحمل واستقامت عطا کرے گا تاکہ آخرت کی ابدی زندگی میں وہ لوگ عزت پاسکیں،اے بیٹا! ہر کام میں صبر کے دامن کو تھامے رہنا اپنی نیت کو ہمیشہ شعار عزت قرار دینا تاکہ اللہ تعالیٰ کی صحیح حمد وثناء کو انجام دے سکو،اے بیٹا! وہ وقت بھی آئے گا جب تمہیں نُصرتِ الٰہی حاصل ہوگی اور تمہیں برتری حاصل ہوگی گویا میں تمہارے کاندھوں پر سفید وزرد رنگ کے پرچم مشاہدہ کررہا ہوں جو حطیمِ کعبہ اور چشمۂ زمزم کے درمیان لہرارہے ہیں گویا حجر اسود کے اطراف سے نکل کر تمہارے مخلص دوستوں کے رستے کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے سامنے صفیں لگائے کھڑے ہیں گویا میں ان ہاتھوں کی آوازوں کو بھی سن رہا ہوں جو تمہاری بیعت کررہے ہیں صرف وہ لوگ تمہارے اطراف میں جمع ہوں گے جنکی ولادت پاک ہوگی اور اُن کے دل نفاق کی آلودگیوں سے پاک ہوں گے،ان کے بدن دینداری کے لئے نرم اور دشمن کے لئے سخت ہوں گے،جو دینِ حق پر قائم ہوں گے،جب وہ صبح نمودار ہوگی کہ باطل مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے باطل کی کمر کو توڑدے گا ایمان کی روِش کو دُھرایا جائے گا تمہارے ذریعہ سے صلح ودوستی آشکار ہوگی،ماں کی گود کا بچہ بھی آرزو کرے گا کہ اُٹھ کر تمہارے پاس آئے،صحرائی حیوانات بھی چاہیں گے کہ تمہارے قدم بہ قدم چلیں،کائنات تمہارے وجود سے خوشحال ہوگی،روئے زمین پر کوئی بھی ظالم وجابر اور ناشکرا وکینہ ودشمنی رکھنے والا باقی نہیں رہے گا۔ (وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهوَحَسْبُهُ اِنَّ اللهَ بَالِغُ اَمْرِهِ قَدْجَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْئٍ قَدْرًا) (سورۂ طلاق آیت ۲)

یعنی: جو بھی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے بیشک اللہ اپنے امور کو اتمام تک پہنچا تا ہے اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک حد معین کر رکھی ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا: اے ابواسحاق! ہماری اس ملاقات کو پوشیدہ ہی رکھنا اور اسے سوائے اہل حق کے کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا اور جب تمہارے سامنے ہمارے ظہور کی نشانیاں پوری ہو جائیں تو تم ہماری طرف آنے میں جلدی کرنا تاکہ عزت وکمال کو پاسکو، ابراہیم بن مسزیار کہتے ہیں کافی دیر میں حضرت کی خدمت میں رہا اور ان سے علم وحکمت کے کئی ابواب سیکھے یہاں تک کہ اپنے اہلِ خانہ کی فکر ذہن میں آئی اور حضرت سے رُخصت طلب کی حضرت نے نیک دعاؤں کے ساتھ مجھے رُخصت کیا جو میرے اور میرے خاندان والوں کے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں پھر جب میرے روانہ ہونے کا وقت ہوا تو میرے پاس پچاس ہزار درہم تھے میں نے وہ رقم امام کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا اسے میری طرف سے قبول کیجئے حضرت مُسکرائے اور فرمایا: اے ابواسحاق! اسے اپنی واپسی کے اخراجات کے لئے اپنے ہی پاس رکھو کیونکہ ابھی تمہیں طولانی سفر درپیش ہے اور اس بات سے ناراض نہ ہونا کہ ہم نے اسے قبول نہیں کیا ہم اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور دعا دیتے ہیں کہ اس نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں برکت عطا کرے، اے ابواسحاق! اللہ نے جو کچھ ہمیں انعام واکرام دیئے ہیں ہم ان پر اللہ کا شکر ادا کرتے اور اسی پر قانع ہیں اور اس نے اس سلسلہ میں ہمیں ہمارے دوستوں سے بے نیاز کیا ہوا ہے ہمیں فقط اپنے دوستوں سے خلوص نیت

اور بے غرض نصیحت اور اُمورِ آخرت کی حفاظت اور تقویٰ و پاکدامنی کی توقع ہے (وَاللّٰہُ یَھدِیْ مَنْ یَشَآئُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمُ)

یعنی: اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔

۹۔ سعد بن عبداللہ قمی کہتے ہیں مجھے علم کلام پر کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا تاکہ ان کے ذریعہ حقائق کو روشن کیا جائے اور مذہب حقہ امامیہ کے مسئلہ میں بڑا حساس تھا کہ ایک دن ایک مخالف امامیہ ناصبی شخص نے آکر مجھ سے کچھ اس طرح کے اعتراضات کئے کہ تم رافضی لوگ ابوبکر کو بُرا کہتے ہو جبکہ وہ صدیق ہیں اور تمام صحابہ پر برتری رکھتے تھے اور رسول اکرم (ص) صرف اسی لئے اُنہیں غار میں اپنے ہمراہ لے گئے کیوں کہ آنحضرت جانتے تھے کہ وہ میرے بعد خلیفہ مسلمین ہوگا لوگوں کی تکیہ گاہ ہوگا حدودِ الٰہی کو جاری رکھے گا مشرکین کے علاقوں پر لشکر کشی کر کے فتح پائے گا لہٰذا جس طرح رسول اللہ (ص) اپنی نبوت کے بارے میں خوف رکھتے تھے اپنے بعد خلافت کے بارے میں بھی خوف زدہ تھے لہٰذا غار میں ابوبکر کو لیجانے کا مطلب ان کی حفاظت کرنا تھا اور علیؑ کو جو اپنے بستر پر سلایا وہ اس لئے کہ آنحضرت (ص) کو ان کی جان کی پرواہ نہیں تھی کہ اگر وہ مار بھی دیئے گئے تو دوسرے کو ان کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا اس لئے انہیں اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے، اگرچہ میں نے اس کے اس اعتراض کے کئی جواب دیئے مگر وہ نہ مانا دوسرا اس نے یہ سوال کیا کہ اچھا یہ

بتاؤکہ صدیق وفاروق(اس کی مرادان سےابوبکروعمرتھے)نےاپنی رغبت سےاسلام کوقبول کیایامجبورہوکراسلام قبول کیا؟

میں نےسوچااسےکیاجواب دوں اگرکہتاہوں کہ اپنی مرضی ورغبت سےاسلام قبول کیاتو وہ کہےگاکہ پھران میں نفاق کاداخلہ نہیں ہےکیونکہ نفاق اس وقت ممکن ہوتاہےجب کسی سختی وغلبہ کی وجہ سےناچارہوکرناچاہتےہوئےاسلام کوقبول کیاہوجیساکہ قرآن مجید میں ارشادہوا:فَلَمَّارَاَوْابَاْسَنَاقَالُوآمَنَّابِاللّٰہِ وَحْدَہُ وَکَفَرْنَابِمَاکُنَّابِہٖ مُشْرِکِیْنَ() فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیمَانُھُمْ لَمَّارَاَوْابَاْسَنَا)(سورہ مومن آیہ۸۴-۸۵)

یعنی:پھرجب انھوں نےہمارےعذاب کودیکھاتوکہنےلگےکہ ہم اللہ پرایمان لائےہیں اورجن باتوں میں اللہ کاشرک کیاکرتےتھےسب کاانکارکررہےہیں توعذاب کےدیکھنےکےبعدکوئی ایمان کام آنےوالانہیں تھا۔

اوراگرمیں کہتاہوں کہ وہ مجبورہوکراسلام لائےتھےتووہ کہتاہےاس وقت کوئی شمشیرکا مسئلہ ہی نہیں تھاکہ وہ خوف وہراس کی وجہ سےاسلام لائےہوں اورمجھےاذیت دےگالہٰذا میں نےکہامیں اپنےبڑےعالم دین سےجواب پوچھ کرتمہیں بتاؤں گاپھرمیں احمدبن اسحاق جواس وقت امام حسن عسکری (ع)کےوُکلاءونائبین میں سےشمارہوتےتھےان کی خدمت میں پہنچاوہ سامرہ شہرسرمن رای(جس نےدیکھاخوشحال ہوا)کےسفرکاارادہ رکھتےتھے انھوں نےمجھےدیکھ کرمجھے بھی اپنےساتھ سرمن رای خدمتِ امام حسن عسکری(ع)میں

لے گئے ہم دونوں کافی طولانی سفر طے کرکے امام کی خدمت میں پہنچے احمد بن اسحاق نے لوگوں کے دیئے ہوئے خمس کے تھیلے امام کی خدمت میں پیش کئے امام حسن عسکری (ع) کے سامنے ایک خوبصورت سا بچہ کھیل رہا تھا امام نے اس بچے سے کہا بیٹا ذرا ہمارے شیعوں کے ان ھدایا کی تھیلیوں کو کھولو اس بچے نے وہ تھیلیاں دیکھتے ہی کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں اپنے پاک ہاتھوں کو نجس ملے ہوئے مال سے جن میں حلال وحرام مخلوط ہے لگاؤں؟ امام حسن عسکری (ع) نے کہا: اے اسحاق! تم خود ذرا تھیلیوں سے رقمیں نکالو تاکہ حلال وحرام کو جدا کیا جاسکے جیسے ہی پہلی تھیلی اسحاق نے کھولی تو اس بچے نے کہا یہ فلاں بن فلاں اور فلاں محلّہ میں رہنے والے کی رقم ہے اور اس میں کُل اتنی رقم ہے اور اس میں اتنی حلا ل اور اتنی حرام ہے امام حسن عسکری (ع) نے دیکھ کر فرمایا: بیٹا تم نے سچ کہا ہے اسی طرح اسحاق یکی بعدِ دیگری تھیلوں کو کھولتے گئے وہ بچہ پوری تفصیل بتاتا گیا اور امام حسن عسکری (ع) بھی اس کی تصدیق کرتے گئے اور پھر امام نے فرمایا: اے اسحاق! ان تما م تھیلوں کو لیجا کر ان کے مالکین کو دیدو اور کہو کے ہمیں ایسے مال کی ہر گز ضرورت نہیں ہے اور مجھے اُس بوڑی عورت کا بھیجا ہوا کپڑا دیدو جو اس نے میرے لئے بھیجا ہے اسحاق وہ کپڑا لینے گئے امام نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے سعد! تم بھی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو میرے اس بیٹے سے پوچھو اور پھر اس بچے کی طرف بھی اشارہ کیا اس بچے نے مجھ سے کہا جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو، میں نے پہلا سوال یہ پوچھا کہ ہم تک آپ لوگوں کی طرف سے جو نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ (ص) نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا حق حضرت علی (ع) کو دیا

ہے مثلاً جنگ جمل کے موقع پر جب عایشہ نے حضرت علی (ع) کے خلاف لشکر کشی کی تھی تو آپ نے عایشہ سے کہا کہ تم نے اسلام و مسلمین میں تفرقہ اندازی کی ہے اگر تم اپنے اس کام سے باز نہ آئیں تو میں رسول اللہ (ص) کی جانب سے تمہیں طلاق دیدوں گا، جبکہ رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد ازواج نبی خود بخود مطلقہ ہو گئیں تھیں، اس بچے نے مجھ سے پوچھا ذرا یہ بتائیں کہ طلاق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا: راستہ کھولدینا، آزاد کر دینا: اس بچے نے کہا: اگر بقول آپ کے وہ وفاتِ پیغمبر (ص) کے بعد مطلقہ ہو گئیں تھیں تو کیوں ان کے لئے دوسرے شوہر کرنا جائز نہ تھے؟ میں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوسرے شوہر کرنا حرام قرار دیئے تھے اس بچے نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازواج نبی کے لئے دوسرے شوہر کرنے کو حرام قرار دیکر ان کی عظمت و منزلت کو بڑھادیا تھا تاکہ وہ ام المومنین کہلا سکیں تو رسول اللہ (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا: اے ابوالحسن! یہ عظمت و منزلت میری ازواج کے لئے اس وقت تک باقی ہے جب تک وہ اطاعت الٰہی میں زندگی بسر کریں، جو بھی ان میں سے میرے بعد اللہ کی نافرمانی کریں اور تم پر خروج کریں تو تم ان کے لئے دوسرے شوہر کرنے کی راہ کو طلاق کے ذریعہ سے کھول دینا تاکہ وہ ام المومنین کے مرتبہ سے نکل جائیں میں نے کہا: اے فرزندِ امام! ذرا یہ بتائیں کہ قرآن میں (فَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ) سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس سے مراد مساحقہ (یعنی عورت کا عورت سے لذت لینا ہے) نہ کہ زنا کیونکہ اگر کوئی عورت زنا کرے اور اس پر حد جاری ہو جائے تو اس سے شادی کرنے والا شادی کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی عورت مساحقہ کرتی ہے تو اس کی

سزا صرف سنگساری ہےاور جسےاللہ تعالیٰ سنگساری کرنے کا حکم دے گویااللہ تعالیٰ نےاسے ذلت ورُسوائی میں چھوڑدیااورایسی عورت سے کوئی شادی بھی نہیں کرسکتا،میں نے پوچھا:اےفرزندِامام! ذرایہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نےجوموسیٰؑ سےفرمایا:(فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِى الْمُقَدَّسِ طُوًى)(سورہ طہ آیہ ۱۲)

یعنی تم اپنی نعلین اُتاردوکہ تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو۔

اس کاکیامطلب ہے؟توآپؑ نےفرمایا:کیونکہ موسیٰؑ نےاس مقدس وادی میں اللہ تعالیٰ سےخالصانہ مُناجات کی تھیں کہ''بارالٰہامیں تجھ ہی سے محبت کرتاہوں اورتیرے غیرسےدل کوتوڑلیتاہوں جبکہ انہیں دوسری طرف زوجہ کی تنہائی کا بھی خیال تھاتواللہ تعالیٰ نےانہیں حکم دیاکہ اپنی نعلین کواُتاردواگرمجھ سےخالصانہ محبت کرتےہو،یعنی زوجہ کی محبت کو بھی ختم کردومیں نےپوچھا:فرزندِرسول:اس آیت(کھیعص)کی کیاتاؤیل ہے؟انھوں نےفرمایا:یہ حروف وہ غیبی خبردےرہےہیں جس کے بارےمیں اللہ تعالیٰ نے زکریاؑ کومطلع کیاتھااوران کےبعداس داستان کورسول اللہ(ص)سے بھی اللہ تعالیٰ نے نقل کیااوروہ داستان یہ ہےکہ زکریاؑنےاللہ تعالیٰ سےدعاکی تھی کہ انہیں پانچ اسماءطیبہ کی تعلیم دےاللہ تعالیٰ نےجبرئیلؑ کےذریعہ انہیں پنجتن کےاسماءسکھادیئے تھےاس وقت کے بعدسےزکریاجب بھی محمدوعلی وفاطمہ وحسن کویادکرتےتوان کاغم واندوہ دورہوجاتااوران کی پریشانی دورہوجاتی اورجب حسینؑ کویادکرتےتوان کاحُزن وملال بڑھ جاتااوروہ گریہ

کرنے لگتے ایک دن انھوں نے مُناجات کے دوران اللہ تعالیٰ سے اس کی مصلحت دریافت کی تو اللہ تعالیٰ نے داستانِ امام حسین (ع) کو ان کے لئے بیان کیا اور فرمایا: (کھیعص) میں (کاف) سے اشارہ کربلا کی طرف اور (ھا) سے کنایہ شہادت کی طرف اور (یا) سے اشارہ یزید ظلم کرنے والے کی طرف اور (عین) سے اشارہ کربلا والوں کی عطش کی طرف اور (صاد) سے مراد کربلا والوں کا صبر ہے جب زکریا نے یہ سنا تو ان کے غم ودُکھ میں اور اضافہ ہوگیا اور تین دن تک وہ مسجد سے باہر نہیں نکلے نہ کسی کو مسجد میں اپنے سے ملنے کی اجازت ہی دی اور مسلسل تین دن تک گریہ وزاری کرتے رہے پھر بارگاہِ پروردگار میں دعا کی '' بارالٰہا مجھے بھی ایسا بیٹا عطا فرما جو میرے بڑھاپے میں میرا وارث اور وصی قرار پائے اور اس کی منزلت کو میرے نذیک حسینؑ کی منزلت کی طرح قرار دے مجھے بھی اس سے ویسی ہی محبت عطا کر جیسی محبت میرے حبیب محمد مصطفیٰ (ص) کو حسینؑ سے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُنھیں یحییٰؑ جیسا فرزند عطا کیا جن کے حمل کی مُدت چھ ماہ اور امام حسین (ع) کے حمل کی مُدت بھی چھ ماہ تھی، دونوں کا نام اللہ ہی کی طرف سے رکھا گیا دونوں کے قاتل ولدالزنا تھے دونوں کے قتل پر آسمان رویا، دونوں کے سروں کو بدکار افراد کے سامنے پیش کیا گیا پھر میں نے پوچھا: اے میرے مولا وآقا! اس کی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے امام کو منتخب نہیں کر سکتے؟ حضرت نے جواب دیا کیونکہ لوگ یا امام مُصلح کو انتخاب کریں گے یا امام مفسد کو؟ میں نے کہا امام مُصلح کو، تو انھوں نے فرمایا: کیا ممکن نہیں کہ لوگ جسے مُصلح سمجھ کر انتخاب کریں وہ مُفسد نکلے؟ میں نے کہا ہاں اس کا امکان ہے تو حضرت نے فرمایا: ذرا یہ

بتاؤکہ موسیٰؑ جواللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ نبی تھے مگراس کے باوجودجب وہ بنی اسرائیل میں ستر ایماندار مخلص افراد کو منتخب کرکے لے گئے جن کے بارے میں ان میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں تھامگروہ سب منافق نکلےاورانھوں نے کہا:لَنْ نُؤْمِنَ لکَ حَتَّی نَرَی اللّٰہ جَھرَۃً)(سورہ بقرہ آیہ ۵۵)

یعنی:ہم ہر گزایمان نہیں لائیں گےجب تک اللہ تعالیٰ کوآشکارديکھ نہ لیں۔

یہاں تک کےقرآن نےان کے بارے میں ارشادفرمایا:فَاَخَذَتْھمُ الصَّاعِقَۃُبِظُلْمِھمْ) (سورہ نساء آیہ ۱۵۳)یعنی:اُنہیں آسمانی آفت نےلےلیاان کے ظلم کےسبب۔

توتم نےملاحظہ کیاکہ جب نبی کےمنتخب کردہ جنہیں وہ مخلص سمجھ رہےتھےمفسد نکلےتواس سےہمیں یہ بات اچھےطریقہ سے سمجھ میں آجاتی ہےکہ مہاجروانصارہوناہمیت نہیں رکھتاہےکیونکہ پیغمبروں کےمنتخب شُدہ افرادبھی غیرصالح نکل سکتےہیں لہٰذاامامت کے لئےافرادکواللہ ہی منتخب کرسکتاہےجولوگوں کے باطن کاعلم رکھنےوالاہےپھرحضرت نے فرمایا:تمہارامدمُقابل کہہ رہاتھاکہ ابوبکرکورسول اللہ(ص)اس کی حفاظت کےلئےلےگئے تھےکیوں کہ اُنہیں معلوم تھاکہ وہ میرےبعد خلیفہ مسلمین بننےوالاہے،توتم نےاس کو یوں کیوں نہیں جواب دیاکہ کیاتم لوگ ہی یہ نہیں کہتےہوکہ رسول اللہ(ص)نے فرمایا: میرےبعدخلفاءِراشدین کی مدت خلافت تیس سال ہوگی وہ اس بات کی تصدیق کرتاتو اس وقت اس سےکہتےکہ پھرجورسول اللہ(ص)یہ جانتےتھےکہ میرے بعدابوبکرخلیفہ بنے

گاتوکیارسول اللہ (ص) یہ نہیں جانتے تھے کہ ابوبکر کے بعد عمر اس کے بعد عثمان اور اس کے بعد علی (ع) خلیفہ بنیں گے تو وہ مجبور تھا تمہاری اس بات کی بھی تصدیق کرنے پر تو تم کہتے کہ پھر رسول اللہ (ص) پر واجب تھا کہ چاروں افراد کو اپنے ساتھ غار میں لے جاتے کیونکہ جس طرح ابوبکر کی جان کا خطرہ تھا باقی تینوں کی جانوں کا بھی خطرہ تھا یہ مسئلہ صرف ابوبکر کے لئے مخصوص نہیں تھا، اور جب اس نے کہا کہ ابوبکر و عمر کا اسلام رغبت کی بناء پر تھا یا اکراہ واجبار کی بناء پر؟ تو تم نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ ان دونوں کا اسلام قبول کرنا طمع کی خاطر تھا کیونکہ وہ دونوں یہودیوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے اور یہودیوں سے وہ دونوں سن چکے تھے کہ تورات وانجیل اور تمام کتب آسمانی میں محمد (ص) کی داستان اور ان کے انجام کا ذکر ہے اور وہ یہ بھی انہیں بتا چکے تھے کہ محمد (ص) تمام عرب پر مسلط ہو جائیں گے جس طرح بخت نصر تمام اسرائیل پر مسلط ہو گیا تھا لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ (ص) کی خدمت میں آکر اسلام قبول کر لیا تاکہ جب اسلام کا پرچم بلند ہو جائے گا تو ہمیں بھی جاہ وجلال نصیب ہوگا اگرچہ انھوں نے بعض دیگر منافقوں کے ساتھ ملکر اپنے چہروں پر نقابیں لگا کر پیغمبر (ص) پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عزم سے اپنے رسول (ص) کو آگاہ کر دیا اور یہ ذلت وغضب کے ساتھ لوٹے جس طرح طلحہ وزبیر نے بھی قتلِ عثمان کے بعد حضرت علی (ع) کی خدمت میں آکر بیعت کی تاکہ ہمیں بھی کہیں کی حکومت ومنصب نصیب ہو مگر جب اپنے اس ارادے میں مایوس ہو گئے تو بیعت کو توڑ دیا اور امام پر خروج کیا، سعد کہتے ہیں پھر امام حسن عسکری (ع) اس بچے کے ہمراہ نماز میں

مشغول ہوگئے میں بھی اُٹھااوراحمد بن اسحاق کی تلاش میں نکلادیکھاوہ باہر کھڑے گریہ کررہے ہیں میں نے پوچھاآپ کے گریہ کاسبب کیاہے؟انھوں نے کہامولانے جواس بُڑھیاکا بھیجاہواخمس کا کپڑاطلب کیاہےوہ مجھ سے کہیں گم ہوگیاہے،میں نےان سے کہا کوئی بات نہیں آپ امام کوجاکر بتائیں کےوہ گم ہوگیاہےوہ جلدی سےامام کی خدمت میں پہنچےاور فوراً ہی مُسکراتےاور صلوات پڑھتے ہوئے لوٹے میں نے پوچھاکیاہوا؟انھوں نے کہامیں نے دیکھاامام اسی کپڑے پر کھڑے نمازپڑھ رہے ہیں،سعد کہتے ہیں میں نےاللہ کاشکر اداکیااوراس کے بعد جب بھی ہم امام حسن عسکری(ع)کے گھرگئےاس بچے کوہم نے نہیں دیکھاپھرجب ہمارےرُخصت ہونےکاوقت آیاتوہم نےامام حسن عسکری(ع)سےآکراللہ حافظ کیااحمد بن اسحاق امام سے عرض کرتے ہیں مولاہم آپ پراورآپ کےاجدادِطاہرین پردرودوصلوات بھیجتے ہیں اورآپ لوگوں کی برتری اورآپ لوگوں کےدشمنوں کی پستی چاہتے ہیں اورمجھےاُمیدہےکہ یہ میراآخری سفرنہ ہو،احمد بن اسحاق کےیہ الفاظ سُنکرامام کی آنکھوں میں بھی آنسوآگئےاورارشادفرمایا:اےاسحاق کے بیٹے!دُعامیں اپنےآپ کوزحمت میں نہ ڈالوکہ تم اسی سفرمیں اپنےاللہ سے جاملوگےاحمد بن اسحاق یہ سُنکرروتے ہوئے بیہوش ہوکرزمین پر گرپڑےاورجب اُنہیں ہوش آیاتومولاسےکہنے لگےفرزندِرسول پھرکوئی اپناکپڑادیں جسے میں اپناکفن قراردےسکوں امام نے کپڑے کےعلاوہ تیرہ درھم بھی دیئے اورکہااسے بھی اپنےہمراہ رکھویہ تمہارے کام آئیں گے،سعد کہتے ہیں ہم لوگ مولاسے رُخصت ہوکرشہرِحلوان سےابھی تین فرسخ کے فاصلےپر پہنچے تھےکہ احمد بن اسحاق کوسخت

بخار ہوا ہم نے ایک کاروان سرا میں ٹھہراؤ کیا وہاں احمد نے اپنے علاقہ کے کسی فرد کو پا کر اسے کچھ وصیتیں کیں اور ہم سب سے کہا اس رات مجھے کمرے میں اکیلا چھوڑ دیں ہم لوگ اُنہیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے صبح کے نزدیک مجھے کسی نے اُٹھایا اب جو میں اُٹھا تو دیکھا امام حسن عسکریؑ کا غلام کافور ہے وہ مجھ سے کہتا ہے: اَحْسَنُ اللهُ بِالْخَيْرِ عَزٰاكُمْ)

یعنی: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اس مصیبت میں جزائے خیر دے۔

ہم لوگ احمد بن اسحاق کے غسل و کفن سے فارغ ہوگئے ہیں اور اب یہ تم لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے دفن کا انتظام کرو بیشک احمد مولا کے نزدیک بڑا محبوب تھا جواب ہماری آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ چکا ہے ہم سب اُٹھے اور احمد کے دفن کا انتظام کیا اللہ تعالیٰ احمد بن اسحاق پر رحمت نازل کرے۔ (آمین)

۱۰۔ابو نعیم انصاری زیدی کہتے ہیں ۲۹۳ ھجری کے ماہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ کو اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا طواف کرنے والوں کے درمیان سے ایک جوان لباس احرام پہنے ہوئے ہاتھوں میں نعلین لئے ہوئے نکلا اس کی ہیبت اِتنی تھی کہ ہم سب جو تقریباً تیس افراد تھے اس کے احترام میں اُٹھ گئے اس نے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد کہا تم لوگوں کو معلوم ہے امام جعفر صادق (ع) دعا میں کیا کہتے تھے؟ ہم سب نے کہا کیا کہتے تھے؟ تو اس نے کہا کہتے تھے کہ: اَللّٰهمَّ اِنِّ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِی بِہ تَقُومُ السَّماءُ وَبِہ تَقُومُ الْاَرْضُ وَبِہ تُفَرِّقُ بَيْنَ الحَقِّ وَالْباطِلِ وَبِہ تَجْمَعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَبِہ

تُفَرِّقُ بَيْنَ المُجْتَمِعِ وَبِہ أَحْصَيْت عَدَدَالرِّمالِ وَزِنَةَالجِبالِ وَكَيْلَ البِحارِأَنْ تُصَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّدٍوَأَنْ تَجْعَلَ لِی مِنْ أَمْرِفَرَجاًوَمَخْرَجاً"

یعنی:اے پروردگار تجھےاس نام کاواسطہ دیتاہوں جس نام کی برکت سےزمین وآسمان برپا ہیں اور جس کے ذریعہ توحق وباطل کوایک دوسرے سےجداکرتاہےاور متفرق چیزوں کوجمع کرتاہے جمع شدہ چیزوں کومنتشر کردیتاہےاس کے ذریعہ سےریگزاروں کوشمار کرتاہےاور پہاڑوں کاوزن کرتاہےدریاؤں کوناپتاہے محمدوآل محمدپردرود بھیج اور میرےکاموں میں کامیابی عطافرما''پھروہ جوان اُٹھااِدھراُدھر دیکھ کرطواف کرنےوالوں میں غائب ہوگیا دوسرےدن پھروہی ہواوہ جوان طواف کرنےوالوں میں سےنکلااوراِدھراُدھر دیکھنےکے بعدہم لوگوں سےکہنے لگاتم لوگوں کومعلوم ہےامیرالمومنین علی(ع)اپنی فریضہ نمازوں کےبعدکس طرح دعاکرتےتھے؟ہم نےکہاکس طرح کرتے تھے؟اس نےکہاوہ کہتے تھے: "أَللّٰهمَّ اِلَيْکَ رُفِعَتِ الأَصْواتُ وَدُعِيَتِ الدَّعَواتُ وَلَکَ عَنَتِ الوُجُوهُ وَلَکَ خَضَعَتِ الرِّقابُ وَاِلَيْکَ التَّحاکُمُ فالأَعْمالِ،ياخَيْرَمَسْؤُولٍ وَخَيْرَمَنْ أَعْطیٰ ،ياصادِقُ يابارِءُ،يامَنْ لايُخْلِفُ المِيعادَ،يامَنْ أَمَرَبِالدُّعاءِوَتَكَفَّلَ بِالجابَةِ، يامَنْ قالَ:اُدْعُونی أَسْتَجِبْ لَكُمْ"يامَنْ قالَ:"وَاِذاسَأَلَکَ عِبادی عَنِّی فَاِنِّی قَرِيب اُجِيبُ دَعْوَةَالدَّاعِ اِذادَعانِ فَلْيَسْتَجيبُوالی وَلْيُؤمِنُوابی لَعَلَّهمْ

يَرْشُدُونَ"یامَنْ قالَ:"یاعِبادَالَّذینَ أَسْرَفُواعَلی أَنْفُسِهِمْ لاتَقْنُطُوامِنْ رَحْمَةِاللهِ اِنَّ اللهَ یَغْفِرُالذُّنُوبَ جَمیعاًاِنَّهُ هوَالغَفُورُالرَّحیمُ"

یعنی:اے بارالٰہاآوازیں تیری طرف بلندہیں(پکارنےوالوں کی پکار)اوران کی صورتیں تیرےسامنےخاک پرہیں گردنیں تیرےآگے جھکی ہوئی ہیں اعمال کامحاکمہ تیرےدست قدرت میں ہےاے بہترین سوال کئےجانےوالے!اوراے بہترین عطاکرنےوالے!اے صادق اوراےخالق اوراےوہ ذات جوکبھی خلاف وعدہ نہیں کرتی!اےوہ ذات جس نے دعاکرنےکاحکم دیااوراسے قبول کرنےکی ذمہ داری لی اورفرمایا:مجھ ہی سےدعاکریں میں قبول کروں گااورفرمایا:اے میرےنبی جب تم سے میرےبندے میرےبارےمیں سوال کریں توان سےکہوکہ میں ان سےقریب ہوں پُکارنےوالےکی پُکارپرلبیک کہتاہوں جب وہ پکارتاہےلہٰذاجب پکارنےوالے مجھےپکارتےہیں اورمجھی پرایمان رکھیں تاکہ وہ رہنمائی پائیں اورتُونےفرمایا:اے میرے وہ بندوں جنہوں نےاپنےنفسوں پرظلم کیاہےتم لوگ اللہ کی رحمت سےمایوس نہ ہوجاؤبیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دےگابیشک وہ بڑابخشنے والامہربان ہےپھراس جوان نےاِدھراُدھردیکھااورکہاتم لوگوں کومعلوم ہےامیرالمومنینؑ سجدہ شکرمیں کیادعاکرتےتھے؟ہم لوگوں نےکہاکیادعاکرتےتھے؟اس نےکہایہ دعاکرتے تھےجس کاترجمہ یہ ہے:

''اے وہ ذات جو درخواست کرنے والوں کی درخواست کو قبول کرتی ہے اور زمین و آسمان کے خزانے جس کے ہاتھ میں ہیں میری بد کرداری تجھے اپنے احسان کرنے سے نہ روکے تجھ سے درخواست کرتا ہوں میرے ساتھ وہ سلوک فرما جس کا تو اہل ہے تُو ہی جود و کرم و دَرگُزر کا مالک ہے اے میرے اللہ! میرے ساتھ وہ سلوک فرما جس کا تو اہل ہے تو سزاء دینے پر قدرت رکھتا ہے اور میں سزا پانے کا سزاوار ہوں میں تیری بارگاہ میں کسی قسم کا عُذر نہیں رکھتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تاکہ تو اُنہیں بخش دے اور تُو اُنہیں مجھ سے بہتر جانتا ہے بارالٰہا مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور جو کچھ تو میرے بارے میں جانتا ہے اس سے درگزر کر بیشک تو عزیز اور کریم ہے، یہ کہہ کر وہ جوان اُٹھا اور طواف کرنے والوں میں غائب ہو گیا پھر تیسرے دن اسی طرح وہ جوان آیا اور کہنے لگا تم لوگوں کو معلوم ہے سید الساجدین علی بن الحسین علیہا السلام اپنی نماز کے سجدہ میں کیا دعا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کیا دعا کرتے تھے؟ اس نے کہا یوں دعا کرتے تھے: اے بارالٰہا! تیرا حقیر و مسکین بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے اور تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کر رہا ہے جس پر تیرے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے، پھر اس جوان نے ہمارے درمیان موجود محمد بن قاسم علوی کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد بن قاسم! انشاء اللہ تم عاقبت بخیر ہو گے یہ کہہ کر وہ جوان پھر سے طواف کرنے والوں میں غائب ہو گیا اس کے جانے کے بعد محمد بن قاسم نے ہم سب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے پہچانا وہ جوان کون تھا؟ ہم سب نے کہا نہیں محمد بن قاسم نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم وہ امام صاحب الزمان (ع) تھے ہم نے اس سے کہا تم

کیسے پہچانے تواس نے کہامیں سات سال سے دعا کررہاتھاکہ مجھےامام صاحب الزمان(عج) کی زیارت کرا،ایک دن میدان عرفہ میں،میں نےاسی جوان کودعاکرتے ہوئے دیکھااس سے میری کافی گفتگوہوئی پھروہ ناگاہ میری نظروں سےغائب ہوگیالوگوں سےپوچھامیرے ساتھ جوسیدعلوی تھےان کودیکھاہےتوانھوں نے کہاکہ ہاں وہ توہرسال ہمارےساتھ پیدل حج پرآتاہے محمد بن قاسم کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نےان سیدپر پیدل حج آنے کی کوئی علامات نہ پائیں پھرمیں محزون ومغموم مُزدلفہ کی طر ف آیارات وہاں بسرکی خواب میں رسول اللہ(ص) کودیکھاآنحضرتؐ نے مجھ سےفرمایا:اے محمد!تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے ؟میں نےپوچھااے مولاوآقاوہ جوان کون تھا؟آنحضرت(ص)نےفرمایا:وہ جوان جس سے تمہاری میدان عرفات میں ملاقات ہوئی وہ تمہاراامام صاحب الزمان(عج)تھا،ابونعیم انصاری کہتے ہیں جب ہم نے محمد بن قاسم سےیہ داستان سنی تواس پرغصہ ہوئےکہ یہ پہلے ہمیں تم نے کیوں نہیں بتایا؟تواس نے کہاکہ مجھے یہ واقعہ پہلے یادنہیں تھا۔

ابوالادیان کہتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری(ع)کےخادمین میں سے تھااورامام کےخطوط اطراف کےشہروں میں لیجایاکرتاتھاوہ بیماری جوامام کی موت کاسبب بنی اس بیماری میں امام نےکچھ خطوط لکھ کرمجھےدیئےاورکہاانہیں مدائن پہنچادوجب تم پندرہ دن بعدسامرہ واپس آؤگےتومیرے گھرسےصدائے نالہ وشیون سنوگےاورتمہیں اطلاع دی جائےگی کہ میراانتقال ہوچکاہے،میں نےپوچھافرزندِرسول آپ کاقائم مُقام امام کون ہوگا؟توحضرت نےفرمایا:جس نےتم سےان خطوط کےجواب کوطلب کیااورمجھ پرنمازپڑھائی وہی تمہارا

صاحب الزمان ہوگا،میں وہ خطوط لیکرمدائن پہنچابالکل اسی طرح سے جیسےامام حسن عسکری (ع)نے فرمایاتھامیں نےواپسی پرامام کے گھرسےرونے کی آوازیں سُنیں اور دروازے پرجعفرکذاب کودیکھاتوگویالوگ آکربھائی کےانتقال پراُسےتسلیت اوراس کی امامت پرمُبارک بادپیش کررہےہوں میں نے بھی آگےبڑھکرایساہی کیااس نےمجھ سے خطوط کےجوابات کے بارےمیں کچھ سوال نہ کیاپھرتھوڑی دیربعدآوازآئی کہ جنازہ تیار ہے جعفرکونمازِمیت پڑھانےکےلئےبُلایاگیاجعفر بھی آگےبڑھکرنمازپڑھاناچاہتاتھاکہ گندمی رنگ کاایک نوجوان نمودارہوا اور جعفرکو پیچھےہٹاتےہوئےبولااےچچامیں اپنےباپ پرنماز پڑھانےکازیادہ حق رکھتاہوں یہ کہہ کروہ نوجوان آگےبڑھااور امام حسن عسکری(ع)پر نمازپڑھائی اورپھرمیری طرف متوجہ ہوکربولااےابوالادیان ان خطوط کےجواب کہاں ہیں لاؤمجھےدویہ سنکرامام حسن عسکری(ع)کی بتائی ہوئی علامات میرےسامنےآگئیں میں نے وہ خطوط اس کی خدمت میں پیش کردیئےپھراس نوجوان نےامام حسن عسکری(ع)کو ان کی آرام گاہ ہی میں دفن کیااورپھرغائب ہوگیاجعفرِ کذاب نے معتمدعباسی کےدربار میں جاکراس نوجوان کاواقعہ بتایااس کےافرادنےامام حسن عسکری(ع) کےگھرپرحملہ کیا اوراس نوجوان کوتلاش کرنےلگےاسی دوران امام حسن عسکری (ع)کی صیقل نامی کنیز نےصرف اس ارادےسےکہ اس نوجوان کی جان بچ جائےیہ ادعٰی کیا کہ میں امام حسن عسکری(ع)سےحاملہ ہوں اسے گرفتارکرکےابن الشوارب نامی قاضی کے سپردکردیاکہ اس کےوضع حمل تک اسے یہیں رکھاجائےاتفاق سےاسی دوران عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان

کی ناگہانی موت واقع ہوئی بصرہ میں شوروغوغاہوااس دوران وہ لوگ اس کنیز سے غافل ہوگئےاور کنیز فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی۔

علی بن سنان اپنےوالدسے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ قم سے سہمِ امام لے جاکرامام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھےآخری دفعہ جب ہم لوگ سامرہ پہنچے توپتہ چلاامام حسن عسکری(ع)رحلت فرماچکے ہیں پتہ کیااب امام کون ہےتولوگوں نے بتایاکہ امام حسن عسکری(ع)کابھائی جعفرہےجوآج کل سیر و تفریح کے لئے گیاہواہے ہم نےاس کی خصوصیات کے بارےمیں پوچھاتوپتہ چلاوہ شراب پیتاہےاپنے گھرمیں گانا گانےوالیاں رکھتاہےہم نےآپس میں کہایہ امام کی صفات تو نہیں ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہاہم سب واپس چلتے ہیں اورلوگوں کی امانتیں خوداُنہیں کے حوالے کردیتے ہیں ابوالعباس محمدبن جعفرحمیری قمی نے کہاہم یہیں رُکتے ہیں اور جعفر کےآنےپراسے آزماتے ہیں جب جعفرسیر سےلوٹاتوہم سب نےاس سے جاکرکہا کہ ہم امام حسن عسکری (ع)کی خدمت میں اہل قم کی سہم امام کی رقمیں لاتے تھےاس دفعہ بھی لائے ہیں اس نے کہالاؤمجھےلاکردوہم نے کہاہم امام حسن عسکری(ع)کی خدمت میں جب یہ رقمیں لاتے تھےتوحضرت ان رقوم کی مقداران کےمالکین کے نام کےساتھ بتاتے تھےاگرآپ امام ہوتواسی طرح ہمیں بتاؤجعفرنےکہاتم لوگ جھوٹ بولتےہویہ سب علمِ غیب ہے جس کی نسبت تم لوگ میرےبھائی کی طرف دیتےہومگراس کےاسرارکے باوجودہم نے وہ رقمیں اُسے نہیں دیں تواس نےخلیفہ کےدربارمیں ہماری شکایت کی ہمیں دربارِخلیفہ

میں لیجایاگیاہم نے وہی جواب دیاکہ اس کے بھائی امام حسن عسکری(ع) ہمیں صاحبان رقم کے نام اور رقم کی مقدار بھی بتاتے تھےتوہم اُنہیں یہ رقمیں دیتے تھے،اورہم مأمور ومعذورہیں توخلیفہ نے بھی جعفرِکذاب سے کہاکہ اگرتم بھی اپنے بھائی کی طرح کےامام ہوتویہ سب باتیں بتاؤورنہ حق ان کے ساتھ ہےیہ سنکرہم لوگوں نے خلیفہ سے کہاکہ کسی کوشہرسامرہ سے باہرنکلنے تک ہمارےہمراہ کردیں خلیفہ نےہمارےساتھ کچھ سپاہی بھیج دیئےجب ہم شہرسامرہ سےنکل گئےاوروہ سپاہی واپس چلےگئےتوایک غلام کوہم نےاپنی طرف آتےدیکھااس نےہمارےقریب آکرکہااےفلاں اورفلاں تم سبکو میرے مولاوآقانے بلایاہےہم اس کے ساتھ گئےتواپنے مولاوآقاامام زمان(عج) کوچودھویں کی چاندکی مانند چمکتاہوابیٹھاپایاانہیں سلام کیاانھوں نے صاحبان مال کے نام ونسب اورمال کی مقداربتائی اورہم نے سجدہ شکرادا کرتےہوئےوہ مال ان کی خدمت میں پیش کیااورہمیں جو بھی سوالات کرنے تھے کئےانھوں نےہمارےسوالوں کےجواب دیئےپھرحضرت نےفرمایاکہ آج کےبعدیہ سہم امام سامرہ نہ لےجاناہم بغدادہی میں کسی کو معین کریں گےجوتم سے یہ مال لےلیاکرےگااورمحمد بن جعفرِقمی کوحضرت نےحنوط و کفن دیااورکہااللہ تعالیٰ تمہاری اس مُصیبت میں تمہیں اجردےراوی کہتاہےابھی ہم ہمدان نہیں پہنچے تھےکہ محمد بن جعفرقمی کاانتقال ہوگیاہم نےامام کادیاہواحنوط انھیں کیااورکفن پہناکردفن کردیااور اس کے بعدسے خمس کی رقم بغدادمیں امام کےوکلاءکے سپرد کردیتے تھے۔

امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی غیبت کے علل واسباب

۱۔حسن بن علی بن فضال امام رضا(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا میں اپنے شیعوں کو دیکھ رہاہوں کہ میرے چوتھے فرزند کی غیبت کی وجہ سے ان چارپایوں کی مانند ہیں جو چراگاہ کی طلب میں آتے ہیں مگر اسے نہیں پاتے ہیں راوی کہتاہے کہ میں نے کہافرزندرسول ایسا کیوں ہے؟حضرت نے فرمایا: کیونکہ ان کاامام ان سے پوشیدہ ہے ،میں نے کہاکس لئے؟حضرت نے فرمایا:تاکہ جب وہ شمشیر لیکر قیام کرے تو کسی ایک کی بیعت بھی اس کی گردن پر نہ ہو۔

۲۔حنان بن سدیر اپنے والد سے اوروہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی ہوگی ،راوی کہتاہے ،میں نے کہافرزندرسولؐ کس لئے ایساہوگا؟حضرت نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ گذشتہ انبیاء کی غیبتوں کی سنتوں کواس میں برقرار رکھے گااورائے سدیر!اس کےعلاوہ کوئی چارہ بھی نہیں ہے کہ ان غیبتوں کی مدت پوری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کاارشادہے:لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاًعَنْ طَبَقٍ(۱۹) ضرورتم لوگ ایک کے بعد ایک مصیبت میں مبتلا ہوگے۔(سورہ انشقاق آیہ ۱۹)

۳۔عبد اللہ بن فضل ہاشمی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے سُنا کہ: صاحب الامر کے لئے ناگُزیر ایسی غیبت ہے کہ ہر باطل پرست اس میں شکر کرے گا،راوی نے کہافرزندِ رسول میں آپ پر قربان ایسا کیوں ہوگا؟حضرت نے فرمایا:ایک خاص امر کے

سبب جسے آشکار کرنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے راوی نے کہا: اس کی کیا مصلحت ہے؟ حضرت نے فرمایا: اس کی غیبت کی مصلحت وہی حکمت ہے جو اس سے پہلے کے اللہ کی حجّتوں کی غیبت میں تھی جن کی حکمت و مصلحت ان کے ظاہر ہونے کے بعد ہی ظاہر ہوئیں جس طرح خِضر نبی کے کشتی میں سوراخ کرنے اور جوان کو قتل کرنے اور دیوار کو آباد کرنے کی مصلحتیں پہلے موسیٰؑ کے لئے واضح نہ ہو سکیں مگر جدائی کے وقت واضح ہو گئیں، بیشک یہ امر اَسرار غیبی میں سے ہے اور حکمتِ الٰہی میں سے ہے اور جب ہم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے تو اس کے تمام افعال حکیمانہ کی ہمیں تصدیق کرنی پڑے گی اگرچہ اس کے افعال کی وجہ ہمیں معلوم نہ ہو۔

آٹھواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) اور لوگوں کے درمیان ردوبدل ہونے والے خطوط

۱۔ علی بن عاصم کوفی نقل کرتے ہیں کہ امام زمان (عجل اللہ) کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ وہ شخص ملعون ہے ملعون ہے جو لوگوں کی محفلوں میں مجھے میرے نام سے پکارے۔

۲۔ محمد بن صالح ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کو خط لکھا کہ میرے خاندان والے میری اس نقلِ حدیث پر مذمت کرتے ہیں جو آپ کے اجداد طاہرین سے نقل ہوئی ہے کہ ''ہمارے اُمور کے متکفل وخادم بدترین افراد ہوں گے'' تو امام نے لکھا کہ افسوس ہے تم پر کیا تم نے یہ کلامِ الٰہی نہیں پڑھا: (وَجَعَلْنَابَيْنَهمْ وَبَيْنَ الْقُرَالَّتِي

بَارَكْنَافِيهاقُرًظَاهِرَةً) (سورہ سباءآیہ ۱۸) یعنی: ہم نے ان کے اوراس قریہ کے درمیان جسے ہم نے مُبارک قرار دیاکے درمیان ظاہری قریئے قرار دیئے۔

۳۔اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں میں نے محمد بن عثمان عمری سے درخواست کی کہ میراوہ خط جو پیچیدہ مسائل پر مشتمل ہے میرے مولاوآقاامامِ زمان (عجل اللہ فرجہ) کی خدمت میں پہنچادواس نے ایساہی کیاامام نے جوجواب لکھاوہ کچھ اس طرح سے تھا: اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی کرےاور تمہیں ثابت قدم رکھے تم نے میرے خاندان کے مُنکرافراداور چچازاد بھائیوں کے بارے میں جوسوال کیاتویادرکھواللہ تعالیٰ اور کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے جس نے میرا انکارکیاوہ مجھ سے نہیں ہےاس کی راہ فرزندِنوحؑ کی سی ہےاور میرے چچاجعفراوران کے بیٹوں کی مثال برادران یوسف کی سی ہےاور' آبِ جو'پیناحرام ہےاوریادرکھومیں تم لوگوں کےاموال کواس وقت تک قبول نہیں کروں گاجب تک وہ پاک وپاکیزہ نہ ہوں جس کی مرضی ہودے جس کی مرضی ہونہ دے جوکچھ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیاہےوہ اس سے بہترہے جولوگوں کی طرف سے ہمیں پہنچتاہےاور میرے ظہورکامسئلہ تواللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہےاوراس وقت کو معین کرنے والے جھوٹے ہیں اور جولوگ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئےوہ کافراور جھوٹےاور گمراہ لوگ ہیں اورآئندہ پیش آنے والے مسائل میں ہماری احادیث کو نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کرو،وہ ہماری طرف سے تم لوگوں پر حجت ہیں اور میں ان پر حجتِ الٰہی ہوں اور محمد بن عثمان عمری پر

اوراس کے باپ پراللہ کی رحمت ہواور محمد بن علی بن مسزیاراہوازی عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی اصلاح فرمائے گااوراس کاشک دور کردے گااور جومال تم نے میری طرف بھیجا ہے میں اس میں سے صرف وہ قبول کروں گاجو پاک وپاکیزہ ہوگااور جومال گانے بجانے والی کنیز کی قیمت کاحرام مال ہےاور محمد بن شاذان نعیم یہ ہم اہل بیتؑ کے دشمنوں میں سے ہےاورابوالخطاب محمد بن ابی زینب اجدع اوراس کے ساتھی سب ملعون ہیں تم ان کی اوران کے ہمفکر لوگوں کی محفلوں میں شرکت نہ کیا کرو کیونکہ میں اور میرے اجدادان سے بیزار ہیں اورجولوگ ہمارے مال کواپنے مال کے ساتھ ملاکر ہمارے مال کوحلال سمجھتے اور کھاتے ہیں گویاوہ لوگ آگ کھاتے ہیں ہاں خُمس کوہمارے شیعوں کے لئے مُباح کردیا گیاہےجب تک ہمارا ظہورہووہ معاف ہیں بشرطیکہ ان کی ولادت پاکیزہ ہو،اورجولوگ دینِ الٰہی میں ہمیں دی گئی نعمات میں شک کرتے ہیں اورہم سے بیعت کوفسخ کرلیتے ہیں توہم بھی ان کی گردن سے بیعت کواُٹھالیتے ہیں اورہمیں شک کرنےوالوں کے ہدایا کی ضرورت نہیں ہےاوررہامیری غیبت کامسئلہ توجیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے:یَاَیُّھاالَّذِینَ آمَنُوالاَتَسْئَلُواعَنْ اَشْیَاءَاِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ)(سورۂ مائدہ آیہ۱۰۱) یعنی:اےصاحبان ایمان ایسی اشیاءکے بارے میں سوال مت کروکہ اگرتمہارے لئےظاہرہو جائےتوتمہارے لئےبُراہو۔

تو میرے تمام اجداد کی گردنوں پر زمانے کے لوگوں کی بیعت تھی لیکن میں جب ظہور کروں گا تو میری گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی اور میری غیبت میں مجھ سے استفادہ کرنا سورج سے استفادہ کرنے کی مانند ہے جب بادل اسے نظروں سے چھپادے اور میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جن اُمور میں تمہارے لئے کوئی فائدہ نہیں سوال مت کرو اور اپنے آپ کو ایسی چیزوں کے سیکھنے میں زحمت میں نہ ڈالو کہ جس کا کوئی فائدہ نہ ہو، میرے جلد ظہور کی زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کرو کہ وہی تمہاری کامیابی ہے اور اے اسحاق بن یعقوب تم پر بھی اور تمام ہمارے پیروکاروں پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

۴۔ اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں میں نے شیخ عمری سے سنا کہ شہر کے ایک شخص نے میرے ہاتھ کچھ سہم امام، امام زمان (عج) کی خدمت میں بھیجا تو امام نے اسے پورا مال لوٹاتے ہوئے لکھا کہ پہلے تم اپنے چچازاد بھائیوں کا حق جو چار سو درہم ہے نکال کر اُنہیں دو، وہ بہت حیران و پریشان ہوا اور اب جو حساب کیا تو پتہ چلا کہ اس کے ہاتھ میں جو اس کے چچازاد بھائیوں کی زمین ہے وہ اس نے اُن سے زراعت کے لئے کرائے پر لی تھی تو اُنہیں کچھ کرایہ تو دیا تھا لیکن بقیہ انہیں نہیں دیا تھا جو اس مال میں ان کا وہی حصہ تھا جو امامؑ نے کہا تھا اور چار سو درہم بنتا تھا اور اس میں موجود تھا لہٰذا اس نے اپنے چچازاد بھائیوں کا حصہ نکال کر اُنہیں دے دیا اور بقیہ امامؑ کی خدمت میں بھیجا تو امامؑ نے اُسے قبول کر لیا۔

۵۔محمد بن ابراہیم مہزیار نقل کرتے ہیں میں شک وتردد کی حالت میں عراق میں داخل ہوا تو مجھے امام زمان(عج) کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا: اپنے دوستوں سے جو تم نے حکایت بیان کی ہے ہم نے اسے سنا تم ان سے کہو کہ کیا یہ حکم الٰہی تم لوگوں نے نہیں سنا ہے: یَاایُّھاالَّذِیْنَ آمَنُوْااَطِیْعُواللّٰہَ وَاَطِیْعُواالرَّسِولَ وَاُوْلِی الْاَمْرِمِنْکُمْ) کیا یہ حکم قیامت تک کا نہیں ہے؟ کیا اللہ نے تمہارے لئے پناہ گاہ کو قرار نہیں دیا ہے؟ لہٰذا اسی کی پناہ میں رہو کیا حضرت آدم(ع) کے زمانے سے لیکر میرے باپ امام عسکری(ع) کے زمانے تک تمہارے لئے ہدایت کے راستے کو قرار نہیں دیا؟ اگر ایک علم چُھپ جاتا تھا تو کیا دوسرا علم ظاہر نہیں ہوتا تھا؟ اور کیا ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ستارہ ظاہر نہیں ہوتا ہے؟ کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امام عسکری(ع) کی روح قبض کی تو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیانی رابطے کو منقطع کر دیا ہے؟ ہر گز ایسا نہیں ہے اور نہ قیامت تک ایسا ہوگا جب امرِ الٰہی ظاہر ہوگا تو وہ لوگ ناراض ہوں گے اے محمد بن ابراہیم! جس چیز کی تحقیق کے لئے تم آئے ہو اس مسئلہ میں اپنے اندر شک آنے نہ دو اگر تمہارے باپ نے قبل از وفات تم سے کچھ نہیں کہا تو اب جان لو اور گذشتہ پر توبہ کرکے تقوے کی راہ کو اختیار کرو کہ بڑے عظیم منصب کو تم نے سنبھالا ہے۔

۶۔ابو رجاء مصری کہتے ہیں میں امام عسکری (ع) کی وفات کے بعد دو سال تک امام وقت کی تلاش میں رہا مگر نہ پاسکا تو تیسرے سال شہر مدینہ کے ''صریا'' نامی محلّہ میں امام

عسکری(ع)کے فرزند کی تلاش میں نکلا،ابوغانم نے مجھ سے درخواست کی کہ رات کو کھانا میرے ساتھ کھانالہٰذامیں بیٹھاہواسوچ رہاتھااورابھی اپنےآپ سے کہہ رہاتھاکہ اگر کوئی امام ہوتاتواس تین سال کے عرصہ میں اسےظاہر ہوناچاہئیے تھاکہ اچانک غیب سےایک آواز میرےکانوں میں آئی مگربولنےوالے کونہ دیکھ سکاکہ وہ کہہ رہاتھا''اے نصربن عبد اہل مصرسےذراپوچھوکہ تم لوگ جورسول اللہ(ص)پرایمان لائےہوکیاتم نےانہیں دیکھا ہے؟نصرکہتے ہیں کہ مجھےخوداپنےوالدکانام یادنہیں تھاکیونکہ مدین میں میری ولادت ہوئی اس وقت میرےوالدکاانتقال ہوچکاتھااورنوفلی مجھےاپنےگھرمصرلےگیااورمیں وہیں بڑاہوامیں نےجویہ آوازسنی جلدی سےاُٹھ کرابوغانم کے پاس نہیں گیا،بلکہ مصرکی راہ کو اپنایا۔

۷۔شیخ ابوجعفرمحمدبن عثمان عمری کوان کےوالدکی وفات کےوقت امام زمانہ(عج)کی طرف سےتسلیت کاخط ملاجس پریوں لکھاہواتھا:اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)بیشک تمہارا باپ نیک انسان تھااوراس نےنیک طریقہ سےزحمت کش زندگی گزاری اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائےاوراللہ تعالیٰ تمہیں بھی صبر جمیل عطافرمائےاور تمہیں نیک توفیقات عطا کرےجس طرح تم اپنےباپ کے غم میں سوگوارہواسی طرح ہم بھی سوگوارہیں جس طرح تم اپنےباپ کی جدائی سے تنہارہ گئےہم بھی تنہارہ گئےتمہارےباپ نےسعادت مندزندگی کی جس کےسبب وہ اپنی جگہ پرخوش وخرم ہےاوراس وجہ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ نےاسےتم جیسافرزندعطاکیاہےجواس کی مغفرت کی دعائیں کرتاہےاورمیں اللہ تعالیٰ کا

شکر بجالاتا ہوں اس مقام و منزلت پر جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور تمہاری توفیقات میں اضافہ کرے۔

نواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی غیبت میں دعا

دعا کے طولانی ہونے کے باعث ہم صرف ترجمہ کو یہاں ذکر کر رہے ہیں۔

اے اللہ! تو مجھے اپنی معرفت عطا فرما کہ اگر تُو نے مجھے اپنی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکتا، اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی معرفت کرا، اگر تُو نے اپنے نبی کی مجھے معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکتا ہوں لہٰذا اے اللہ! مجھے اپنی حجت کی معرفت کرا کہ اگر تو نے اپنی حجت کی مجھے معرفت نہ کرائی تو میں اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤں گا، اے اللہ! مجھے جہالت کی موت نہ مارنا اور میرے قلب کو ہدایت کے بعد منحرف نہ کرنا، اے اللہ! جس طرح تو نے اپنے رسول کے بعد اوصیاء کی اطاعت کا حکم دیا اور میں نے بھی ان کی ولایت کو قبول کیا یعنی امیر المؤمنین حسن حسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد و حسن بن علی و حجت قائم مہدی (صلوات اللہ علیہم اجمعین) اے اللہ! مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ مجھے اپنی اطاعت کی توفیق عطا کر میرے قلب کو اپنی آخری حجت کے لئے نرم کر دے، مجھے ان امتحانات سے نجات دے جو تو اپنی دیگر مخلوق سے لیتا ہے مجھے اپنے ولی امر کی اطاعت پر باقی رکھ جس ولی امر کو تو نے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اور تیرے اذن سے ظہور

کرے گااور تیرے احکام کو جاری کرے گاپس مجھے اس پر باقی رکھ کہ تیرے تأخیر کردہ امر کو جلدی اور جلدی والے اُمُور میں تأخیر طلب نہ کروں تیرے پوشیدہ اُمُور سے پردہ برداری اور تیرے تدبیری اُمور میں شک نہ کروں اوراس مسئلہ میں چوں وچراں نہ کروں کہ تیرا ولی امر ظہور کیوں نہیں کرتا؟ جبکہ زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہےاور میں اپنے تمام امور کو تیرے سپرد کرچکاہوں اے اللہ! میں تجھ سے یہ گزارش کرتاہوں کہ تیراولی امر جو تیرے اُمور کو جاری کرتاہے مجھے دکھادےاور میں جانتاہوں کہ تواس کام کی قدرت رکھتا ہےلہٰذا مجھےاور تمام مؤمنین کو یہ توفیق عنایت فرماکہ تیرےولی امر کی زیارت سے مشرف ہوسکیں جبکہ اس کی گفتار واضح ہے جوضلالت وجہالت کو ختم کرکے ہدایت اور شفا کا مُوجب بنتی ہےاے اللہ اسے ظاہر فرماتاکہ ہماری آنکھیں اس کے نور سے منور ہوسکیں اور ہمیں اس کے خدمت گزاروں میں سے قراردےاوراسی کی راہ میں ہمیں موت دے اوراسی کے ساتھ ہمیں محشور فرما،اے اللہ! اسے اپنی تمام مخلوق کے شر سے محفوظ رکھ اور اس کی ہر طرف سے حفاظت فرمابیشک جس کاتومحافظ ہواسے کوئی بھی ضرر نہیں پہنچاسکتا ہے،اے اللہ! اس کی عمر طولانی فرمااس کے ظہور میں تعجیل فرمااس کے اُمور میں اس کی مدد فرمااس کی عزت واکرام میں اضافہ فرماوہ ہادی ہےاور مقتداء وقائم مہدی ہےاور طاہر وتقی ونقی وزکی ورضی ومرضی وصابر ومجتہد وشکور ہےاے اللہ! اس کی غیبت کے طولانی ہونے کے باوجود اس کے وجود کے بارے میں ہمارے یقین کو ہم سے سلب نہ کرنااس کی یاد اس کاانتظاراوراس پر ایمان اوراس کے ظہور کی دعاوغیرہ کی توفیق کو ہم سے سلب نہ کرنا،

کہ اس کی طولانی غیبت ہمیں اس کے قیام سے نااُمید نہ کردے اوراس بارے میں بھی ہمارا یقین قرآن ورسول پر یقین کی مانند ہواس پر ایمان کے بارے میں ہمارے قلوب کی تقویت فرمااور ہمیں اس کی روِش اس کی راہ اس کی اطاعت پر ثابت قدم رکھ اوراس کے اعوان وانصار میں شامل فرما،اور ہمیں ایسے اعمال وافعام انجام دینے کی توفیق عنایت فرما کہ وہ ہم سے خوشنود وراضی رہے اوراسے ہماری حیات اور ہماری وفات کے وقت ہم سے جدانہ کرناکہ موت کے وقت شک کرنے والا وپیمان شکن اور جھٹلانے والا شمار نہ ہوں،

اے اللہ !اس کے ظہور کو نزدیک فرمااس کی نُصرت فرمااس کے ناصر ویاوروں کی مدد فرما اسے جھٹلانے والوں کو ذلیل ورُسوافرمااس کے ذریعہ سے حق کو ظاہر کراور باطل کو مٹادے اپنے مؤمن بندوں کو ذلت سے بچااوران سے شہروں کو آباد کراورظالم وجابر لوگوں کو نابود کردے اور منافقین وپیمان شکن اور تمام منافقین ومُلحد کو جو چاہے شرق میں ہوں یا غرب میں، خشکی میں ہوں یا تری میں،دشت میں ہوں یا صحراء میں انہیں نابود فرمایہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی وجود باقی نہ رہے اور تیری زمین ایسے لوگوں کے وجود سے پاک ہوجائے اوراپنے نیک بندوں کے سینوں کو شفاعطافرمااوران کے دلوں سے اپنے محو شدہ دین کو زندہ کردے انہیں دین پر ثابت قدم رکھ اوربدعتوں سے دُور رکھ،کفر کے شعلوں کو اپنی عدالت کے ذریعہ سے بُجھادے کہ یہ تیرے بندے ہیں اورظاہر کر اپنے اس برگزیدہ بندے کو جسے تونے اپنے دین اور سُنت رسول کو باقی رکھنے کے لئے انتخاب کیااور اسے ہر قسم کے عیوب سے مبرار کھاہے اوراپنے غیبی اُمور سے اسے مطلع کیااوراس پر اپنی بے

بہانعمتیں نازل کیں اورہر طرح کی نجاست اور ناپاکی سےاسے تونے پاک پاکیزہ رکھا،اے اللہ !اس پراوراس کےاجدادطاہرین پراوراسی طرح اس کے خاص پیروکاروں پر درود بھیج اور ہمیں بھی ان کاخالص و مخلص پیروکارقراردے،اےاللہ! تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے فقدان اور تیرےولی کی غیبت اورزمانے کی سختیوں اور فتنوں اوردشمنوں کی کثرت اور دوستوں کی قلّت کی شکایت کرتاہوں،اےاللہ !اپنےولی کے ظہورمیں تعجیل فرمااس کی نصرت فرمااے عالمین کے حقیقی پروردگاراےاللہ !ہم تجھ سےالتجاء کرتے ہیں کہ اپنےولی امر کواذنِ ظہوردے کہ وہ ظاہر ہو کر تیری عدالت کو تیرے بندوں کے درمیان جاری کرے اور تیری زمین پر رہنے والے تیرے دشمنوں کونابود کردےاورہر طرح کے ظلم وستم اور استبدادگری کوختم کردےاور تیری سرزمین پر صرف تیراہی پرچم لہرائے،اےاللہ !اپنے ولی امر کواپنی زمین پر دشمنوں کےخوف وہراس سے محفوظ رکھ اس کے دشمنوں کے مکر وفریب کوخودان کی طرف لوٹادےبلکہ اسے دشمنوں کےدلوں میں اس کاخوف وہراس ڈال دےاورانہیں لوگوں کےسامنےذلیل ورُسوافرمااورانہیں اپنےعذاب کی گرفت میں لےلےاوراپنی تمام نہ ہونےوالی آگ ان سے منقطع نہ فرمااوران کےمُردوں کی قبروں کو آگ سے بھردےاوراپنی جلادینےوالی آگ سےان کونجات نہ دےکہ انھوں نےنماز کوضایع کیااورشہواتِ نفسانی کی پیروی کی اور تیرےنیک بندوں کوذلیل ورُسواکیا،اے اللہ !اپنےولی کےذریعہ سےقرآن کوزندہ کردےاوراس کےنور کوسرمدی فرماکہ جس میں ظلمت نہ ہواس کےذریعہ سےمُردہ دلوں کوزندہ فرما،کینوں سے بھرے ہوئےدلوں کوشفا

بخش دےاور تمام مختلف آراؤں کو حق کے گرد جمع کردےاوراپنے معطل و مہمل شدہ احکام کو قائم کردے تاکہ حق کےعلاوہ کچھ باقی نہ رہےاوراےاللہ! ہمیں اپنےولی کےاعوان وانصاراوراس کےاطاعت گزارافرادمیں سےقراردےکہ اپنےاعمال وافکارکےذریعہ سےاس کےاحکام کوجاری کرسکیں اوراس طرح کے تقیہ والی زندگی سے نجات حاصل ہو بیشک توہی برائیوں کودور کرنےوالااور مضطرافرادکی پُکارکی استجابت کرنےوالامصیبت وبلاسے نجات دینےوالاہےاے میرےاللہ! اپنےولی کوہر قسم کےشر سے محفوظ رکھ جس طرح کی تُونےضمانت لی ہےاوراسے زمین پراپناخلیفہ قراردیاہے،اےاللہ! مجھےاپنےاورآلِ محمد (علیہم السلام)کےدشمنوں میں سےقراردنہ دےاور مجھے محمدوآلِ محمد (علیہم السلام)پرغضب کرنے والوں میں سے بھی قرارنہ دےمیں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتاہوں تاکہ تُومجھے پناہ دےاورمیں چاہتاہوں کہ تیری رحمت کےسائےمیں آجاؤں لہٰذامجھےاپنی رحمت کے سائےمیں لےلےاور محمدوآلِ محمد (علیہم السلام)پردرود بھیج اور مجھےان کےذریعہ سےدُنیاو آخرت میں کامیاب فرمااوراپنےمُقرب بندوں میں سےقراردے۔

٢۔ابومحمدحسن بن احمدمکتب کہتےہیں جس سال شیخ علی بن سمری کابغدادمیں انتقال ہوا ان کےانتقال سےچنددن پہلےمیں ان کےپاس موجودتھاکہ انھوں نےوہ خط نکالاجوامام زمان(عج)کی طرف سےانہیں پہنچاتھااس میں یوں لکھاہواتھا(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) اےعلی بن محمد سمری! اللہ تعالیٰ تمہاری عزاپر تمہارے بھائیوں کےاجرمیں اضافہ فرمائے تم

آئندہ چھ دنوں میں رحلت کرجاؤگےاپنےآپ کوموت کے لئےآمادہ کرلواوراپنے قائم مقام کے سلسلہ میں کسی کوکوئی وصیت نہ کرنامیری دوسری طولانی غیبت شروع ہونے والی ہےاس غیبت سے میراظہورصرف باذن پروردگارہوگااتنےطویل عرصہ بعدکہ ضعیف العقیدہ لوگوں کےدلوں میں شک وشبہ پیداہونےلگیں گےاورزمین ظلم وستم سے پُرہو جائےگی اورعنقریب میرے شیعوں کےپاس لوگ آآکرکہیں گےکہ ہم نےامام زمان(عج) کودیکھاہےیادرکھوجوبھی خروج سفیانی اورصیحہ آسمانی سےپہلےمجھےدیکھنےکادعاکرےوہ جھوٹا ہے(وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَاِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)

دسواں باب: امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کی طولانی عمر کے بارے میں

۱۔ہشام بن سالم امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت کرتےہیں کہ آپؑ نےفرمایا:نوحؑ نے دوہزارپانچ سوسال زندگی کی جس میں سےآٹھ سوپچاس سال قبل ازبعثت اورنوسوپچاس سال قوم کےدرمیان تبلیغ کرتےہوئےسات سوسال اس کےبعداورجب ملک الموت ان کی روح قبض کرنےآیاتونوحؑ کوسلام کیانوحؑ نےجواب دینےکےبعدپوچھاتم کس کام سےآئےہو؟اس نےکہاآپ کی روح قبض کرنےکےلئےنوحؑ نےکہااتنی اجازت ہےکہ میں دھوپ سےسائے میں چلاجاؤں؟ملک الموت نےکہاہاں،نوحؑ نےنقل مکان کرنےکےبعدکہااےملک الموت! میری دنیاکی زندگانی گویاایسی تھی کہ آفتاب سےسائےمیں آیااوراےملک الموت!اب تم کو جس کام کاحکم دیاگیاہےانجام دوملک الموت نےنوحؑ کی روح قبض کرلی۔

۲۔امام جعفر صادق علیہ السلام رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: آدمؑ ابوالبشر نے ۹۳۰سال زندگی کی اور نوحؑ ۲۴۵۰سال زندگی کی،ابراہیمؑ نے ۱۷۵سال عمر کی ،اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ نے ۱۲۰ سال،اسحاقؑ بن ابراہیمؑ نے ۱۸۰سال یعقوبؑ بن اسحاقؑ نے ۱۲۰ سال،یوسفؑ بن یعقوبؑ نے ۱۲۰سال، موسیٰؑ نے ۱۲۶سال ہارونؑ نے ۱۳۳سال،داؤدؑ نے ۱۰۰سال اور ۴۰ سال بادشاہی کی اور سلیمانؑ بن داؤدؑ نے ۱۷۲سال زندگی کی۔

۳۔حسن بن محمد بن صالح کہتے ہیں میں نے امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے یہ سنا کہ آپ فرمارہے تھے، میرے اس فرزند یعنی قائم میں گذشتہ انبیاء کی تمام سنتیں طول عمر اور غیبت کے حوالے سے جاری ہوں گی اور اس کی غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ جو ضعیف العقیدہ ہوں گے ان کے دلوں میں شک ہونے لگے گا مگر وہ لوگ جن کی روح ایمان کو اللہ تعالیٰ تقویت دے گا وہ اس کی امامت کے عقیدے پر باقی رہیں گے۔

۴۔ہشام بن سالم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ داستان حضرت داؤدؑ کو یوں بیان کیا کہ :ایک دفعہ داؤدؑ زبور کی تلاوت کرتے ہوئے پہاڑوں کی طرف نکلے تو پرندے و دیگر حیوانات بھی ان کی آواز سنکر ان کے ہمراہ ہوگئے داؤدؑ نے پہاڑ کے اوپر ایک عابد کو جس کا نام حزقیل تھا عبادت کرتے ہوئے پایا داؤدؑ نے اس سے پوچھا کیا تم نے کبھی گناہ کا ارادہ کیا ہے؟اس نے کہا نہیں کہا کیا تمہیں کبھی اس عبادت پر تعجب ہوا ہے؟اس نے کہا نہیں ،کہا کیا کبھی تمہارا دل دنیا اور اس کی لذتوں کی طرف راغب ہوا ہے؟اس نے کہاں ہاں مگر ایسے وقت میں میں فلاں گہرائی میں جاکر عبرت حاصل کرلیتا ہوں اب جو داؤدؑ نے اس گہرائی میں

جاکر دیکھاتوایک انسانی بوسیدہ ہڈیوں کاڈھانچہ تھااس کےاوپرلوہے کی تختی لٹکی ہوئی تھی جس پر لکھاہواتھاکہ میں اروی بن سلم بادشاہ ہوں جس نےہزارسال بادشاہی کی اورہزارشہرآبادکئے اورہزار باکرہ لڑکیوں کےساتھ ہمبستری کی اورآخرکارمیراسرانجام یہ ہواکہ میرابسترخاک، میرا تکیہ پتھر،اورسانپ وبچھومیرےہمسائے ہیں جو بھی مجھ سے عبرت حاصل کرےگاوہ کبھی بھی دنیا کافریفتہ نہیں ہوگا۔

گیارواں باب: حدیثِ دجال

ا۔نزال بن سبرہ کہتے ہیں امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب (علیہاالسلام) نےایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھااوراللہ کی حمدوثناکرنےکے بعدمحمدوآلِ محمدپردرود بھیجااورتین بارلوگوں کو مخاطب کرکے کہاکہ مجھ سےجوکچھ پوچھناہوپوچھ لوقبل اس کےکہ میں تمہارےدرمیان سےاُٹھ جاؤں،ایسےوقت میں صعصعہ بن صوحان اُٹھ کرسوال کرتےہیں اےامیر المؤمنین(ع) !دجال کب خروج کرےگا؟حضرت علی(ع) نےفرمایا:اس کی کچھ علامات ہیں اگرتم چاہتےہوتومیں تمہیں ان سےآگاہ کروں گا؟اس نے کہاہاں اےامیرالمؤمنین !تو حضرت علی(ع) نےفرمایا:وہ علامات یہ ہیں کہ جب لوگ نمازکوبےاہمیت سمجھنےلگیں گے،امانتوں میں خیانت کرنےلگیں گے،جھوٹ کوحلال شمارکریں گے،سُودخوری عام ،رشوت لیناعام ہوجائیں گی لمبی لمبی عمارتیں بنائی جائیں گی،دین کودنیاکےبدلےبیچاجائے گا،احمق لوگوں سےکام لیاجائےگاعورتوں سےمشورےلئےجائیں گے،قطع رحمی عام ہو جائےگی،خواہشات نفسانی کی پیروی ہوگی،خونریزی کوایک آسان کام سمجھاجائےگا،بُرد

باری کوعلامتِ ضعف اور ظلم وستم کوافتخار سمجھا جائے گا،امراء فاجراوروزراء ستم گراور منتظمین خائن اور قاری قرآن فاسق ہوجائیں گے، جھوٹی گواہیاں دی جائیں گی ہر طرف فسق وفجور، بہتان وگناہ عام ہوجائیں گے،قرآن کوزیور پہنایا جائے گا،مساجد کومُزین کیا جائے گابلند بلند مینار بنائے جائیں گے،شریرترین لوگوں کااحترام کیاجائے گاعہدوپیمان ٹوٹنے لگیں گے،عورتیں حرص دنیاکی خاطر تجارت میں مردوں کےساتھ شریک ہوں گی ،فاسقوں کی آوازاونچی ہوگی،پست ترین افرادرہبر قرار پائیں گے،لوگ فاسق وفاجرلوگوں کے شر سے خاموش رہیں گے، جھوٹوں کی تصدیق کریں گے،خائن کوامین شمار کیاجائے گا، گانے بجانے والی عورتوں کواطراف میں جمع کیاجائے گااوراس امت کاآخری امت کےاول پرلعنت کرے گا،عورتیں زینوں پرسوارہوں گی،مرد عورتوں کےاور عورتیں مردوں کے شبیہ ہوں گی،گواہ بغیردلیل کے گواہی دیں گے، قاضی بغیرحق کوجانےاوردینی مسائل کو بغیرجانیں فیصلے کریں گے،دنیاوی کاموں کواُخروی کاموں پرترجیح دی جائے گی،بکرے کی کھال خونخوارجانوروں کوپہنائی جائے گی،دل مردارسےزیادہ بدبوداراورزہرسےزیادہ زہریلےہوجائیں گے،ایسےوقت میں بیت المقدس کارُخ کروکہ لوگوں پرایساوقت آئے گا کہ تمناکریں گےکہ بیت المقدس جاکررہیں،پھراصبغ بن نباتہ اُٹھ کرسوال کرتےہیں اے امیرالمؤمنین(ع)دجال کون ہے؟حضرت نےفرمایا:دجال صائدبن صائدہےاوربدبخت ہےوہ انسان جواس کی تصدیق کرےگااورنیک بخت ہےوہ انسان جواس کی تکذیب کرے گاوہ اصفہان کےایک یہودیہ نامی جگہ سےخروج کرےگااس کی سیدھی آنکھ مسخ شدہ ہوگی

اوردوسری آنکھ اس کی پیشانی پر ہوگی اوروہ بھی خونی لوتھڑے کی مانند ہوگی اس کی دونوں آنکھوں کی درمیان جگہ ''کافر''لکھاہوگاجودریاؤں پر سفر کرے گا،سورج اس کے ساتھ چلے گااس کے مقابل میں پہاڑ بھی دھویں کی مانند ہوگاوہ گدھے پر سوار ہو کر نکلے گاجس پانی پر سے بھی اس کاگذر ہوگاوہ قیامت تک کے لئے زمین کی تہہ میں چلاجائے گاوہ اپنی بلندآواز سے جسے تمام جن وانس اورشیاطین تمام شرق وغرب میں سنیں گے،کہے گااے میرے دوستوں میرے نزدیک آجاؤ کہ میں تمہارابڑاپروردگار ہوں جبکہ وہ دشمنِ الٰہی اور جھوٹاہوگا،یادرکھوزیادہ ترزنازادے ہی اس کے پیروکار ہوں گے،اسے اللہ تعالیٰ سرزمین شام میں ایک شخص جس کانام''افیق''ہوگااس کے ہاتھوں قتل کروائے گاجس کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریمؑ نمازپڑھیں گے.بروز جمعہ اس کے بعد قیامت عظمیٰ برپاہوگی پھرآپؑ نے فرمایا:کہ اب مزیدتم مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھناکہ میرے حبیب رسول اللہ(ص)نے مجھ سے عہدلیاہے کہ میں اسے سوائے اپنے خاندان کے کسی سے نہ کہوں نزال بن سبرہ صعصعہ سے پوچھتے ہیں اے صعصعہ !امیرالمؤمنین(ع)کااس کلام سے کیا مقصد تھا؟صعصعہ کہتے ہیں اےابن سبرہ!وہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نمازپڑھیں گے وہ ہمارے بارہویں امام اورامام حسین(ع)کے نویں فرزند ہیں جوسورج کی مانندمشرق سے ظاہر ہوں گےاورکن ومقام کے درمیان ظاہر ہوں گےاورزمین کوطاہر کردیں گےاورعدالت کوجاری کریں گےاس وقت کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گااورامیرالمؤمنین(ع)نے ہمیں باخبر کردیاہے ان سے رسول اللہ(ص)نے عہدلیاہے کہ اس کے بعدکے حوادث کوسوائے اپنے خاندان کے کسی کونہ بتائیں(اس حدیث کودوسروں نے بھی نقل کیاہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باروواں باب : امام زمان (عجل اللہ فرجہ) کے انتظار کا ثواب

۱۔امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلٰى هذاالْاَمْرِمُنْتَظِر اَلَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِيْ فُسْطاطِ الْقائِمِ عَلَيْهِ السَّلاَم "

یعنی:تم میں سے جس کو بھی اپنے امام کا انتظار کرتے ہوئے موت آجائے گویا وہ خیمہ قائم میں ہے۔

۲۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے:اَفْضَلُ اَعْمٰالِ اُمَّتِيْ اِنْتِظٰارُالْفَرَجِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ "

ترجمہ: میری اُمت کا افضل ترین عمل اللہ کی جانب سے اپنے امام وقت کا انتظار ہے۔

۳۔امام جعفر صادق امیر المؤمنین علی علیہما السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:اَلْمُنْتَظِرُلِاَمْرِنَا كَالْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ "

ترجمہ: ہمارے امر کا منتظر رہنے والا گویا ایسا ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے خون میں غلطاں ہو۔

۴۔عمار ساباطی امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں''امام حق کی موجودگی میں عبادت افضل ہے یا ان کے پوشیدہ رہتے ہوئے ظالم حکومتوں کے زمانے میں عبادت افضل ہے؟امام نے انہیں جواب دیا:اے عمار!اللہ کی قسم چھپا کر صدقہ دینا اعلانیہ صدقہ

دینے سے بہتر ہے اسی طرح تمہارا وہ عمل جو غیبتِ امام کے زمانے میں باطل حکومتوں کے دور میں انجام دوگے وہ بہتر ہے کیونکہ باطل حکومتوں سے خوف رکھتے ہوئے گویا جنگ سے پہلے کے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہو یاد رکھو تم میں سے جو بھی واجب نماز کو دشمن کے خوف سے فرادیٰ اول وقت میں انجا م دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پچیس واجب وفرادیٰ نمازوں کا ثواب لکھ دیتا ہے اور جو بھی نماز نافلہ کو اس کے وقت میں دشمن کے خوف کے عالم میں ادا کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں دس نافلہ نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایسے حالات میں جو بھی کوئی نیک عمل انجام دیتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں بیس گنا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو بھی غیبتِ امام میں تقیہ کی زندگی گزارتے ہوئے دین کے تحفظ کی خاطر اپنی زبان کو روک کے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی برابر ثواب عطا کرے گا کیونکہ تم لوگوں نے ظہورِ امام کے وقت کے لوگوں سے اعمال نیک میں سبقت کی ہے عمار کہتے ہیں میں نے کہا: تو اس لحاظ سے ہم امام قائم (عج) کے اصحاب میں سے ہیں؟ امام فرماتے ہیں کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عدالت اور حق کو ظاہر کرے اور تمام لوگوں کے حقوق انہیں حاصل ہوں اور مضطرب اور منتشر قلوب میں اُلفت ایجاد ہو اور اللہ کی زمین پر بھی کوئی گناہ نہ ہو اور حق اہل حق کو ملے اور انہیں غلبہ ہو تاکہ کسی کا کوئی حق ضایعہ نہ ہو؟ اے عمار! اللہ تعالیٰ کی قسم تم میں سے جو بھی اس انتظار کی حالت میں مرا اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ شہداء بدر واحد سے بھی بڑھکر ہے۔

۵۔عمرابن حنظلہ امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا :"قَبْلَ قِيٰامِ الْقَائِمِ خَمْسُ عَلاَمٰاتٍ مَحْتُوْمٰاتٍ:"اَلْيَمٰانِيُّ وَالسُّفْيٰانِيُّ وَالصَّيْحَةُ وَقَتْلُ الْنَفْسِ الزَّكِيَّةِ وَالْخَسَفُ بِالْبَداءِ"

ترجمہ: قیام قائم سے پہلے پانچ علامات حتمی ہیں۔ ۱،۲۔یمانی وسفیانی کا ظاہر ہونا،۳۔آسمانی آواز کا آنا،۴۔نفس زکیہ کا قتل ہونا۵۔سرزمین بیداء پرزمین کادھنسنا۔

۶۔زرارہ امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا: "يُنٰادِیْ مُنٰادٍ بِاسْمِ الْقٰائِمِ(عج) قُلْتُ:خَاصّ اَوْعَامّ ؟قال:عَامّ يَسْمَعُ كُلُّ قَوْم بِلِسٰانِهِمْ ،قُلْتُ:فَمَنْ يُخٰالِفُ القائِمُ(عج)وَقَدْنُودِیَ بِاسْمِهِ؟قَالَ:لاَيَدْعُهمْ اِبْلِيْسَ حَتّیٰ يُنٰادِیْ (فِیْ آخِرِاللَّيْلِ)وَيُشَكِّكُ النَّاسَ "

یعنی:ندادینےوالاامام قائم(عج)کے نام سےنداء دےگا،میں نے سوال کیاوہ نداءعام ہوگی یا خاص؟توآپ نےفرمایا:وہ نداعمومی ہوگی جسے تمام لوگ سنیں گےاپنی اپنی زبان میں،میں نےکہاتوپھرکون ان حضرت کی مخالفت کرسکتا ہے جب ان کے نام سےنداء دی جائےگی ؟آپ نےفرمایا:ابلیس لوگوں کوآزادنہیں چھوڑےگارات کےآخری حصہ میں لوگوں کو نداء دیکرشک میں ڈال دے گا۔

۷۔امام جعفرصادق علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:یخرج آکلہ الاکبادِمن الوادی الیابس وھورجل رِبعۃوحشُ الوجہ ضخم الھامَۃ بوجھہ اثرجُدَرِیٌّ اِذاراقیۃحسبتَہُ اَعْوَرَ،اسمہ عُثمان وابو عنبسۃوھومِن وُلدِابی سُفیان حتیٰ یاتی ارضاًذات قرارٍ ومعین فیستوی علی منبرھا"یعنی: ہند جگرخوارکابیٹاخشک بیابان سے نکل کرآئے گاجوایک بدشکل انسان ہوگااس کے چہرے پرآبلے ہوں گے جب تم لوگ اسے دیکھوگے توسمجھوگے کہ وہ ایک آنکھ کاہےاس کا نام عثمان اس کے باپ کانام عنبسہ ہے جوابوسفیان کی نسل سے ہوگایہاں تک کہ وہ سر سبزوشاداب سرزمین پر پہنچ کروہاں کے تخت وتاج پر قبضہ کرے گا۔

۸۔اباصلت ہروی امام رضا(علیہ السلام)سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے قائم کے ظہورکی کیا علامات ہیں؟توامام رضا(علیہ السلام)ان کے جواب میں ارشادفرماتے ہیں کہ:ان کی علامات یہ ہیں کہ بڑھاپے کی عمر پرہوتے ہوئے بھی جوان ہوں گے کہ دیکھنےوالاگمان کرے گا کہ وہ چالیس سالہ جوان ہیں یااس سے بھی کم کےاوردوسری علامت یہ ہے کہ وہ دن ورات کے گزرنے سے بوڑھے نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان کاوقت وفات آپہنچے۔

۹۔معلیٰ بن خنیس امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: صَوْتُ جَبْرَئْیِلِ مِنَ السَّمٰاءِ؟وَصَوْتُ اِبْلِیْسَ مِنَ الْاَرْضِ،فَاتَّبِعُواالصَّوْتَ الْاَوَّلَ وَاِیّاکُمْ وَالْاَخِیْرَاَنْ تَفْتَتِنُوابِہِ"

یعنی:آسمان سے جبرئیلؑ کی نداءآئے گی اور زمین سےابلیس نداء دےگااب یہ تمہارےاوپر ہےکہ پہلی نداءپرلبیک کہہ کرپیروی کرتے ہویادوسری نداءپرلبیک کہہ کرفتنہ میں پڑجاتے ہو۔

۱۰۔ابوحمزہ ثمالی امام جعفرصادق علیہ السلام سےاورآپ امام محمد باقرعلیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:اِنَّ خُرُوجَ السُّفْیٰانِیِّ مِنَ الْاَمْرِالْمَحْتُومِ وَاِخْتِلاَفُ وُلدِالعَبَّاسِ مِنَ الْمَحْتُوْمِ،وَقَتْلُ النَّفْسِ الزَّکِیَّۃَمِنَ الْمَحْتُوْمِ،وَخُرُوْجُ الْقَائِمِ (عج)مِنَ الْمَحْتُومِ فَقُلْتُ لَہُ:کَیْفَ(ذٰلک)لنِّداءُ؟قَالَ یُنٰادِیْ مُنٰادٍمِنَ السَّمٰاءِ اَوَّلُ النَّھارِ:اَلاَاِن الْحَقَّ فِیْ عَلِیٍّ وَشِیْعَتِہِ ،ثُمَّ یُنٰادِیْ اِبْلِیسَ فِیْ آخِرِ النِّھارِ:اَلَااِنَّ الْحَقَّ فِی السُّفْیٰانِی وَشِیْعَتِہِ فَیَرْتٰابُ عِنْدَذٰلِک الْمُبْطِلُونَ'یعنی: سفیانی کاخروج کرنا حتمی امر ہےاسی طرح اولادعباس(پیغمبرص کے چچا)میں اختلاف ہونا،نفس زکیہ کاقتل ہونااور قائم(عج)کاظہور کرنایہ سب حتمی علامات ہیں،ابو حمزہ ثمالی سوال کرتے ہیں کہ وہ آوازکس طرح کی ہوگی توآپ نےفرمایا:دن کےابتداء میں آسمان سےندا آئے گی کہ حق علیؑ اوران کے شیعوں کےساتھ ہےاوراس کے بعداسی دن کےآخری حصہ میں ابلیس ندادےگاکہ حق سفیانی اوراس کے پیروکاروں کےساتھ ہےجس سے باطل پر ست لوگ شک و تردید میں پڑجائیں گے۔

۱۱۔ معلیٰ بن خنیس امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اِنَّ اَمْرَالسُّفْیَانِی مِنَ الْمَحْتُومِ وَخُرُوْجُہُ فِیْ رَجَبٍ''

ترجمہ: سفیانی کا خروج حتمی امر ہے جو کہ ماہ رجب میں ہوگا۔

۱۲۔ حارث بن مغیرہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَلصَّیْحَۃُالَّتِی فِیْ شَھرِرَمَضَانَ تَکُونُ لَیْلَۃَالْجُمُعَۃِلِثَلاَثٍ وَعِشْرِیْنَ مَضینَ مِنْ شَھرِرَمَضَانَ"ترجمہ: وہ آسمانی آواز ماہ رمضان کی شب جمعہ ۲۳ کو بلند ہوگی۔

۱۳۔ ابوالجارود امام محمد باقر علیہ السلام سے وہ اپنے اجداد کے ذریعہ سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یَخْرُجُ رَجُل مِنْ وُلدِی فِی آخِرِالزَّمٰانِ اَبْیَضُ اللَّونِ مُشْرَب بِالْحُمْرَۃِ،مَبْدِحُ الْبَطْنِ،عَرِیْضُ الْفَخْذَیْنِ،عَظِیْمُ مَشَاشِ الْمَنْکَبَیْنِ،بِظَھرِہِ شامَتانِ!شَامَۃعَلٰی لَوْنِ جِلْدِہِ وَشَامَۃعَلٰی شِبْہِ شَامَۃِ النَبِّی (ص)لَہُ اِسْمٰانِ اِسْم یُخْفٰی وَاِسْم یُعْلَنُ فَاَمَّاالَّذِیْ یُخْفٰی فَاَحْمَدُوَاَمَّاالَّذِیْ یُعْلَنُ فَمُحَمَّداِذَاھزَّرَایْتَہُ اَضَاءَلَھامَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَوَضَعَ یَدَہُ عَلٰی رُؤُوسِ الْعِبَادِفَلَایَبْقٰی مُؤْمِن اِلاَّصَارَقَلْبُہُ اَشَدَّمِنْ زُبُرِالْحَدِیْدِوَاَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قُوَّۃَاَرْبَعِیْنَ رَجُلًاوَلَایَبْقٰی مَیِّت اِلَّادَخَلَتْ عَلَیْہِ تِلْکَ الْفَرْحَۃُ(فِیْ قَلْبِہِ)وَھوَ فِیْ قَبْرِہِ وَھمْ یَتَزَاوَرُوْنَ فِی قُبُوْرِھِمْ وَیَتَبَاشِرُوْنَ بِقِیَامِ الْقَائِمِ صَلَواتُ اللّٰہِ

عَلَیْہِ "یعنی: میں اپنےفرزندوں میں سےآخری فرزندجوآخری زمانےمیں ظہور کرےگا جس کارنگ سفید تھوڑاسرخی کی طرف مائل ہوگااس کاسینہ کشادہ ،رانیں بڑی ،اورشانے قوی ہوں گےاوران کی پُشت پردو نشان ہوں گےایک کھال کےرنگ کااوردوسراپیغمبر اکرم(ص)کےنشان نبوت کی مانندہوگااوران کےدونام ہوں گےایک پوشیدہ نام''احمد'' اوردوسراآشکارنام''محمد''ہوگااورجب ان کاپرچم بلندہوگاتومشرق ومغرب کوروشن کردے گا اورجب وہ اپنادست مُبارک مؤمنین کے قلوب پر رکھیں گےتوان کے قلوب لوہےکی مانند مضبوط ہوجائیں گےاوراللہ تعالیٰ ان کوچالیس افرادکی سی طاقت عطاکرےگاتمام مؤمنین چاہےقبرہی میں کیوں نہ ہوں خوش ہوں گےاورایک دوسرے کادیدار کریں گےاورایک دوسرےکوان کے ظہورکی خوشخبری دیں گے۔

۱۴۔جابربن عبداللہ انصاری امام محمدباقرعلیہ السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےارشادفرمایا:"اِنَّ الْعِلْمَ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّۃَنَبِیِّہِ(ص)لَیَنْبُتُ فِیْ قَلْبِ مَھدِیِّنَاکَمٰایَنْبُتُ الزَّرْعُ عَلٰی اَحْسَنِ نَبَاتِہِ،فَمَنْ بَقِیَ مِنْکُمْ حَتّٰی یَرَاہُ فَلْیَقُلْ حِیْنَ یَرَاہُ:اَلسَّلَاُم عَلَیْکُمْ یٰااَھلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِوَالنَّبُوَّۃِوَمَعْدِنِ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَۃِ'

ترجمہ:علم کتاب الٰہی اورسُنتِ پیغمبرِاکرم(ص)ہمارے مہدی(عج)کے قلب میں اس طرح سے نشونماپارہےہیں جس طرح نباتات اچھی طرح سے نشونماپاتے ہیں پس اگرتم میں

سے کوئی اس کی زیارت سے مشرف ہوسکے تو اسے دیکھتے ہوئے اس پر سلام بھیجے:"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِوَالنَّبُوَّةِوَمَعْدِنِ الْعِلْمَ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَةِ"

۱۵۔ابوبصیرامام محمد باقرعلیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:يَخْرُجُ الْقٰائِمُ يَوْمَ السَّبْتِ يَوْمَ عَاشُورَا،يَوْمَ الَّذِىْ قُتِلَ فِيْهَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ یعنی: قائم(عج)بروز ہفتہ ظہورفرمائیں گے یہ وہی دن ہے جس دن امام حسین(ع)کی شہادت واقع ہوئی ہے۔

۱۶۔ابوبصیرروایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک شخص نے امام جعفر صادق(ع)سے یوں سوال کیا:كَمْ يَخْرُجُ مَعَ الْقٰائِمِ؟ فَاِنَّهمْ يَقُوْلُوْنَ:اِنَّهُ يَخْرُجُ مَعَهُ مِثْلُ عِدَّةِاَهلِ بَدْرٍثَلاَثُمِائَةٍوَثَلاَثةَعَشَرَرَجُلًاقَالَ:وَمَايَخْرُجُ اِلَّافِىْ اَوْلِى قُوَّةٍوَمَاتَكُونُ اُولُوالْقُوَّةِاَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِآلاَفٍ"

یعنی:امام قائم(عج)کے ساتھ کتنے افراد خروج کریں گے ؟کیونکہ لوگ کہتے ہیں ۳۱۳افراد جوکہ اصحاب بدر کی تعداد ہے خروج کریں گے،امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے جواب دیاکہ وہ قوی اصحاب کے ساتھ ظاہر ہوں گے جن کی تعداد دس ہزار سے کم نہیں ہوگی۔

۱۷۔ابو خالد کابلی امام زین العابدین(ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَلْمَفْقُوْدُوْنَ فُرْشِهِمْ ثَلاَثَ مِائَةَوَثَلاَثَةُعَشَرَرَجُلاًعِدَّةَاَهلِ بَدْرٍفَيُصَبِّحُوْنَ بِمَكَّةَوَهوَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ:اَيْنَمَاتَكُونُوايَأْتِ بِكُمْ اللهُ جَمِيْعاً(سورۂ بقرہ آیۂ ۱۴۸)وَهمْ اَصْحَابُ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ 'یعنی:جولوگ(اپنےامام کی مدد کے لئے) اپنے بستروں کو چھوڑدیں گےان کی تعداداصحاب بدر کی طرح ۳۱۳ ہےجواپنے کو مکہ پہنچائیں گے یہی وعدۂ پروردگارہےجواس نےارشادفرمایا:اَيْنَمَاتَكُونُوايَأْتِ بِكُمْ اللهُ جَمِيْعاً) (سورۂ بقرہ آیۂ ۱۴۸)یعنی:جہاں بھی رہوگےاللہ تم سبکو جمع کرکےلےآئےگا(یہ وہی اصحاب قائم ہیں)۔

۱۸۔محمد بن ہمام وِردسےاوروہ امام محمد باقرعلی السلام سےروایت نقل کرتےہیں کہ آپ نےفرمایا:اِثْنَانِ بَيْنَ يَدَیْ هذَاالْاَمْرِ:خُسُوفُ الْقَمَرِلِخَمْسٍ،خُسُوفُ الشَّمْسِ لِخَمْسِ عَشَرَةَوَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مُنْذُهبَطَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِلَى الْاَرْضِ وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَسْقُطُ حِسَابَ الْمُنَجِّمِيْنَ"یعنی:ظہورسےپہلےدوعلامتیں ظاہرہوں گیں ایک چاند گرہن کی جومہینہ کی پانچ تاریخ کوہوگادوسری علامت سورج کاگرہن ہونےکی جومہینہ کی ۱۵تاریخ کوہوگااس جیسے چاندوسورج گرہن خلقت آدمؑ سےاس وقت تک نہیں ہوئے ہوں گےایسےوقت میں منجّمین کاحساب کتاب بھی کسی کام نہیں آئےگا۔

۱۹۔سلیمان بن خالدامام جعفرصادق علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:قُدّامُ القائِمِ مَوْتَتَانِ مَوْت أَحْمَروَمَوْت أَبْيَض،حَتّٰى يَذْهبَ مِنْ كُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَة، اَلْمَوْتُ الْاَحْمَرِ:وَالْسَيْفُ،وَالْمَوْتُ الْاَبْيَضِ:اَلطّاعُوْنُ"

ترجمہ: قائم کے قیام سے پہلے دوطرح کی موتیں عام ہوجائیں گی ایک سُرخ موت اور ایک سفید موت اوریہ اس طرح عام ہوجائیں گی کہ ہر سات افرادسے پانچ افراد ختم ہو جائیں گے سرخ موت شمشیرکے ذریعہ ہوگی اور سفید موت طاعون کے مرض سے ہوگی۔

۲۰۔ابوبصیراور محمد بن مسلم امام جعفرصادق علیہ السلام سےروایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:لَايَكُوْنُ هذَاالْاَمْرِحَتّٰى يَذْهبُ ثُلْثَا النّٰاسِ ،فَقِيْلَ لَہ:اِذَاذَهبَ ثُلْثَاالنّٰاسِ فَمٰايَبْقٰى؟فَقَالَ علیہ السلام:أَمَاتَرْضَوْنَ اَنْ تكُونُواالثُّلْثُ الْبَاقِى؟
ترجمہ:امر ظہورپیش نہیں آئےگاجب تک دوثلث لوگ ختم نہیں ہوجائیں گے،حضرت سےپوچھاگیاکہ جب دوثُلث لوگ ختم ہوجائیں گےتوباقی کون رہ جائےگا؟توحضرت نے ارشادفرمایا:کیاتم لوگ اس بات کوپسندنہیں کرتےکہ وہ تیسراثلث تم لوگ قرارپاؤ۔

۲۱۔مفضل بن عمرامام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپ سے سورۂ والعصرکے بارے میں سوال ہواتوآپ نےفرمایا:اِنَّ الْاِنسَانَ لَفِى خُسْرٍ)سےمراد

ہمارے دشمن ہیں اور (اِلَّا الَّذِینَ آمَنُواوَعَمِلُواالصَّالِحَاتِ) سے مراد ہمارے پیروکار ہیں (وَتَوَاصَوْابِالْحَقِّ) سے مراد امامت ہے (وَتَوَاصَوْابِالصَّبْرِ) سے مراد زمانہ غیبت ہے۔

۲۲۔ محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام اور برید بن معاویہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایتیں نقل کیں ہیں کہ اس آیت (اِنَّمَااَنْتَ مُنْذِر وَلِکُلِّ قَوْمٍ ہادٍ) (سورۂ سباء آیہ ۴۴) میں (مُنذِر) سے مراد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور ہادی سے مُراد علی ؑ اور ہر زمانے کا امام ہے جو پیغمبر اسلام (ص) کے لائے ہوئے پیغامات کو لوگوں تک پہنچانے والے ہیں۔

۲۳۔ محمد بن اسماعیل امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو بغیر امامِ معصوم کی امامت کا عقیدہ رکھے مرا وہ جہالت کی موت مرا، پھر آپؑ نے فرمایا: کہ واقفی لوگ کافر اور ناصبی لوگ مشرک ہیں۔

۲۴۔ سماعہ اور دوسروں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: قرآن کی یہ آیت: وَلاَیَکُونُواکَالَّذِینَ اُوتُواالْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهمْ وَکَثِیرمِنْهمْ فَاسِقُونَ) (سورۂ حدید آیہ ۱۶) ہمارے قائم (عج) کے بارے میں ہے کہ وہ لوگ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے آسمانی کتاب دی گئی اور جب طویل زمانہ ان پر گزرا تو ان کے قلب سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہو گئے۔

۲۵۔سلام بن مستنیر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت:اِنَّ اللہ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَمَوْتِھا)کی تفسیر میں فرمایا:اللہ زمین کو ہمارے قائم (عج)کے ذریعہ زندہ کرے گا جب وہ مُردہ ہو چکے گی اور زمین کے مرنے سے مُراد اہل زمین کا کافر ہو جانا ہے اور کافر مُردار کی مانند ہے۔

۲۶۔ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت:ھوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُولَہ بِالْھدَی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْھرَہ عَلَی الدِّینِ کُلِّہ وَلَوْکَرِہ الْمُشْرِکُونَ)(سورۂ توبہ آیۂ ۳۳)

کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:اللہ کی قسم اس آیت کی تأویل ابھی تلک ثابت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی یہاں تک کہ ہمارے قائم (عج)کا ظہور ہو جائے اور یہ امر کافر و مشرکین کے لئے ناپسند ہوگا ایسے وقت میں اگر کوئی کافر و مشرک کسی سخت پتھر کے اندر بھی چُھپ جائیں گے تو وہ پتھر مؤمنوں سے پکار کر کہیں گے کہ اے مؤمنوں ہمارے درمیان کافر و مشرک موجود ہیں اُنہیں باہر نکالو۔

۲۷۔ابو الجارود امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:جب ہمارے قائم (عج) ظہور کریں گے تو منادی نداء دے گا کہ اے امام کے چاہنے والو!اے امام کی نصرت کو چلنے والو!تم لوگوں کو ضرورت نہیں ہے کہ اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں رکھو کیونکہ ہمارے قائم (عج)کے پاس موسیٰ بن عمران والا وہ پتھر اونٹ پر رکھا ہوا ہوگا کہ جب بھی کسی کو بھوک یا پیاس لگے تو اس سے چشمہ جاری ہوں گے جن سے لوگوں کی بھوک و پیاس

بچ جائے گی اور سیراب ہو جائیں گے ان کے ساتھ موجود حیوانات تک سیراب ہو جائیں گے اس طرح یہ کاروان پشت کوفہ و نجف پر آ کر کے رُکے گا۔

۲۸۔ابان بن تغلب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عنقریب اسی مسجد یعنی مکہ کی مسجد الحرام میں ۳۱۳ مرد جمع ہوں گے اور اہل مکہ جان جائیں گے کہ وہ ان کے آباؤاجداد کے فرزند نہیں ہیں اور ان کے جسموں پر شمشیریں حمائل ہوں گی اور ان شمشیروں میں سے ہر ایک پر کچھ کلمات لکھے ہوں گے جن سے ہزار ہزار کلمات پھوٹ رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسی ہوا کو بھیجے گا جو ہر وادی سے گزرتی ہوئی باآواز بلند کہے گی کہ یہ ہیں مہدی(عج) جو داؤدؑ و سلیمانؑ کی طرح آج مسندِ قضاوت پر بیٹھ کر قضاوت کریں گے اور انہیں اپنے حکم میں کسی گواہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔

۲۹۔ابان بن تغلب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ پُشتِ نجف پر ہمارے قائم آل محمد(عج) پیغمبر اسلام(ص) کا پرچم لئے کھڑے ہیں اور ان کی مدد کو آسمان سے تیرہ ہزار فرشتے زمین پر آئے ہوئے ہیں جو نوح و ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کی مدد کو آئے تھے اور چار ہزار فرشتے علامت دار جو بدر کے دن مسلمانوں کی مدد کو آئے تھے وہ بھی موجود ہیں اور وہ چار ہزار فرشتہ بھی ہیں جو عاشور کے دن امام حسین(ع) کی مدد کو آئے تھے اور امام حسین(ع) سے کارزار کی اجازت نہ ملنے کے نتیجہ میں آسمان پر اپنی ذمہ داری پوچھنے کے لئے گئے اور جب لوٹے تو امام حسین(ع) شہید ہو چکے تھے لہٰذا وہ اُسی دن سے اس انتظار میں ہیں کہ ہمارے قائم(ع) کا ظہور ہو اور وہ اس کی مدد کو آئیں۔

۳۰۔مفضل بن عمر امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت:اَیْنَمَاتَکُونُوایَأْتِ بِکُمْ اللہ جَمِیْعاً)ہمارے قائم (عج)کے اصحاب کے بارے میں ہے جو مختلف شہروں میں منتشر ہیں اللہ تعالیٰ قائم(عج)کے ظہور کے وقت ان سب کو یکجا کرے گا اس طرح سے کہ وہ رات کو اپنے بستر پر سوئیں گے اور صبح کے وقت اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے۔

۳۱۔جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا میں اصحاب قائم(عج) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مشرق سے مغرب تک کا احاطہ کئے ہوئے ہیں ہر مخلوق حتی درندے و پرندے تک ان کے مطیع ہیں اور ان کے لئے دعا گو ہیں اور جس زمین پر بھی اصحابِ قائم(عج) گزرتے ہیں وہ زمین اپنے لئے فخر محسوس کرتی ہے۔

☆☆☆☆